سلسلہ نمبر 54

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

"رسول جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ" (القرآن)

اظہار الطیب و الخبیث ، بمقابل الفقہ و الحدیث

المعروف بہ

شمع محمدی ﷺ

جس کے ملاحظہ کے بعد ہر شخص یقین کر لیتا ہے کہ فقہ اور چیز، حدیث اور چیز ہے، تقلید شخصی اور چیز ہے، اتباع سنت اور چیز ہے۔ محمدی جماعت الگ ہے اور حنفی گروہ الگ ہے

تالیف

امام الہند مولانا محمد رحمہ اللہ جوناگڑھی

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن و حدیث

کراچی پاکستان فون : 021-2214799

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظهار الطيب والخبيث بتقابل الفقه والحديث

المعروف به

شمع محمدی

جس کے ملاحظہ کے بعد ہر شخص یقین کر لیتا ہے کہ فقہ اور چیز ہے، حدیث اور چیز ہے، تقلید شخصی اور چیز ہے اور اتباع سنت اور چیز ہے۔ محمدی جماعت الگ ہے اور حنفی گروہ الگ ہے۔ تقلید شخصی اور پابندی فقہ کا لہسن پیاز اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کتاب و سنت کے من و سلویٰ سے دستبرداری کر لی جائے۔

تالیف:

عالم شہیر، محقق و نقاد **مولانا محمد جونا گڑھی** رحمہ اللہ

ناشر: ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان

فون: 021-2214799

نام کتاب .... شمع محمدی ﷺ

مؤلف .... مولانا محمد رحمہ اللہ جونا گڑھی

مکتبہ .... ادارہ اشاعت قرآن وحدیث، کراچی، پاکستان

باراول .... اپریل 2008ء

مطبع .... عرفان افضل پرنٹرز، لاہور

قیمت .... روپے

ملنے کے پتے

① فیض اللہ اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

② اسلامی اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

③ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

④ مکتبہ قدوسیہ، رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

⑤ مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار الطیب والخبیث بتقابل الفقہ والحدیث

المعروف بہ

شمع محمدی

عالم شہیر مصنف کتب کثیرہ **مولانا محمد جوناگڑھی** (رحمہ اللہ) کی اہم تصانیف میں سے ایک تصنیف ہے۔ کافی عرصے کے بعد اسے از سرنو جدید کمپوزنگ اور نظر ثانی اور چند ایک عبارتوں کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے یہ کتاب تقابل الفقہ والحدیث پر بہت عمدہ ہے۔ ہر اہل خرد و دانش کو گہرائی سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بحمد اللہ اس ایڈیشن میں کوشش کی گئی ہے کہ کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کر دی جائے۔ اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں یہ فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے اور ہمیں بھی (لوجہ اللہ) اپنے فیصلے سے آگاہ کریں گے۔ مبارکباد کا مستحق ہے "**ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان**" کہ جس نے مختصر اصلاحی کتب کے ساتھ ہی قدرے ضخیم کتب (خصوصاً مولانا محمد جوناگڑہی رحمہ اللہ کی کتب) کو منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف، صاحب نظر ثانی اور ادارہ کے منتظمین و معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل حسنہ کو قبول فرما کر میزان حسنات کا ذخیرہ بنائے۔ آمین۔

الفہرس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الحمد لولیه والسلام علے نبیه اما بعد

حنفی مذہب حضرات کا خیال

دنیا میں شہرت کر رکھی ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں کا ایک مسئلہ بھی خلاف حدیث نہیں بلکہ یہ فقہ قرآن وحدیث کا مغز گودا اور عطر ہے بے کھٹکے اس پر عمل کرنا ہے نجات کا سبب ہے اس لئے میں اس کتاب میں اس بات کو غلط ثابت کرنے اور اس دعوئی کی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور یہ بتانے کے لئے کہ فقہ میں سینکڑوں مسائل احادیث صحیحہ کے صریح خلاف ہیں یہ مضمون معہ حوالوں اور عبارتوں کے بطور نمونہ لکھتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ۔

الٰہی دے اثر ایسا میری بیتابی دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

مقصود کتاب

میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ہمارے حنفی بھائی فقہ کے کسی مسئلے کو خلاف حدیث نہیں جانتے آج تقریباً ایک ہزار سال سے یہی سبق انہیں پڑھایا جاتا رہا اور اب وہ لوح دل پر جم چکا ہے اس لئے آنکھیں بند کر کے صرف فقہ پر ہی مدار دین رکھ دیا گیا ہے ۔ میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حقیقت اس کے خلاف ہے ۔ فقہ کے سینکڑوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں ۔ جب یہ کھلا اختلاف اپنے ان بھائیوں کے سامنے رکھ دیا جائے گا تو پھر کون سا مسلمان ہے جس کا دل چاہے کہ حدیث کے

خلاف وہ کسی کی بات مانے اور حدیث کو چھوڑ دے؟

اے تغافل پیشہ تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے
جو نظام دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے

حدیث وفقہ کا فرق:

فرمان قرآن ہے:

مرج البحرین یلتقیان ، بینهما برزخ لا یبغیان

ترجمہ: ''دو سمندر ہیں ایک کھاری ایک میٹھا گو بظاہر ملے جلے ہوئے ہیں لیکن اللہ نے ان میں وہ حجاب اور آڑ رکھی ہے کہ نہ اس کا کھاری پانی اس کے میٹھے پانی کو بگاڑ سکے، نہ اس کا میٹھا پانی اس کے کھاری پانی میں مل سکے۔''

میں نے مندرجہ بالا آیت اس لئے نقل کی ہے کہ قارئین سمجھ لیں کہ جیسے دونوں سمندر کھاری اور میٹھا ہماری نگاہوں میں بہ ظاہر ملے جلے نظر آتے ہیں لیکن دراصل اللہ نے ایک کو ایک سے بالکل ہی الگ رکھا ہے ادھر سے ایک چلو پانی اگر آپ لیں تو میٹھا ہوگا اور ادھر سے لیں تو کڑوا ہوگا۔ اسی طرح گو موجودہ فقہ و حدیث بظاہر خلط ملط نظر آتے ہیں لیکن فی الواقع اللہ نے ایک کو ایک سے بالکل الگ رکھا ہے جو صرف ایک ہی مسئلہ پر غور کی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔

اداسے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اہلحدیث اور حنفیوں کا اختلاف

حنفی اور اہلحدیث قرآن و حدیث کے ماننے پر متفق ہیں اسی طرح اماماں دین محدثین و مجتہدین کی عظمت وحرمت پر بھی ان کا اتفاق ہے۔ ذرا سا اختلاف پچھلے زمانوں میں اس بات پر ہوگیا ہے کہ آیا ائمہ دین میں سے چار اور ان چار میں سے ایک کی جملہ باتیں تمام مسائل تقلیدی طور پر ماننے چاہیئے یا نہیں؟ حنفیوں کی طرف سے اس کا اقرار اور اہلحدیثوں کی طرف سے اس کا انکار رہا۔ اس اختلاف نے طول پکڑا اور حدیث کی کتابیں اور قرآن جو اس وقت تک دنیائے اسلام کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا تھا ان کے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ غلطی سے، بھول سے پاک ہے، حدیث رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے اور آپ معصوم تھے۔ شرعی احکام میں غلطی آپ سے ناممکن تھی مجتہدان دین گو اپنے مراتب میں کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں لیکن وہ غلطی سے پاک اور معصوم نہیں۔ ورنہ رسول ﷺ اور غیر رسول میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟ اس لئے اصولاً حنفی اور محمدی میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ:

"المجتهد قد يخطی وقد يصيب"

''یعنی کبھی مجتہد کا اجتہاد قرآن وحدیث کے مطابق ہوتا ہے کبھی خلاف۔''

اس اصول کے ماتحت لازمی چیز ہے کہ فقہ کے ائمہ کے مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو موافق ہوں قبول کیے جائیں جو خلاف ہوں رد کردیئے جائیں۔ چنانچہ جناب شاہ ولی اللہؒ نے وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ ''فقہا کے اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو مطابق ہو قبول کئے جائیں جو خلاف

ہوں وہ نا قابل عمل سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں۔''

فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق نہیں ہیں

اس چیز کو گو اصولاً حنفی اہلحدیث سب مانتے ہیں لیکن مغالطہ یہ لگا کہ فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق ہی ہیں کوئی مسئلہ خلاف نہیں۔ یہ بطور عقیدے کے حنفیوں کے دل میں بٹھا دیا گیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فقہ و حدیث کا مقابلہ کر کے ان کو مسائل بتلائے جائیں جو کھلم کھلا حدیث سے ٹکراتے ہیں تاکہ حنفیت روشنی میں آجائے اور پردے ہٹ جائیں۔ یہ سلسلہ نہ کسی کی تردید کے لئے ہے نہ کسی کو برا کہنے کے لئے۔ بلکہ اس سے غرض صرف اتنی ہے کہ یہ واضح ہو جائے کہ فقہ کے مسائل حدیث کے خلاف بھی ہیں جب یہ معلوم ہو گیا تو اصول اسلام اور مسلمہ فریقین فیصلہ خود مجبور کر دے گا کہ خلاف احادیث مسائل ترک کر دیئے جائیں اور جب یہ ہو گیا تو یہی اہلحدیث کا مذہب ہے اور یہی ہمارا اصلی مقصود ہے کہ عمل قرآن و حدیث پر کیا جائے اور جہاں آیت دیکھی گردن خم۔ کہاں حدیث دیکھی کمر دوتا۔

اماموں کو ان کی شان سے بڑھنا بھی ان کی بے ادبی ہے

فرمان الٰہی ہے:

مرج البحرین یلتقیان ۔ بینهما برزخ لا یبغیان

''شان اللہ ہے کہ دو دریا کھاری میٹھے بظاہر ملے جلے ہیں لیکن قدرتی

طور پر ان میں حجاب ہے۔'' (سورۃ رحمٰن)

ٹھیک اسی طرح یہی شان ربانی حدیث وفقہ میں نمایاں نظر آتی ہے۔ حدیث کی مٹھاس اس تلخی سے بہت دور ہے جو قیاس میں ہے۔ انسان کو گرانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جس مرتبے کا وہ ہو اس سے کم مرتبہ اس کے لئے ہم ثابت کریں۔ مثلاً ایک بادشاہ کو وزیر کہہ دیں یا اس سے بھی کم۔ اسی طرح دوسری صورت اسے گرانے کی یہ بھی ہے کہ اس کے مرتبے سے اسے بڑھا دیں مثلاً اس کسی پولیس والے کو ہم بادشاہ کہہ دیں بزرگوں کی دشمنی کے بھی یہ دو درجے ہیں۔ کسی بزرگ کو ان کی حیثیت سے گرانا بھی ان کی بے ادبی اور خلاف شرع ہے۔ مثلاً ائمہ دین مجتہدین شرع متین کو گستاخانہ لفظوں سے برائی سے یاد کرنا۔ اسی طرح ان کی بے ادبی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انہیں ان کے مرتبے سے بڑھا دیں مثلاً کسی ولی اللہ کو اللہ کہہ دیں۔ کسی امام کو رسول بنا دیں۔ جس طرح ان دونوں طریقوں سے بے ادبی ہوتی ہے اسی طرح دلی خیالات بھی انہیں دو طریق پر ہیں اور وہ بھی دونوں بے دینی کے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ جو برتا جائے وہ بھی انہی دو طریق کا ہوتا ہے پس کسی امام دین کی جس طرح یہ توہین ہے کہ اسے سرے سے امام یا بزرگ ہی نہ مانا جائے اسی طرح ان کی یہ بھی توہین ہے کہ انہیں الوہیت کے درجے پر یا نبوت کی کرسی پر مان لیا جائے۔

تقلید شخصی میں امام کو گویا نبی ماننا ہے

ہم اہلحدیث جس طرح ائمہ کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کو حد سے گزرا ہوا مانتے ہیں اسی طرح ان کے درجات کو اس بے طرح بلند کرنے والوں کو بھی کچھ

اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ہمیں اپنے بعض بھائیوں سے یقیناً یہ شکایت ہے کہ انہوں نے اماموں سے جو برتاؤ رکھا ہے وہ ان کے درجے سے بہت بڑھا ہوا ہے صاف لفظوں میں سنیئے ! کہ اس برتاؤ کے لائق صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی ہوتے ہیں ۔"صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم "مثلاً یہ مان لینا کہ جو فلاں امام کہے گا میں تو اسے ہی سچا مانوں گا مجھے ان کے اس قول کے بعد کسی آیت قرآنی یا حدیث رسول ﷺ کی مطلقاً ضرورت نہیں میرا مذہب وہ ہے جو میرے امام نے فرمادیا۔ میرا دین وہ ہے جو اس کا اجتہاد تھا میری نجات اسی میں ہے کہ اپنی عمر تقلید میں گزار دوں ۔کبھی بھولے سے بھی یہ خیال دل میں نہ لاؤں کہ اس مسئلے میں اللہ کا اس کے رسول ﷺ کا فرمان کیا ہے؟ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے لفظوں میں کہہ دوں کہ یہ تو امام ماننا نہیں بلکہ پیغمبر ماننا ہے اور ان کا درجہ حد سے بڑھا کہ نبوت کی کرسی سے نبی ﷺ کو ہٹا کر اس پر انہیں بٹھا دینا ہے جس طرح وہ بد اور بد سے بدتر جو امام کی امامت کا بھی قائل نہ ہو اسی طرح وہ کم از کم نیک تو نہیں کہا جا سکتا جو امام کو نبی ﷺ کی جگہ بٹھائے۔

جماعت اہلحدیث کی چاہت

اس وقت ہم میں اور حنفی بھائیوں میں جو اختلاف ہے وہ اسی اصول کے سمجھ جانے اور سلجھا لینے سے حل ہو جاتا ہے ۔ اہلحدیث کھرے دل سے اماموں کی امامت کے قائل ہیں ۔لیکن ہاں ان کی نبوت کے قائل نہیں ۔ دوسری جانب سے بھی گو لفظ تو یہی ہیں لیکن عمل یہ بتاتا ہے کہ ساری شرع کے لئے دینی دنیوی کل امور کے لئے فقط امام کی ذات کو کافی مان لیا گیا ہے ۔ پاکی پلیدی سے لے کر اسلام وکفر تک کے کل احکام ائمہ کے اجتہاد پر موقوف مان لئے گئے ہیں ۔ یہاں تک کہ نبی

ﷺ کی طرف سے نسبت بھی ہٹالی گئی ہے۔ پس حد اعتدال والی جماعت محمدی چاہتی ہے کہ جملہ مسلمانان عالم انصاف پر آجائیں اور صحیح راہ پر کھڑے ہو جائیں افراط پر بھی لعنت بھیجیں اور تفریط پر بھی۔ ائمہ کے اقوال کو حدیث کے تابع سمجھیں جہاں موافقت ہو مقبول اور جہاں مخالفت ہو مردود۔ چونکہ مدتوں سے یہ خیال پیدا کیا جا رہا ہے کہ فقہ کی مروجہ اور موجودہ کتابوں میں جتنے مسائل ہمارے یعنی حنفی مذہب فقہ کے ہیں سب حدیثوں سے موافق ہی ہیں اس لئے ضرورت تھی کہ اصل حقیقت جو اس دعویٰ کے خلاف ہے دنیا کے سامنے پیش کر دی جائے اس دعویٰ کی حقیقت کو توڑنے کے لئے تو صرف ایک مسئلہ کا خلاف دکھا دینا کافی تھا کیونکہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے لیکن ارادہ ہے کہ کم از کم ڈیڑھ سو مسائل کا اختلاف دکھایا جائے تاکہ یہ ممکن ہو جائے کہ ہم کہیں فقہ حنفی کے اکثر مسائل خلاف حدیث ہیں ہم جانتے ہیں کہ جب یہ کھلا ہوا اختلاف دکھایا جائے گا تو پھر یہ فقہ پرستی باقی نہ رہے گی اس کی وجہ صرف اس اختلاف کا سامنے نہ ہونا ہے۔

بلبل ہوں صحن باغ سے دور اور شکستہ پر

پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

امام جعفرؒ کی نصیحت امام ابو حنیفہؒ کو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج و جعل بینھا برزخا وحجر امحجورا"

ترجمہ: ''گو ظاہری طور میٹھے اور کھارے پانی کے دو دریا ملے ہوئے ہیں لیکن اللہ کے تصرف نے انہیں بالکل ہی الگ رکھا ہے۔''

اسی طرح رائے اور حدیث کتنے ہی خلط ملط ہو جائیں لیکن قدرتی حجاب انہیں کبھی بھی ایک نہیں ہونے دیتا ایک واقعہ سنیئے :

''جناب امام ابن شبرمہؒ کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ کو لے کر جناب امام جعفر بن محمد بن علی بن الحسینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ان سے دوستانہ تعلقات تھے۔ علیک سلیک کے بعد میں نے امام جعفرؒ سے امام ابو حنیفہؒ کا تعارف کروایا اور کہا کہ یہ عراقی ہیں اور بڑے فقیہ اور عقل مند ہیں۔ امام جعفرؒ پہچان گئے اور فرمانے لگے شاید یہی ہیں جو دین حق میں رائے اور قیاس لگاتے ہیں؟ انہیں کا نام نعمان ہے؟ میں جواب دوں اس سے پہلے۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں میں برکت دے آپ نے درست فرمایا، میرا نام نعمان ہی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو! دین میں اپنی رائے اپنا قیاس نہ دوڑاؤ، سنو سب سے پہلے جس نے امر دین میں قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ جناب باری کا اسے حکم ہوتا ہے کہ سیدنا آدمؑ کو سجدہ کر تو وہ جواب دیتا ہے کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ چھوٹا بڑے کے آگے جھکے میں بڑا ہوں اس لئے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور یہ مجھ سے کمتر ہے اس لئے کہ یہ مٹی سے پیدا ہوا ہے پس تیرا یہ حکم سراسر رائے و قیاس کے خلاف ہے کہ میں اس کے سامنے سجدہ کروں۔''

ردّ رائے کے دلائل

امام جعفرؒ : اچھا آپ میری ایک بات کا جواب تو دیجئے فرمایئے! وہ کونسا کلمہ ہے جس کا اول حصہ شرک ہو اور آخر حصہ ایمان ہو؟

امام ابو حنیفہؒ : مجھے معلوم نہیں۔

امام جعفرؒ: وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اگر لا الٰہ کہہ کر کسی نے زبان روک لی تو وہ مشرک ہے جب اس نے اسی کے ساتھ الا اللہ بھی کہا اب وہ مؤمن ہوا پس یہ ہے وہ کلمہ جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخر حصہ ایمان۔

امام جعفرؒ: اچھا فرمایئے کسی کو ناحق قتل کر دینے کا وبال وگناہ بڑا ہے یا زنا کاری کا؟

امام ابوحنیفہؒ: ناحق کا قتل زنا کاری سے بڑا گناہ ہے۔

امام جعفرؒ: اب بتلاؤ کیا یہ صحیح نہیں کہ قتل کے ثبوت کے لئے دو گواہ شریعت نے معتبر مانے ہیں لیکن زنا کے لئے چار گواہ معتبر مانے ہیں۔ اگر دو ہوں تو قتل تو ثابت ہو جائے گا لیکن زنا ثابت نہ ہوگا حالانکہ قتل زنا سے بدتر ہے پھر یہاں تمہارا قیاس اور تمہاری رائے کہاں گئی؟ قیاس اور رائے کے اعتبار سے تو چاہیئے تھا کہ قتل پر زیادہ گوہ ہوں اور زنا پر کم کیونکہ جرم کے لحاظ سے زنا قتل سے کم ہے پس ثابت ہوا کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

امام جعفرؒ: فرمایئے! اللہ کے نزدیک روزہ بڑا ہے یا نماز؟

امام ابوحنیفہؒ: روزے سے نماز بڑی اور اہم چیز ہے۔

امام جعفرؒ: پھر کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت کو نماز کی قضا کا حکم نہیں ملا اور روزے کی قضا کا حکم ملا؟ بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں کہاں گیا؟ قیاس کی رو سے تو چاہیئے تھا کہ بڑی چیز یعنی نماز کی قضا کا حکم ہوتا نہ کہ روزے کی قضا کا لیکن شریعت نے اس کے خلاف حکم دیا ہے پس ثابت ہوا کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

امام جعفرؒ کی نصیحت

اے بندۂ رب! اللہ سے ڈرو۔ قیاس اور رائے کو چھوڑ دو۔ سنو ہم تم اللہ کے ہاں قیامت کے دن پروردگار کے روبرو کھڑے ہونگے۔ ہم تو اپنے بتلائے مسائل کی دلیل قرآن وحدیث سے لے لیں گے۔ اللہ کے روبرو اپنے مسائل کی دلیل میں بھی یہی دو چیزیں پیش کریں گے اور ان شاء اللہ چھٹکارا پالیں گے لیکن آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے جو مسائل بتلائے ہیں اور پھیلائے ہیں ان کی بابت جب روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے سوال کرے گا تو آپ کا جواب بجز اس کے اور کیا ہوگا کہ آپ کہیں ہماری رائے یہی تھی۔ ہمارا قیاس یہی تھا۔ اب بتلاؤ کہ تمہارے ساتھ اللہ کا کیا برتاؤ ہوگا؟ اسے سوچ سمجھ لو اور وہ جواب تیار کر لو جو اللہ کے ہاں کام آئے۔ (اعلام الموقعین)

مندرجہ بالا واقعہ ہم قارئین کے سامنے رکھ کر ان کے زندہ ضمیر سے اپیل کرتے ہیں کہ کیا اس واقعہ نے اس امر کو صاف طور پر ثابت نہیں کر دیا کہ رائے اور قیاس شریعت محمدیہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ رائے اور قیاس کے مسائل عموماً شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگے جیسے کہ مندرجہ بالا واقعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے لیکن اس ہدایت کے خلاف آج بھی یہ عقیدہ بعض مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ رائے اور قیاس کی موجودہ کتب فقہ کے تمام مسائل قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ حنفی بھائی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ فقہ کے بہت سے مسائل صریح احادیث کے خلاف ہیں۔

نکہت زلف سے کم مرتبہ مشک ہوا
شرم سے ناف میں آہو کے لہو خشک ہوا

چاروں مذہب برحق نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قل الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر"

ترجمہ: ''یہی وہ حق ہے جو اللہ کی طرف سے ہے اب جو چاہے مانے جو چاہے انکار کرے''

ہے کوئی جو اس امر کا انکاری ہو کہ حق ایک ہے؟ اس حق کے سوا جو ہو باطل ہے اس حقیقت کو مانتے ہوئے جو لوگ چاروں مذہبوں کو حق کہتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر سارا حق ایک مذہب میں ہے تو ظاہر ہے کہ باقی تینوں مذہب حق نہ رہے اگر چاروں میں سے ہر ایک میں حق ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں حق کا چوتھائی حصہ ہے نہ کہ پورا حق جب ایک چوتھائی حق ہے تو یہ بھی مسلم ہے کہ ہر مذہب میں تین چوتھائی باطل ہے آپ ایک روپیہ کے چار حصے کریں چار ڈھریاں ریت کی کریں اور اس ایک روپے کو ان چاروں میں رکھیں تو ظاہر ہے کہ آپ ہر ایک میں ایک چونی رکھ سکتے ہیں۔ جس جس دھڑے پر جو جو جماعت قبضہ کر کے بیٹھے گی وہ بہت کچھ محنت کرنے کے بعد رول رول کر اس ڈھیر میں سے چونی نکال سکتی ہے نہ کہ پورا روپیہ۔ پس اگر حق ان چاروں میں ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق ہے اور تین چوتھائی باطل کی ہیں ہے کوئی جو اس کھلی حقیقت سے انکار کرے؟

اہلحدیث پورے حق پر ہیں

ہاں وہ جماعت جو اس ایک حق کے ٹکڑے نہ کرے اسے چار حصوں میں اور چار ڈھیریوں میں اور چار مذہبوں میں تقسیم نہ کرے وہ بیشک پورے حق کی مالک رہ سکتی ہے اس کے قبضہ میں پورا روپیہ رہ سکتا ہے۔ مندرجہ بالا چار جماعتیں چاروں مذہب والوں کی تھیں اور یہ ایک جماعت اہلحدیث کی ہے اسے آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا اسی آیت و حدیث پر عمل کر سکتا ہے جو اس کے مذہب میں ہو جس پر اس کے امام کی مہر لگی ہوئی ہے جو اس کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں قابل عمل قرار دی گئی ہو جسے اس کے مذہب کے بانی نے مانا ہو اور قابل عمل قرار دیا ہو۔ پس ہر ایک کے لئے ایک روک ہے اہلحدیث کی جماعت اس روک سے بالکل الگ ہے اس لئے کے وہ ہر آیت و حدیث پر عمل و عقیدہ رکھ سکتی ہے۔

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو\
نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

حنفی اور اہلحدیث کی مثال

اس کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وسیع مکان ہے جس کے چار حصے کر دئے گئے اور ہر حصے کو دیواریں بنا کر دوسرے حصے سے بالکل الگ کر دیا گیا۔ ان چاروں حصوں میں مختلف لوگوں نے رہائش شروع کر دی ظاہر ہے کہ ہر قبیلے والوں کے لئے وہی وسعت رہی جو اس اصلی مکان کی چوتھائی ہے۔ پورے مکان کی

وسعت ان چاروں قبیلوں میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن جو قبیلہ اس وسیع مکان کے چار حصے نہ کرے اسے اس کی اصلی وسعت اور کشادگی پر رہنے دے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے بہت وسیع میدان ہے۔ یہ اللہ کی وسیع فضا میں کھلی ہوا میں اور صاف روشنی میں اپنا گزارا کرسکتا ہے اور کر رہا ہے۔ جن لوگوں نے دین اللہ کے چار حصے کیئے ہیں دراصل ان لوگوں نے زیادہ سے زیادہ چوتھائی دین کو لیا ہے نہ کہ کامل دین کو۔ کامل دین ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اس حصے بخیئے سے الگ ہیں جو اس بٹوارے سے ناراض ہیں۔

مقلد آزادی سے عمل بالحدیث نہیں کرسکتا

آپ آزمالیں ایک صحیح حدیث ایک حنفی کے پاس رکھیں اس کا صاف جواب ہوگا کہ میرا مذہب اس کے مطابق نہیں۔ میرے مذہب میں تو یوں ہے اور اس کی دلیل فلاں دوسری حدیث ہے اب وہ دلیل ہو یا نہ ہو۔ مضبوط ہو یا پھسپھسی ہو۔ بہر صورت اس صحیح حدیث پر اس کا عمل وعقیدہ نہیں۔ یہی حالت آپ شافعیہ کی پائیں گے اور اسی صورت پر آپ حنبلیوں کو دیکھیں گے اور یہی نقشہ آپ مالکیوں کا پائیں گے۔ لیکن بحمد اللہ جماعت محمد یہ اہلحدیث کے سامنے جہاں آپ نے کوئی صحیح حدیث پیش کی اور اس نے سر جھکا دیا کہ ہر فرمان رسول ﷺ سر آنکھوں پر۔ صرف اس امر کے لئے کہ بہت سی صاف، صریح، صحیح اور بہت صحیح حدیثیں ایسی ہیں جنہیں مذہب وتقلید کی آڑ عمل وعقیدے میں نہیں آنے دیتی چونکہ ہم ہندوستان اور پاکستان کے اہلحدیثوں کا ساتھ حنفی بھائیوں سے ہی ہے اس لئے ہم نے اپنے انہی پڑسیوں سے خطاب رکھا ہے اور اس کتاب میں ڈیڑھ سو حدیثیں وہ نقل کر دی ہیں جو صحیح ہیں صریح ہیں لیکن حنفی حضرات کے نزدیک وہ متروک ہیں لاکھوں حنفیوں میں

سے ایک بھی نہیں جو ان پر عمل کرے۔ دوستو! یا تو کہہ دو کہ ہم حدیث رسول ﷺ پر عمل نہیں کرتے یا آؤ ان پر بھی عمل شروع کردو پروردگار تو خوب دانا بینا ہے میری یہی غرض ہے کہ تیرے رسول ﷺ کی احادیث پر مسلمان عامل ہو جائیں۔

الٰہی نالہ اخگر فشاں دے — فغاں شعلہ ریز و خوں چکاں دے
عنایت کر مجھے آتش زبانی — کہ لب تک لا سکوں سوز نہانی
دے اتنی گرمی سوز تکلم — کہ ہو عرق عرق برق تبسم

روایت اور درایت کا فرق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ"

ترجمہ: ''ان کی زبردست خرابی ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے درجے پر مانتے ہیں۔''

ہمارا ایمان ہمارا علم ہمیں مجبور کرتا ہے کہ روایت اور درایت کو دو الگ الگ چیزیں سمجھیں۔ روایت میں جو بزرگ اعلیٰ پایہ کے صادق، امین، راست باز اور درست گو ہیں لازم نہیں کہ ان کی فہم وفراست، ادراک و درایت بھی ہر جگہ مثل روایت صحیح، اٹل، ناقابل انکار اور واجب التسلیم ہی ہو۔ مثال کے طور پر کون ہے جو نہیں مانتا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطابؓ جو روایت جناب رسول اکرم ﷺ سے بیان کریں جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی پہنچائیں اس میں وہ یقیناً اور قطعاً سچے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح ان کی درایت ہم پر واجب التعمیل نہیں بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہوں۔

سیدنا فاروق (رضی اللہ عنہ) کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا

مثلاً جناب رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان سے کہ آپ نے فرمایا تھا تم یقیناً بیت اللہ شریف میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ سیدنا عمرؓ نے سمجھا کہ حدیبیہ والے سال کی بابت یہ پیشگوئی ہے مگر حدیبیہ والے سال ایسا نہ ہوا، بلکہ مکہ شریف سے اور بیت اللہ شریف سے مسلمان روک دیئے گئے اور انہیں مجبوراً واپس ہونا پڑا ثابت ہوا کہ حدیث رسول ﷺ برحق ہے روایت عمر بچی ہے لیکن درایت عمر صحیح نہ تھی۔ حدیث میں جو تھا وہ ہو کر رہا لیکن فہم عمرؓ پوری ہو کر نہ رہی یہ ہے بین فرق روایت اور درایت کا۔

صحابہؓ کی درایت (بسا اوقات) معتبر نہیں ہوتی

قرآن کریم میں سحری کے آخری وقت کی بابت الفاظ نازل ہوتے ہیں:

"حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود"

ترجمہ: ''یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہو جائے۔''

اس سے سیدنا عدی بن حاتمؓ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سوت کا دھاگہ ہی مراد ہے، لیکن جب جناب رسول اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کی غلط فہمی کو رفع کیا اور فرمایا اس سے مراد صبح صادق کا رات سے ظاہر ہونا ہے۔ پس سیدنا عدیؓ کی فہم مراد اللہ و رسول ﷺ کے خلاف تھی گو آیت درست، صحیح اور ایمان لانے کے لائق ہے۔ پس روایت صحیح اور درایت غلط۔ اور دونوں میں فرق ظاہر

اسی طرح کی کھلی کھلی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

پھر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیانہ ہے
ہر روش میں جلوۂ باد صبا مستانہ ہے

مقلدین کی خطرناک غلطی

جن لوگوں نے باریک بینی سے کام نہ لے کر روایت و درایت میں فرق نہ کیا جس طرح روایت کا چھوڑنا غلط کاری ہے اسی طرح درایت کا چھوڑنا بھی غلط کاری سمجھ بیٹھے اور اسی لئے جن ائمہ کی نسبت ان کی اعتقادی سپرٹ بڑھ گئی ان کی درایت کا ماننا ضروری سمجھ کر بالآخر خود انہیں کی روایت سے بھی بے نیاز بن گئے اور اپنے دین کا سارا مدار صرف ان آئمہ کی فقہ و فراست، فہم و درایت پر ہی دکھ دیا جتنا ان کی درایت پر اعتماد چاہیئے اتنا بلکہ اس سے زیادہ اور بہت زیادہ اعتماد ان کی درایت پر رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مدت کے بعد ان میں سے کسی ایک پر ہی اکتفا ہونے لگا اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ صرف اس ایک امام کے جملہ اقوال کا ماننا ہی دین سمجھ لیا گیا۔

کتب فقہ میں ہزارہا لوگوں کے اقوال ہیں

اس غلط ذہانت سے فائدہ اٹھانے کے لئے لوگوں نے ان مسلمہ ائمہ کے اقوال الگ الگ جمع کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح الگ الگ بلکہ جداگانہ مختلف مذاہب کا اسلام میں ظہور ہو گیا چونکہ ان ائمہ کے اقوال اتنے اور ایسے نہ تھے جو انسانوں کو کافی ہو سکیں اس لئے پھر ان کے شاگردوں کے اقوال اس میں داخل

ہوئے پھر بھی کمی ہوئی تو شاگردان شاگرد کے اقوال شامل کئے گئے پھر بھی کمی رہی تو اوروں کے بھی اقوال شامل کیئے گئے پھر بھی کمی رہی تو ان کے بنائے ہوئے قوانین واصول کے ماتحت مسائل نکال کر اس میں اضافہ کئے گئے اب یہ ایک ایسی معجون مرکب بن گئی کہ اگر آج کوئی ہزار چاہے کہ اس کی تحلیل کرے یعنی اس کے اجزاء اور حصے الگ الگ ممتاز کرے تو نہ صرف مشکل بلکہ محال اور یقیناً محال ہو گیا ہے۔

مذہب کی پاسداری مانع عمل بالحدیث ہے

پس موجودہ کتب فقہ کے کل مسائل پر اعتماد رکھنا، انہیں برحق ماننا اور انہیں کو دین حق، شریعت مصطفیٰ سمجھنا وہ اصولی غلطی ہے جس سے زیادہ کھلی غلطی دین میں اور نہیں ہوسکتی۔ میری چاہت ہے کہ میں اس کتاب میں اپنے بھائیوں کو بتلاؤں کہ کسی ایک مذہب کی تیار کردہ کتب فقہ پر عمل کرنے سے بہت سی حدیثوں پر عمل چھوٹ جاتا ہے اس مضمون سے میری غرض یہ نہیں کہ اس حدیث کے چھوڑنے والوں اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کے پاس دلائل نہیں یا ہیں اور کمزور ہیں یا قوت میں برابر کے ہیں۔ بلکہ میری غرض صرف یہی ہے کہ حدیث رسول ﷺ فی نفسہ اور بذاتہ عمل کے قابل ہے پھر اس پر عمل نہ کرنا اسے مہمل چھوڑ دینا بلکہ اس پر عمل جائز بھی نہ جاننا یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ ہر حدیث رسول ﷺ عمل کے قابل ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان حدیثوں کو ناقابل عمل ٹھہرا لیا جائے۔ پس اے حنفی بھائیو! اٹھو، ہمت کرو اور اپنے رسول ﷺ کی ان حدیثوں پر بھی عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے! واللہ ہمیں تو یہ بات بہت بری معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان حدیث نبوی پر عمل نہ کرے۔

سینوں میں جگر پہ تیر غم چلتے ہیں
رخساروں پہ اشک شمع ساں ڈھلتے ہیں

مقلد حدیث پر براہ راست عامل نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ"

ترجمہ: ''ایمان والو! اسلام کے جملہ مسائل کو مان لو۔''

لیکن بہت سی حدیثیں ہیں جن پر صرف تقلید کی پابندی نے عمل چھڑا رکھا ہے۔ ایک مقلد حدیث کو حدیث ہونے کی حیثیت سے نہیں مانتا بلکہ اگر وہ کسی حدیث پر عامل ہے تو صرف اس لئے کہ اس کے امام کے فرمان کے مطابق ہے ورنہ اگر حدیث ہونے کی حیثیت سے عمل ہوتا تو جس طرح وہ حدیث قابل عمل تھی جو فرمان امام کے مطابق تھی وہ بھی قابل عمل ہونی چاہیئے تھی جو فرمان امام کے خلاف تھی لیکن اس کتاب میں آپ کے سامنے ایک دو نہیں بلکہ پوری ڈیڑھ سو حدیثیں آئیں گی جو صحیح ہیں، صریح ہیں، لیکن ایک حنفی ان پر عمل نہیں کرتا بلکہ نہیں کر سکتا اس لئے اور صرف اس لئے کہ اس کے خیال میں ان کے امام نے اس پر عمل نہیں کیا۔

اہلحدیث اور اماماں دین

میں لکھ چکا ہوں کہ آئمہ دین مجتہدین محدثین کے ماننے میں حنفی اہلحدیث متفق ہیں۔ اہلحدیث کا مذہب اور عقیدہ ہے کہ ائمہ دین کی جانب میں گستاخی بے ادبی کرنے والا ان کی توہین اور بے توقیری کرنے والا محروم القسمت ہے۔ بس

بزرگوں کے ماننے تک تو دونوں جماعتیں متفق ہیں ۔ ہاں آگے چل کر فرق یہاں پڑتا ہے کہ بزرگوں کی جو روایتیں مروی ہیں ، جو احکام انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمیں پہنچائے ہیں ان کا ماننا تو ہم پر ضروری ہے لیکن جو قیاسات ان بزرگوں نے کیئے ہیں جو اجتہادات ان بزرگوں کے ہیں جو درایت ان حضرات کی ہے کیا وہ بھی ان کی روایت کی طرح سب کی سب تسلیم کر لی جائیں؟ یا اس میں کوئی امتیاز ہے؟

اہلحدیث رائے کو دین نہیں سمجھتے

جماعت اہلحدیث تو کہتی ہے کہ ائمہ کی درایت اور روایت ماننے کے اعتبار سے دو چیزیں ہیں روایت کا ماننا ضروری ہے اور درایت کا صحیح ہونا ضروری نہیں اس لئے اس کا ماننا بھی ضروری نہیں ۔ بالخصوص اس وقت تو اس درایت کا ماننا قطعاً حرام ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی روایت مل جائے مقلد حضرات نے جو روش روایت کے متعلق رکھی تھی اسی پر وہ درایت میں بھی جم گئے اور جس بزرگ پر ان کی انتخاب کی نگاہ جم گئی اس کی ایک ایک فقہ کو، ایک ایک درایت کو، ایک ایک فہم کو، ایک ایک قیاس کو، اجتہاد کو، ایک ایک رائے کو، ماننا بھی انہوں نے ضروری قرار دیدیا، شدہ شدہ یہاں تک بھی نوبت پہنچی کہ فقہ شریف کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں تحریر فرمادیا گیا کہ۔۔

فلعنة ربنا اعداد رمل

علی من رد قول ابی حنیفة

تقلید کی اصلی صورت

یعنی ریت کے ذروں کے برابر لعنتیں نازل ہوں اس پر جو امام ابو حنیفہؒ کے کسی قول کو رد کرے۔ بر امان کر منہ پھلا لینے کی تو کوئی سند نہیں۔ یہ شعر تقلید کی جان ہے، مقلد کا ایمان ہے، گو لفظوں میں کوئی بوقت تحقیق اس کا انکار کر جائے یا اس کی تاویل کرلے لیکن حقیقتاً تقلید یہی ہے جانے دیجئے صاحب اس شعر کو نہ لیجئے۔ اصول فقہ کی کتابوں کو کیا جواب دو گے؟ جنہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مقلد کو قرآن سے، حدیث سے، اجماع سے، قیاس سے، کسی مسئلے کے سمجھنے اور لینے کا کوئی حق ہی نہیں۔ یہ چاروں چیزیں مقلد کے لئے دلیل کی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ مقلد کی دلیل تو صرف اس کے امام کا قول ہی ہے نہ کہ ان چاروں میں سے کوئی دلیل۔

"اما المقلد فیقول هذا الحکم واقع عندی لانه ادی الیه رأی ابی حنیفه الخ"(توضیح تلویح)

ترجمہ:''یعنی مقلد کا وظیفہ تو صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ یہ مسئلہ یوں ہے اس لئے کہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور میرے نزدیک میرے امام کی ہر رائے برحق ہے اور مسئلہ وہی ہے جو بتلا دے۔''

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا
پہنچے کب اس پہ ہاتھ ہمارے غبار کا

مدنی اور کوفی راستہ

سیدھی لائن کا کانٹا یہیں بدلتا ہے۔ اب مدنی لائن الگ ہو جاتی ہے اور کوفی لائن الگ ہو جاتی ہے۔ محمدی اور حنفی کے مذہب کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ محمدی کا مذہب تو یہ ہے کہ جو محمد ﷺ فرمائیں وہ حق ہے۔ حنفی کا مذہب یہ کہ جو امام ابو حنیفہؒ

فرمائیں وہ حق ہے۔ان دونوں لائنوں میں ہمیں کونسی لائن اختیار کرنی چاہیئے؟اس کا فیصلہ ہر شخص اپنے اپنے لئے کر سکتا ہے یاد رکھو کوفے میں اگر کوئی فقہ کا پہاڑ بھی ہے تو وہاں نمرود کا غار بھی ہے۔ہاں مدینہ ہے جہاں سرکار مدنی آرام فرما ہیں اور جہاں دجال کا بھی دخل نہ ہوگا اور نہ اس کا دجل وہاں چلے گا۔

گل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے
صل علیٰ وہ جسم رسالت مآب ہے

رائے اور روایت

برادران! محمدی جماعت نے ایک درایت کو روایت کا درجہ نہیں دیا۔اسے گو آپ برا کہیں لیکن جب آپ حقیقت پر نظریں ڈالیں گے تو خود آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دراصل آپ نے تصویر کے ایک رخ پر نظر ڈال کر اطمینان کر لیا ہے۔اگر دونوں رخ آپ کے سامنے ہوتے تو آپ درایت کو ہرگز یہ درجہ نہ دیتے ۔آپ کے دل کو متوجہ کرنے کے لئے اور اپنا درد دل آپ کو سنانے کے لئے اس کی قدرے تفصیل بھی کر دوں۔

ساتوں فلک کے تہ و بالا نکل گیا
آخر شب فراق میں نالہ نکل گیا

مقلد تین اماموں کی نہیں مانتا

آپ نے مان لیا کہ بزرگوں کی رائے قیاس بھی ماننے کے قابل ہے اور ہر رائے کے سامنے ہم اپنا ماتھا جھکا دیا کریں گے۔اب ہم کہتے ہیں کہ کیوں

جناب! آپ نے جب اپنا بزرگ امام ابوحنیفہؒ کو مانتا ہے ایسا ہی امام شافعی کو بھی مانا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے تو سرآنکھوں پر؟ اور امام شافعی کی رائے قدموں اور ٹھوکروں تلے؟ آخر کیا سبب ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا قیاس عزت کے لائق؟ اور امام مالکؒ کا قیاس ذلت کے قابل؟ امام ابوحنیفہؒ فرمائیں تو گودیوں میں اور امام احمد فرمائیں تو پس پشت؟ پس ثابت ہے کہ جو آپ کہتے ہیں اس پر خود آپ کا عمل نہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ایک بزرگ کے ساتھ یہ معاملہ آپ نے کیا ہے لیکن کب؟ جبکہ کئی بزرگوں کے دل آپ نے دکھائے اور جبکہ کئی کی بے ادبی کی ہے۔

شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیوں ہو؟
گر ہو دل سوز مرے مجھ کو جلاتے کیوں ہو؟

ترک تقلید دشمنی امام نہیں

دوستو! آؤ ایک بات اور بھی سن لو، اگر ترک تقلید کی وجہ سے آپ کے نزدیک محمدی جماعت امام ابوحنیفہؒ کی ماننے والی نہیں رہی تو کیوں جناب! یہ جو آپ نے اجماع کر کے تین اور اماموں کی تقلید چھوڑ رکھی ہے تو ان تینوں اماموں کے نہ ماننے والے آپ بھی ہوئے؟ اگر اہلحدیث ایک کی تقلید چھوڑنے سے برے ہیں تو جناب تین تین کی تقلید چھوڑنے کے بعد بھلے کیسے رہ سکتے ہیں؟ پس یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ترک تقلید دشمنی امام ہے۔ بلکہ ماننا پڑے گا کہ جیسے تین کی تقلید کے چھوڑنے کے بعد اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا، ایسے ہی چاروں کی تقلید چھوڑنے سے اسلام جوں کا توں باقی رہتا ہے۔ بھائیو! جب یہ سچ ہے تو پھر کیا یہ سچ اور بالکل

سچ نہیں کہ تقلید شخصی کا اسلام اور اصل اسلام سے کوئی تعلق بلکہ دور کا علاقہ بھی نہیں۔

اسلام کی پہلی صدی میں تقلید نہ تھی

آپ سلف کے اسلام پر نظر ڈال جائیے ایک سو سال اسلام پر گزر جاتے ہیں ان چاروں بزرگوں اماموں میں سے امام بن کر کوئی ایک بھی دنیا پر موجود نہیں۔ پھر ان کی تقلید کہاں سے ہوتی؟ کوئی بیٹا باپ سے تو بڑی عمر کا ہو نہیں سکتا۔ کسی امام کی تقلید خود اس کی امامت اور اس کے بتلائے ہوئے مسائل کے وجود سے بلکہ خود اس کے وجود سے پہلے تو نہیں ہو سکتی پھر اگر ہمارے سلف کا ایک سو سال کے مسلمانوں جن میں تمام صحابہ اور تابعین ہی تھے، اسلام بغیر تقلید کے پورا تھا اور اچھا تھا اور کافی تھا۔ تو آج بھی وہی اسلام پورا ہے، کافی ہے، کامل ہے، مقبول ہے، جس میں تقلید نہ ہو۔ اور اگر آج اسلام میں تقلید داخل سمجھی جاتی ہے اور نجات کا واحد ذریعہ صرف تقلید امام کو سمجھا جاتا ہے تو یقیناً یہ نجات وہی نجات ہے جس سے سارے صحابہ یکسر جملہ تابعین یکسر محروم رہے۔ ماننا پڑے گا کہ ان کے ہاتھوں میں جو اسلام تھا وہ ناکامل تھا۔ بلکہ وہ نامقبول تھا، یعنی مردود تھا۔ کیوں مسلمانو! حنفی بھائیو! تم یہ کہہ سکتے ہو؟ اگر نہیں کہہ سکتے اور یقیناً نہیں کہہ سکتے تو پھر کیوں اس تقلید شخصی کی فرضیت کے قائل ہو کر دنیا میں اس کے جھنڈے گاڑنے کو کھڑے ہوئے ہو؟

آہستہ خرام بلکہ ام
زیر قدمت ہزار جان است

محمدیؐ جھنڈا

لو اور سنو! محمدی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لو، اور اسے اسی طرح لہراؤ جس طرح صحابہ اور تابعین ائمہ اور مجتہدین بزرگ اور محدثین لہراتے رہے۔ اٹھو اور سب مل کر اس کے نیچے آجاؤ اللہ کے لئے آجاؤ۔ اپنی جانوں پر رحم کھا کر آجاؤ، اپنے ایمان کو بچانے کے لئے آجاؤ، اپنی دنیا کو سنبھالنے کے لئے آجاؤ، اپنا کھویا ہوا اوج حاصل کرنے کے لئے آجاؤ، اپنی برباد شدہ عزت حاصل کرنے کے لئے آجاؤ، آؤ محمد ﷺ کے جھنڈے تلے آجاؤ۔ سنو سنو! زمین کہہ رہی ہے آسمان کہہ رہا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہے کہ محمد ﷺ کے جھنڈے تلے آجاؤ تم اپنی جانو میری تو سنو!

میں بلبل نالاں گلزار محمدؐ ہوں
میں نرگس حیراں دیدار محمدؐ ہوں
جاں سرو پہ قمری دے بلبل گل رعنا پر
میں عاشق بے جان دلدار محمدؐ ہوں

ہمارے سلف اور ہم

مسلمانو! اللہ کی قسم جب تک تم قرآن و حدیث کے عامل رہے قیصر و کسریٰ کی ناز پروردہ شہزادیاں تمہاری خدمت گزاری کو اپنا فخر سمجھتی رہیں، دنیا کے بادشاہوں کے تاج تمہاری ٹھوکروں میں رلتے رہے، لیکن جب سے تم نے اپنی دونوں مٹھیاں ان دونوں جوہروں سے خالی کر دیں تم کمینوں کے کمین بن

ئے۔تمہاری ذلت کی انتہاء نہ رہی، بتاؤ اور سچ بتاؤ کیا یہ صحیح نہیں کہ آج ایک مسلمان دس روپے ماہوار پر بوٹ صاف کرنے پر ملازم ہے، کیا یہ صحیح نہیں کہ دس روپے پر ایک مسلمان ملازم ہے جو سور پکا کر کھلائے اور شراب لاکر پلائے؟ ہائے ہائے مسلمانو! اب کون سی ذلت باقی رہ گئی؟ کمینہ پن کا کونسا زینہ اترنا رہ گیا؟ اللہ کے لئے کروٹ لو۔ پھر اس روش پر چلو جس پر پہلے تھے۔ دیکھو جن بزرگوں نے سلطنتیں حاصل کی تھیں جو پہلی صدی کے لوگ تھے جو دین کی جڑیں بونے والے تھے جو اسلام کی شاخیں پھیلانے والے تھے۔ سوچو کہ ان کے ہاتھ میں کیا تھا؟ وہ عامل کس چیز کے تھے؟ دین و دنیا کی کنجی ان کے پاس کیا تھی؟ وہی گر اب بھی تم لے لو تو کچھ نہیں بگڑا۔

چمن میں جام صہبا ہے گھٹا ہے جائے خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

قرآن و حدیث میں ہی اسلام ہے

مسلمانو! اور اے مسلمانو! کیا اس کا جواب صرف ایک ہی نہیں؟ کہ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا اور دوسرے ہاتھ میں حدیث تھی۔ ایک ہاتھ میں کلا اللہ تھا اور دوسرے میں کلام الرسول ﷺ تھا۔ اگر یہی جواب ہے تو آج تمہارا بھی تیسرا ہاتھ نہیں جو تیسری چیز کی ضرورت ہو۔ ایک مٹھی میں قرآن لو اور دوسری میں حدیث لو۔ جب تیسرا ہاتھ پیدا ہو تب تیسری چیز بھی پیدا کر لینا اب تو قرآن و حدیث بس ہے۔ باقی سب ہوس ہے۔ اگر سورج نکلنے پر سارے چراغ بجھا دینا کوئی عقل مندی کا کام ہے تو حدیث کو دیکھ کر تمام لوگوں کے کلام کو دور کر دینا بھی عقلمندی ہے۔ امتی

اور نبیؐ میں فرق کرنا اگر دین ہے تو اماموں کے اقوال اور پیغمبر کی حدیثوں میں امتیاز کرنا بھی دین ہے۔ اگر مرتبے کے لحاظ سے امتی نبیؐ کے کروڑویں حصے کے برابر نہیں تو اقوال ائمہ حدیث رسول کے سامنے کروڑویں حصے کے برابر بھی نہیں۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ ائمہ کے اقوال سامنے اور ان کے مقابل احادیث رسولؐ فرمان پیغمبر رد کر دیے جائیں؟ فرمان پیغمبر کی مثال کس دلفریب دلچسپ چیز سے دی جائے ۔

حرف منہ سے جو اس کے نکل پڑیں
ایک غنچہ سے لاکھ پھول جھڑیں
دیکھ اس لب کی گوہر افشانی
ہو گیا آب ابر نیسانی

عمل بالحدیث کی تاکید

اگر میری یہ سب باتیں آپ کی سمجھ میں آ گئیں ہیں تو لو اور سنو میں ڈیڑھ سو حدیثیں اپنے اور آپ کے پیغمبرؐ کی پیش کرتا ہوں۔ اٹھو ہمت کرو اور میری طرح تم بھی ان کے عامل بن جاؤ۔ سنو! دین کا ٹھیکہ دار کوئی نہیں کہ وہ اجازت دے تو ہم نبی کی مانیں، وہ اجازت نہ دے تو ہم نبی کی نہ مانیں۔ ہم نے کلمہ محمد ﷺ کا پڑھا ہے، نہ کہ کسی امام کا پس جس کا کھائیں اس کا گائیں۔ جس کے امتی ہیں اس کی مانیں جس کی شفاعت کے خواہاں ہیں اس کی تابعداری کریں جس کا فرمان قول اللہ ہے اس پر جان و دل سے فدا ہوں۔ دنیا بگڑ جائے لیکن قول رسول ﷺ نہ چھوٹے، سارے روٹھ جائیں مگر دامن حدیث نہ چھوٹے سب ٹوٹ جائیں مگر اللہ کے پیغمبرؐ نہ چھوٹیں، اسے سب مل گیا جسے رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ اس سے سب

فوت ہو گیا جس سے حدیث رسول ﷺ گئی گزری۔ جو کچھ ہے اتباع سنت میں ہے، جو کچھ ہے اطاعت رسول ﷺ میں ہے، جنت اس میں ہے برکت اس میں ہے، عافیت اس میں، رحمت اس میں۔ اللہ! ہمیں حدیث پر عمل نصیب کر، اللہ! ہمیں قول رسول ﷺ کا مطیع بنا۔ آمین! برادران امت کہلوا کر حدیث رسولؐ سے دوری کی کیا وجہ ہے؟

اک آن بھی مجھ سے نہ ملو آٹھ پہر میں
گھر چھوڑ کر اپنا رہو یوں غیر کے گھر میں
سنتے ہیں شب و روز جنہیں بزم دگر میں
کیوں کر نہ ہو تاریک جہاں میری نظر میں

تقلید چار سو سال کے بعد نکلی

فرمان قرآن ہے:

”وحیل بینھم وبین ما یشتھون کما فعل باشیا عھم من قبل“

ترجمہ: ”ان کے اور ان کی منشا کے درمیان اسی طرح دیواریں کھڑی کر دی گئیں جیسے ان سے پہلے والوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔“

برسوں فلاسفر کی چناں اور چنیں رہی
لیکن اللہ کی بات جہاں تھی وہیں رہی

چار سو سال تو مسلمانوں پر امن و چین کے ساتھ گزرے، یہ من سلویٰ کھاتے رہے۔ لیکن اس کے بعد انہیں بھی بنی اسرائیل کی طرح دور کی سوجھی، داڑھ کا چٹخارہ یاد آیا اور لہسن پیاز طلب کرنا شروع کر دیا، اس زمانے کے رہبروں نے

انہیں ہر چند سمجھایا بجھایا روکا ٹوکا، مگر وہاں تو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی تھی نہ مانے اڑ گئے، ہاتھ پاؤں جھاڑ کر اسی کے پیچھے پڑ گئے، چنانچہ یہی کر کے رہے، من وسلویٰ اور لہسن پیاز میں کسی حد تک مناسبت تو تھی لیکن ان کے ہاں گو ناموں میں ہمرنگی ہو جنس میں بالکل بیگانگت تھی۔ یعنی انہوں نے قرآن وحدیث کے من وسلویٰ کے بدلے رائے قیاس کے لہسن پیاز کو ترجیح دی۔ یہ قدرتی قانون ہے کہ جس طرح طوطا اپنے ساتھ کوے کو پسند نہیں کرتا، کوا بھی طوطے کا ساتھ نہیں چاہتا، جب انہوں نے رائے قیاس اور تقلید وفقہ سے اپنی جیبیں پر کر لیں تو ان کے ہاتھ سے قرآن و حدیث جاتا رہا۔ کسی کی بات پر کان نہ دھر کر برا بھلا کہہ دینا تو اور بات ہے لیکن سمجھ کر جواب دینا یا تسلیم کر لینا یہ بے شک عقلمندی ہے میں پوچھتا ہوں اور فقہ کے ایک ایک شیدائی سے تقلید کے ایک فدائی سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ نہیں؟ کہ تقلید کے قبول کر لینے کے بعد آپ کو حلال حرام معلوم کرنے کے لئے، نماز روزے کے مسائل جاننے کے لئے، جان، مال کے حقوق پہچاننے کے لئے، غرض کسی امر دین کے حکم کے لئے قرآن وحدیث کے ضرورت باقی رہی؟ کیا آپ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ایک مسئلہ بھی قرآن اور حدیث سے لے سکتے ہیں؟ کیا لاکھوں کروڑوں سوالات میں سے ایک کا بھی جواب آپ قرآن وحدیث سے دے سکتے ہیں۔

ہر روز تو اے مہر درخشاں ہے کہیں اور
ہر رات تو اے شمع شبستاں ہے کہیں اور

مقلد قرآن وحدیث سے کوئی مسئلہ نہیں لے سکتا

ہمارے بھولے بھالے عام بھائیو کا تو ہم نہیں کہہ سکتے، نہ ان کی نسبت ہم کوئی دعویٰ کر سکتے ہیں جنہیں تقلیدی کنڈل سے باہر نکلنے کا کبھی موقع ہی نہیں ملا جو آزادی

کے میدان کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے اللہ جانے ان کا جواب تو کیا ہو لیکن پڑھے لکھے لوگ، تقلیدی رنگ میں رنگے ہوئے علماء، کتب فقہ کے جاننے والے، کتب اصول فقہ کے ماننے والے تو مجبور ہیں کہ وہ ہمیں کھلے لفظوں میں جواب دیں کہ جناب قرآن وحدیث سے مسائل لینا مجتہدین کا کام ہے نہ کہ ہم مقلدین کا۔ اگر اتنا مرتبہ ہمارا ہوتا تو ہم مقلد ہی کیوں بنتے؟ ہم کوئی مسئلہ بھی قرآن وحدیث سے نہیں لے سکتے۔ ہم ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ ہم نے قرآن سے اس کا ثبوت پایا ہے حدیث میں یوں ہے بلکہ صرف اس لئے کہ ہمارے امام، امام اعظم مجتہد زماں واقف اسرار نہاں شہنشاہ ملک فقہ امام ابوحنیفہ علیہ رضوان اللہ ورحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ بتلایا اور یہ فرمایا ہے۔ ہم رمضان کے روزے فرض مانتے ہیں اور واللہ سارا مہینہ روزے سے رہتے ہیں لیکن آیت قرآن "**فمن شهد منكم الشهر فليصمه**" کی وجہ سے نہیں، حدیث رسول ﷺ "**ان الله فرض عليكم صيامه**" کی رو سے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ امام ہمام مجتہد مطلق فقیہ بے مثال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تم پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔ تم ان روزوں کو برابر رکھتے چلے جاؤ۔

تقلید کسے کہتے ہیں

ہمارے انجان حنفی بھائی اتنا پڑھتے ہی ہماری نسبت کوئی ریمارک قائم کرنا شروع نہ کر دیں یہ سچ ہے کہ آج تک آپ نے ممکن ہے کسی اپنے عالم کو یہ کہتے نہ سنا ہو لیکن آؤ ادھارے سودے کی ضرورت نہیں یہاں تو نقد لین دین ہے۔ یہ تو جناب کو معلوم ہوگا کبھی نہ کبھی تو سنا ہوگا کہ "توضیح تلویح" حنفی مذہب کے اصول فقہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے یہاں تک کہ درس نظامی میں داخل ہے جب تک

اسے طالب علم نہ پڑھ لے دیو بند دہلی وغیرہ کہیں کا حنفی مدرسہ اسے مولویت کی سند نہیں دیتا بلکہ دے نہیں سکتا۔ اچھا اگر یہ بھی نہ معلوم ہو تو جس حنفی مولوی پر آپ کا اعتقاد ہو ان سے دریافت کر لیجئے کہ ''توضیح تلویح'' اصول فقہ احناف کی معتبر کتاب ہے یا نہیں؟ جب یہ آپ کا اطمینان ہو جائے پھر اس کتاب کی پہلی جلد کا ایک سو چھتیسواں صفحہ نکالیئے اس میں دیکھیے تحریر ہے:

"فاما المقلد فالدليل عنده قول المجتهد يقول هذا الحكم واقع عندي لانه ادي اليه راي ابي حنيفة وكل ما ادي اليه رايه فهو واقع عندي"

ترجمہ: ''یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد جس مسئلے کا جو حکم مانتا ہے وہ صرف یہی کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم یونہی ہے۔''

اس دلیل سے کہ میرے امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہی ہے ان کی جو رائے ہو وہی میرے نزدیک صحیح درست اور بالکل ٹھیک (یعنی شریعت) ہے الغرض مقلد کی دلیل صرف قول امام ہی ہے نہ کہ قرآن و حدیث۔

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف سے بھی غمزہ غماز دیکھنا

قرآن و حدیث سے مقلد دلیل نہیں لے سکتا

اگر اب بھی آپ کو کوئی وہم رہا ہو تو لو میں اس کا بھی بالکل ہی ازالہ کر دوں۔ اسی کتاب کے ۱۳۶ صفحہ میں تحریر ہے:

"فالادلة الاربعة انما يتوصل بها المجتهد لا المقلد"

ترجمہ: ''یعنی چاروں دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل سے حجت پکڑنی ان دلیلوں تک رسائی حاصل کرنی یہ مجتہد کا منصب ہے نہ کہ مقلد کا۔''

فرمایئے اب تو معاملہ صاف ہوگیا کہ چاروں دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل سے بھی مقلد سند نہیں پکڑ سکتا۔ اس کی سند تو صرف اس کے مجتہد کا قول ہے، مجتہد قرآن وحدیث سمجھ گیا، وہ اس کے لئے سارے دین کا مجموعہ تیار کر گیا، اب اسے یعنی مقلد کو اختیار نہیں کہ یہ دلائل پر نظر ڈال سکے۔ چاروں دلیلوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ اپنی دلیل نہیں بنا سکتا، نہ قرآن کو، نہ حدیث کو، نہ اجماع کو، نہ قیاس کو، بلکہ یہ اپنی دلیل میں پانچویں رتن پیش کردے یعنی اپنے مجتہد امام کی رائے اور اس کا قیاس۔

حنفی مذہب کا اصول

حنفی مذہب کی اصول فقہ کی درسی معتبر کتاب مسلم الثبوت کے ص ۵ میں ہے:

"اما المقلد فمستنده قول مجتهده لاظنه والاظنته"

ترجمہ: ''یعنی مقلد کی دلیل وسند تو صرف اس کے مجتہد کا قول ہی ہے۔''

مجتہد کی تحقیق اور دلیل اور خود اس کی اپنی دلیل وتحقیق کوئی چیز اس کے لئے مستند نہیں۔

من وسلویٰ کے بدلے لہسن پیاز

الغرض مسلمانوں نے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے من وسلویٰ کے بدلے لہسن پیاز لیا۔ من وسلویٰ ان سے چھین لیا گیا اور ان کے پاس صرف لہسن پیاز ہی رہ گیا

، اب کوشش کی جانے لگی کہ کوئی پردہ پڑا رہے، ورنہ آنے والی نسلیں ہمارے اس تاولے کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گی، اس لئے کہہ دیا گیا کہ فقہ میں جو ہے سب حدیث ہی ہے۔ ایک مسئلہ بھی فقہ حنفی کا خلاف حدیث نہیں۔ امام صاحب نے جو کہا ہے سب مطابق حدیث وقرآن ہی ہے حالانکہ ان کہنے والے مقلدین کا یہ منصب ہی نہ تھا کہ وہ اقوال ائمہ کو حدیث وقرآن سے ملائیں یہ تو جس دن مقلد بنے اسی دن سے ان پر فرض ہو گیا کہ دلیل سمجھ کر کسی دن قرآن و حدیث کو بھولے سے بھی نہ دیکھیں۔ میں نے جہاں یہ صاف اور بے پیچ بات صرف اپنے حنفی بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے کی اور لکھی ہے۔ وہاں میں چاہتا ہوں کہ اب اس بات کا ثبوت دوں کہ موجودہ حنفی میں بہت سے مسئلے خلاف حدیث ہیں، بہت سی حدیثوں کو حنفی مذہب نے جواب دے رکھا حدیث کے سامنے ہوتے ہوئے اس کے خلاف فقہ کی مانی جاتی ہے اور ہر طرح حدیث کو دھکا دیا جاتا ہے اس لئے میں اس کتاب میں ایسی ڈیڑھ سو حدیثیں نقل کرتا ہوں۔

کیا قہر ہے کیوں کر نہ اٹھے درد جگر میں
میری تو بغل خالی اور آپ اور کے بر میں

حنفیوں کو نصیحت

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق سمجھنے، حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت دے۔ ایسا نہ ہو کہ حق کھل جانے کے بعد بھی کمزور قلب اور ناسازگاری ایام کی وجہ سے عمل نصیب نہ ہو صرف اس ڈر سے عمل چھوڑ دیں کہ ایسا کرنے سے لوگ غیر مقلد وہابی کہہ دیں گے، برادری میں اور شہر میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اللہ ہمیں ناحق کو ناحق دکھائے اور اس پر سے عمل ہٹا لینے کی بھی توفیق اور ہمت دے، ایسا نہ ہو کہ

صرف عار کی وجہ سے، تعصب کی وجہ سے، ناک رکھنے کے لئے، بڑوں کی نہ جانے دینے کے لئے، ناحق پر اڑ جائیں ''والتوفیق بیداللہ'' یاد رکھو بجز اللہ کے کوئی کسی کو نہ نفع پہنچا سکے گا، نہ نقصان، لوگ اگر دشمن بن جائیں تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟

ان قومی تجمعوا وبقتلی تحدثوا
لا ابالی بجمعهم کل جمع مونث

اتفاق و اختلاف

یہ ظاہر ہے کہ حنفی، محمدی میں فرق ہے دونوں کی راہیں جدا جدا ہیں۔ گو نام لیوا دونوں ہی اسلام کے ہیں اور کلمہ بھی ایک، قبلہ بھی ایک ہے، اللہ بھی ایک ہے، رسول ﷺ بھی ایک ہیں، کعبہ بھی ایک ہے، لیکن چار سو سال کے اکیلے کے بعد اب دوئی ہوگئی ہے اور ایسی کہ اٹھائے نہیں اٹھتی۔ اس لئے ہماری چاہت ہے کہ انہیں پھر ایک کر دیں۔ ہمارے نزدیک یہ کوئی مشکل امر بھی نہیں اس لئے کہ اہلحدیث کا اصول حنفیوں کو بھی تسلیم ہے۔ یعنی حدیث کے ماننے میں دونوں متفق ہیں۔ صرف یہ دیر ہے کہ حدیث سامنے رکھی جائے اور فقہ کے غلط مسئلے سے ہٹا دیا جائے۔ اسی امید پر ہم نے اپنی کتاب کا لکھنا شروع کیا ہے۔ دوستو! دو دن کی زندگی ہے کل اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے پیغمبرؑ کے سامنے پیش ہونا ہے فکر کر لیجئے۔

کمر باندے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

ختم مقدمہ

میں نے عمداً اتنا طویل مقدمہ لکھا ہے تاکہ میرا مقصد آپ لوگوں کے سامنے آ جائے۔ حنفی بھائی جان لیں کہ فقہ حنفی کی کتابیں ایسی ہیں جیسے چیونٹیوں بھرا کباب اور یہ بھی معلوم کرلیں بلکہ اپنی آنکھوں دیکھ لیں کہ ایک دو نہیں بیسیوں مسائل حدیث شریف کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً حدیث میں حلال ہے تو فقہ میں حرام ہے۔ یہ نقشہ آپ کو دکھا دے گا کہ حدیث و فقہ کے ان مسائل میں تضاد اور ضد ہے۔ اب میں ایک ایک حدیث مع الفاظ اور حوالہ اور ترجمہ نقل کرتا ہوں اور اسی طرح مع الفاظ اور ترجمہ اور حوالہ فقہ کی عبارت بھی جو اس حدیث کے صریح خلاف ہے۔

لعل الله يحدث بعد ذلك امرا

وہ حدیثیں جنہیں حنفی مذہب نہیں مانتا

عورت کی باری باندھنے کا مسئلہ:

(۱)"عن ابی قلابة عن انس قال من السنة اذا تزوج الرجل البکر علی الثیب اقام عندھا سبعا وقسم واذا تزوج الثیب اقام عندھا ثلثا ثم قسم قال ابو قلابة ولو شئت لقلت ان انسا رفعه الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ بیوی والا جب اپنا اور نکاح کرے تو اگر کسی کنواری سے کیا ہے تو سات راتیں اس کے پاس گذارنے کے بعد باریاں تقسیم کرے اور اگر کسی رانڈ سے کیا ہے تو تین راتیں اس کے پاس گذار کر پھر باریاں تقسیم کرے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۸۹ جلد دوم)

یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے اور صاف لفظوں میں ہے کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور معتبر کتاب ہدایہ کتاب النکاح باب القسم ص ۳۲۹ میں ہے۔

"والقدیمه والجدیده سوآء"

ترجمہ: ''یعنی پرانی بیوی اور نئی کی ہوئی باریوں میں برابر کی حقدار ہیں۔''

یعنی اگر پرانی پر کی ہے اور وہ کنواری ہے تو سات راتیں اس کے پاس گذار کر پھر باریاں باندھے اور اگر وہ رانڈ ہے تو تین راتوں کا حق اسی کا ہے پھر باریاں باندھے۔ ایسا نہ کرے بلکہ شب اول سے ہی باریاں مقرر کردے۔ حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے

ہے کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ چھوڑ دیں گے؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اسے تھام لیں گے؟ اسی پر ایمان لائیں گے؟

خطا و نسایان کا مسئلہ:

(۲) "عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال ان الله تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما ستکرهوا علیه"

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت کی غلطی اور خطا سے اور بھول چوک سے اور جو ان سے جبراً کرایا جائے اس سے درگذر فرما کر معاف فرما دیا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی، مشکوۃ، ص ۵۸۴، ج ۲)

یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی کی ہے اس کے الفاظ صاف ہیں کہ جو کام بھولے چوکے ہو جائے وہ معاف ہے اس پر پکڑ نہیں۔ اسی اصول کے مطابق نماز میں جو غلطی سے یا بھولے سے بول چال لے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیدنا معاویہ بن حکمؓ نے نماز میں کلام کیا لیکن رسول اللہ ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ نے انہیں اس نماز کے دہرانے کا حکم دیا ہو۔ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ چار رکعت والی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے دو پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر جب آپ کو اطلاع دی گئی اور یقین ہوا تو جو دو رکعت چھوٹ گئیں تھیں انہیں ادا کر لیا اور دو سجدے سہو کے کر لئے یہ حدیث بخاری مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی روایت مسلم شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ پس یہ حدیثیں صاف ہیں اس بارے میں کہ نماز

میں بھول کر یا بے علمی سے اگر کوئی کلام کر لے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ۔لیکن حنفی مذہب اس حدیث کونہیں مانتا ۔حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ "کتاب الصلوة 'ما یفسد الصلوة الخ'' ص۱۱۴ میں ہے:

"ومن تكلم في صلوته عامدا او ساهيا بطلت صلوته"

ترجمہ: ''یعنی جو شخص اپنی نماز میں کلام کر لے خواہ جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔''

حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے کے سامنے ہے کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ چھوڑ دیں گ؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اسے تھام لیں گے؟ اور اسی پر ایمان لائیں گے؟

میت کی طرف سے روزے کا مسئلہ:

(۳)"عن عائشة قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من مات وعليه صوم صام عنه وليه"

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص مرجائے اس کی طرف سے اس کے ولی روزہ رکھ لیں۔ (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۱۷۸، ج۱)

یعنی کسی کے ذمہ کچھ فرض روزے رمضان شریف کے رہ گئے اور اس کا انتقال ہو گیا تو وہ روزے اس کا ولی اس کی طرف سے قضا کر لے ۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے علاوہ بالکل صحیح ہونے کے صاف ہے کہ مردے کی طرف سے اس کا ولی اس کے قضا شدہ روزے رکھ سکتا ہے بلکہ بخاری مسلم میں ہے کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا جس کا انتقال ہو گیا تھا آپ نے اس کی لڑکی کو اس کی طرف سے ان

روزوں کے رکھنے کا حکم دیا۔لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب "ھدایہ کتاب الصوم" ص ۲۰۳ میں ہے:

"لا یصوم عنه الولی"

ترجمہ: ''یعنی میت کی طرف سے اس کا ولی روزہ نہ رکھے''

حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔کیا سچ جو حدیث میں ہے آپ اسے چھوڑ دیں گے؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اسے تھام لیں گے؟ اور اس پر ایمان لائیں گے؟

جانور کے پیٹ کے بچے کے ذبحہ کا مسئلہ:

(۴)"عن جابر ان النبی ﷺ قال زکوۃ الجنین زکوۃ امه"

ترجمہ: ''دارقطنی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی یہ حدیث ہے یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پیٹ کے اندر کے بچے کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے'' (رواہ ابوداؤد والداری ورواہ الترمذی عن ابی سعید)

یعنی کسی جانور کو ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا تو وہ بھی اس کی ماں کے ذبیحہ میں ہی داخل ہے اور اس کا کھانا حلال ہے یہ حدیث صاف ہے کہ جس جانور کو ذبح کریں اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلے اس کا کھانا حلال ہے وہ ذبح شدہ ہے ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم کسی مادہ کو ذبح کرتے ہیں اور اس کے پیٹ سے بچہ نکلتا ہے تو کیا اسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کھالو اس کی ماں کا ذبیحہ اس کا ذبیحہ ہے۔لیکن

حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ''ہدایہ کتاب الذبائح'' ص ۴۲۴ میں ہے:

"ومن نحر ناقة او ذبح بقرة فوجد في بطنها جنينا ميتا لم يؤكل اشعر اؤلم يشعر"

ترجمہ: ''یعنی جس نے اونٹنی کو گائے کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اسے نہ کھایا جائے خواہ ذبح کرنے والے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو''

حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ کیا بچ جو حدیث میں ہے آپ اسے چھوڑ دیں گے؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اسے تھام لیں گے؟ اور اس پر ایمان لائیں گے؟

گھوڑے کی حلت کا مسئلہ:

(۵)"عن جابر ان رسول الله ﷺ نهى يوم خيبر عن لحوم الحمر الاهلية واذن في لحوم الخيل"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی''

(متفق علیہ مشکوۃ، ص ۳۵۹، ج دوم)

ایک صحیح حدیث میں ہے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ہم نے گھوڑے کا گوشت کھایا یہ حدیث علاوہ اعلیٰ درجہ کی صحیح ہونے کے کھلی دلیل صاف لفظوں میں ہے کہ گھوڑا حلال ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ''ہدایہ کتاب الذبائح، ص ۴۲۵ میں ہے:

"ویکرہ لحم الفرس عند ابی حنیفہ"

ترجمہ: ''یعنی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے''

حنفی بھائیو! ایک طرف تو آپ کے سامنے حدیث رسول اللہ ﷺ ہے اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کی فقہ کا مسئلہ ہے اب کیا آپ کا جی حدیث چھوڑنے اور فقہ کے لینے کو چاہتا ہے؟ کیا حدیث سے انکار کرنے یا در فقہ پر ایمان لانے کو آپ کا دل پسند کرتا ہے؟

ہاتھ کٹنے کی چوری کی مقدار کا مسئلہ:

(٦)"عن عائشة عن النبی ﷺ قال لا تقطع ید السارق الا بربع دینار فصاعدا"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر اس چوری پر جو چوتھائی دینار کی ہو'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۳۱۳، ج ۲)

پھر اس سے اوپر جو ہو خود نبی کریم ﷺ نے بھی یہی کیا۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ڈھال کے چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم یعنی پاؤ دینار کی تھی۔ (بخاری مسلم) بلکہ مسند احمد میں ہے کہ پاؤ دینار میں ہاتھ کاٹ دو اس سے کم پر نہ کاٹو اور اس وقت پاؤ دینار تین درہم کا تھا یہ حدیث بخاری مسلم جیسی صحیح تر کتابوں کی ہے جو بالکل صحیح ہے اور ساتھ ہی صریح بھی ہے کہ چوتھائی دینار کی قیمت کی نقدی یا قیمت کی چیز چرانے والے کا شرعاً ہاتھ کاٹ دینا چاہیئے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ''ہدایہ کتاب السرقہ'' ص ۵۱۷ میں ہے:

"واذ سرق العاقل البالغ عشرة دراهم اوما يبلغ قيمته عشرة دراهم مضروبة من حرز لا شبهة فيه وجب عليه القطع"

ترجمہ: ''یعنی دس درہم یا ان کی قیمت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی حد واجب ہے''

پس حدیث میں تو تین درہم پر ہاتھ کا کٹنا تھا لیکن حنفی مذہب میں تین درہم پر ہاتھ کٹنا نہیں بلکہ دس درہم پر ہے۔ حنفی بھائیو! حدیث رسول اللہ ﷺ بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے بتلاؤ کسے مانو گے؟ حدیث کو یا فقہ کو؟ قول رسول اللہ ﷺ کو یا قول فقہا کو؟ ایمان رسول ﷺ پر لائے ہو یا کسی امتی پر؟

رضاعت کا مسئلہ:

(۷) عن ام الفضل قالت ان النبی ﷺ قال لا تحرم الرضعة والرضعتان " (رواہ مسلم، مشکوۃ، ص۲۷۳، ج دوم)

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک یا دو دفعہ منہ لگا کر کسی عورت کا کوئی بچہ دودھ پی لے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی''

بلکہ صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی تک رضاعت یعنی دودھ پلانے کی حرمت کا حکم یہ رہا کہ پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پئے تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی بلکہ یہ بھی مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس دفعہ کا حکم اترا تھا پھر وہ منسوخ ہو کر پانچ مرتبہ کا پیٹ بھر کر

پی لینے کا حکم نبی کریم ﷺ کی پوری حیات تک باقی رہا۔ پس یہ حدیث صحیح اور صریح ہے کہ دودھ پلائی کی کمی زیادتی میں حکم کا فرق ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا اس میں ایک دو دفعہ بچے کا دودھ پی لینا بھی حرمت ثابت کر دیتا ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ معتبر کتاب ''ہدایہ کتاب الرضاع'' ص ۳۳۰ میں ہے:

"قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم"

ترجمہ: ''یعنی تھوڑی رضاعت اور زیادہ برابر ہے دودھ پینے کے وقت میں حرمت کا تعلق اس سے ہو جائے گا''

یعنی دو ایک مرتبہ دودھ پی لینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

حنفی بھائیو! کہو کیا اب تم وہ کہو گے اور مانو گے جو حدیث میں ہے کہ اگر کسی دودھ پیتے بچے نے کسی عورت کی چھاتی سے دو دفعہ دودھ پی لیا تو اس کی ماں کی طرح اس پر حرام نہیں ہوئی جب تک کہ کم سے کم پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر اس کا دودھ نہ پی لے یا حنفی مذہب کی فقہ کے اس مسئلہ کو مانو گے کہ اگر ایک دو دفعہ بھی پی لیا تو بھی حرمت ثابت ہو گئی؟ کہو کس پر ایمان رکھو گے؟ اور کس پر ایمان نہ رکھو گے؟

ہبہ کا مسئلہ:

(۸) "عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ لا يرجع احد في هبته الا الوالد من ولده"

(رواہ نسائی وابن ماجہ مشکوۃ کتاب البیوع ص ۲۶۱، ج اول)

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کوئی شخص کسی کو کوئی چیز

ہبہ کر دے بخش دے پھر وہ اسے واپس نہیں لے سکتا، سوائے باپ کے کہ وہ اپنی اولاد سے اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے''

اسی کے قریب قریب روایت ابو داؤد اور ترمذی میں بھی ہے، اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں فرمان رسول اللہ ﷺ ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ یہ حدیث صاف ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز کوئی واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ واپس لے سکتا ہے۔ حنفی مذہب فقہ کی اعلیٰ اور بہترین کتاب ''ہدایہ کتاب الہبہ'' ص ۲۷۳ میں ہے:

"واذا وهب هبة لاجنبي فله الرجوع فيها"

ترجمہ: ''یعنی جو شخص کسی غیر شخص کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اسے حق ہے کہ اسے واپس لے لے''

پس حدیث میں تو صاف ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا اور حنفی مذہب میں صاف ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔

حنفی بھائیو! بتلاؤ اب ایمان کس پر ہے؟ اور کفر کس سے ہے؟ کیا حدیث کو مان کر فقہ کو چھوڑ دو گے؟ یا فقہ کو مان کر حدیث کو چھوڑ دو گے؟

باپ کے ہبہ کا مسئلہ:

(۹) اوپر جو حدیث ہے اسے دوبارہ پڑھ جائیے اس میں یہ بھی ہے کہ باپ اپنی اولاد کو جو ہبہ کرے وہ واپس لے سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے حنفی مذہب کی اسی معتبر اور اعلیٰ کتاب کے اسی صفحہ میں ہے:

"بخلاف هبة الوالد لولده"

ترجمہ: ''یعنی اجنبی شخص کو ہبہ کی ہوئی چیز تو واپس لے سکتا ہے لیکن باپ جو اپنے لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اسے وہ واپس نہیں لے سکتا''

آپ نے خیال فرمایا؟ حدیث میں تھا کہ غیر کو دی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا تو فقہ میں ہے کہ لے سکتا ہے، حدیث میں تھا کہ باپ جو چیز اپنے بیٹے کو ہبہ کرے وہ واپس لے سکتا ہے تو فقہ میں ہے کہ نہیں لے سکتا۔ اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ تم کیا کہتے ہو؟ آیا ہم مسلمان حدیث پر عمل کر کے یہ مانیں کہ باپ اپنے بیٹے سے اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے یا حنفی مذہب پر عمل کر کے یہ مانیں کہ نہیں لے سکتا؟ بتاؤ حدیث کو لیں یا فقہ کو؟ رسول اللہ ﷺ کی مانیں یا کسی امتی کی؟ اتباع سنت کریں یا تقلید شخصی؟

مہر کا مسئلہ:

(۱۰) "عن جابر ان رسول اللہ ﷺ قال من اعطی فی صداق امرأته ملأ کفيه سويقا او تمرا فقد استحل" (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ کتاب النکاح ص ۲۷۷، ج ۲)

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجوریں دیدیں اس نے اسے حلال کرلیا''

یہ حدیث صاف ہے کہ مہر کی کم سے کم مقدار کا تعین شارع علیہ السلام نے نہیں کیا جو کچھ بھی مہر مقرر ہو جائے وہ معتبر ہے ایک صحابی سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جاؤ لوہے کی ایک انگوٹھی ملے تو وہی اس عورت کی مہر کے لئے تلاش کر کے

لاؤ (بخاری، مسلم)۔ بنو فزارہ کی ایک عورت کا مہر دو جوتیاں دینی ٹھہری تھیں اور نبی کریم ﷺ نے اسی کو برقرار رکھا (ترمذی)۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر یہی تھا کہ ابو طلحہ مسلمان ہو جائیں (نسائی)۔ ایک صحابیہ کا مہر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ٹھہرایا تھا کہ قرآن کی جو سورتیں ان کے خاوند کو یاد ہیں وہ انہیں سکھا دیں۔ (بخاری، مسلم)

لیکن حنفی مذہب ان احادیث کو نہیں مانتا، حدیث میں تو آپ نے دیکھ لیا کہ تھوڑا بہت جو مہر مقرر ہو جائے نکاح ہو جائے گا۔ لیکن حنفی مذہب میں ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہیں ہونا چاہیئے، چنانچہ حنفی مذہب کی اعلیٰ اور معتبر کتاب ''ہدایہ کتاب النکاح'' ص ۳۰۴ میں ہے:

"واقل المهر عشرة دراهم"

ترجمہ: ''یعنی کم سے کم مہر دس درہم کا ہے''

اس سے آگے لکھا ہے:

"ولو سمى اقل من عشرة فلها العشرة عندنا"

ترجمہ: ''یعنی اگر کسی کا نکاح دس درہم سے کم مہر پر ٹھہرا کر ہوا ہے تو وہ نامعتبر ہے اس عورت کو مہر میں دس درہم ہی دلوائے جائیں ہمارا حکم یہی ہے''

حنفی بھائیو! حدیث رسول اللہ ﷺ بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ مذہب کے امام اور فقہا کا قول بھی آپ کے سامنے ہے، جسے لینے کا ایمان تقاضا کرے اسے لے لیجئے اور جسے چھوڑنے میں آخرت کا نقصان نہ ہو اسے چھوڑ دیجئے۔ غور و تامل کے بعد فیصلہ کیجئے کہ کیا حدیث رسول ﷺ مانیں گے یا قیاس علماء؟ کلام رسول ﷺ اچھا یا فقہا کی رائے؟ ایمان کے لائق کیا اور انکار کے قابل کیا؟

پائی ہو چیز کا مسئلہ:

(۱۱)"عن خالد الجهني قال رسول الله ﷺ فان جاء صاحبها فعرف عفاصها وعددها ووكائها فاعطها اياه" (صحیح مسلم شریف، ج دوم، مع نووی، ص ۷۹)

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پھر اگر اس گمشدہ پائی ہوئی چیز کا مالک آجائے اور وہ اس کی تھیلی کو اس کی گنتی کو اس کے سربند کو بتلائے تو اسے وہ دیدے''

اس حدیث میں صاف ہے کہ جو گری پڑی گمشدہ چیز کسی کو مل جائے اور وہ اسے اٹھالے، پھر جب کوئی اس کے صریح نشانات صحیح صحیح بتلا دے، تو اس پر حق ہے کہ وہ چیز واپس کر دے۔ لیکن حنفی مذہب اس کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جب تک اپنی ملکیت کا ثبوت اور گواہ نہ دے اسے نہ دے علامت بتلانے پر اسے دیئے دینا ضروری نہیں کہ یہ مجبور ہو کر صرف نشانات دینے پر ہی دیدے مجبور نہیں یوں اسے اختیار ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی اعلیٰ اور بہترین کتاب ''ہدایہ'' جلد دوم کتاب اللقطہ، ص ۵۹۷ میں ہے:

"واذا حضر رجل فادعى اللقطة لم تدفع اليه حتى يقيم البينة فان اعطى علامتها حل للملتقطان يدفعها اليه ولا يجبر على ذالك في القضاء"

ترجمہ: ''یعنی جب کوئی آکر اس گری پڑی پائی ہوئی چیز کا دعویٰ کرے تو اسے نہ دی جائے گی۔ جب تک کہ وہ شہادت ثبوت پیش نہ کرے، علامتیں بتلانے سے اسے دینا گو حلال تو ہے لیکن ضروری نہیں، قضاء وہ مجبوری

نہیں کہ خواہ مخواہ علامت بتلاتے ہی واپس ضرور ہی کر دے''

علامت کی تشریح اسی کتاب میں ان لفظوں سے کی ہے:

"مثل ان یسمی وزن الدراھم وعددھا و وکائھا ووعائھا"

ترجمہ: ''یعنی درہموں کا وزن بتلا دے، ان کی گنتی بتلا دے اس کا سر بند بتلا دے''

حنفی بھائیو! حدیث رسول اللہ ﷺ آپ کے سامنے ہے وہ صاف کہتی ہے کہ جو ان علامتوں کو بتلا دے اسے چیز واپس دیدی جائے اور آپ کے مذہب کی فقہ بھی آپ کے سامنے ہے جو کہتی کہ حکماً اسے واپس کرنا ضروری نہیں، پس اب کیا حدیث کو مانو گے؟ یا قیاس کو؟ فرمان رسول ﷺ مانو گے یا قول فقیہ کو؟

گمشدہ اونٹ کا مسئلہ:

(۱۲) گری پڑی چیز کے احکام جب اللہ کے رسول ﷺ بیان فرماتے ہیں تو راوی آپ سے پوچھتے ہیں کہ:

"فضالۃ الغنم"

ترجمہ: ''گمشدہ بکری پکڑ لینے کی بابت کیا فرمان ہے؟''

آپ جواب دیتے ہیں:

"ھی لک اولاخیک او للذئب"

ترجمہ: ''وہ تیرے ہاتھ لگ گئی تو اور کسی کے ہاتھ لگ گئی تو تو خیر

ورنہ پھر بھیڑیا لے جائے گا''

وہ پوچھتے ہیں:

"فضالۃ الابل"

ترجمہ: ''گم شدہ اونٹ کے پکڑ لینے کی نسبت کیا فرمان ہے؟

آپ جواب دیتے ہیں:

"مالک ولھا معھا سقاؤھا وحذآؤھا ترد المآء وتاکل الشجر حتی یلقھا ربھا"

ترجمہ: ''تجھے اس سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اس کے موزے ہیں، آپ پانی لے لے گا، آپ درختوں سے اپنا پیٹ بھر لے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے''

(بخاری، مسلم مشکوۃ کتاب البیوع، ص۲۶۲، ج۱)

مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس سوال پر آپ سخت غضب ناک ہوئے، چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور یہ جواب دیا۔ ایک روایت میں صاف الفاظ ہیں کہ اونٹ کو نہ پکڑ، یہ حدیث آپ کے سامنے ہے۔ بخاری مسلم کا حوالہ اس کی صحت کا پورا ضامن ہے، حدیث میں گمشدہ بکری اور اونٹ میں کیا فرق ہے، لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ حنفی مذہب کی بہترین اور معتبر تر کتاب ''ہدایہ'' ج ۲، کتاب للقطۃ، ص ۵۹۵ میں ہے:

"ویجوز الالتقاط فی الشاۃ والبقر والبعیر"

ترجمہ: ''یعنی گمشدہ بکری گائے اونٹ سب کو پکڑ لینا جائز ہے''

حنفی بھائیو! یہ ہے حدیث رسول ﷺ آپ کے سامنے جو گمشدہ بکری اور

اونٹ کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اور یہ ہے آپ کی فقہ حنفی جو دونوں کو ایک کرتی ہے۔ فرمایئے جناب کا دل کس طرف جھکتا ہے؟ حدیث لیں گے یا قیاس؟ فقہ فقیہ لیں گے؟ یا قول رسول اللہ ﷺ؟

عورت کی میت کے غسل کا مسئلہ:

(۱۳) رسول اللہ ﷺ کی بڑی صاحب زادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوتا ہے، آپ بیٹھے ہوئے مسائل بتلاتے جاتے ہیں اور گھر کی عورتیں غسل و کفن میں مشغول ہیں۔ اس واقعہ کے بیان میں حدیث میں یہ لفظ آتے ہیں:

"فضفرنا شعرها ثلثة قرون فالقيناها خلفها"

ترجمہ: ''یعنی ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں کر کے پس پشت ڈال دیں'' (بخاری، مسلم، مشکوۃ کتاب الجنائز، ص۱۴۳، ج۱)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ حنفی مذہب کی سب سے اعلیٰ اور معتبر کتاب ''ہدایہ فصل فی التکفین'' ص۱۵۹ میں ہے:

"يجعل شعرها ضفرتين على صدرها فوق الدرع"

ترجمہ: ''یعنی میت عورت کے بالوں کی دو لٹیں بنا کر سینے پر ڈال دی جائیں''

حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں تین لٹیں بنانے کا ذکر ہے اور آپ کی فقہ بھی آپ کے ساتھ ہے۔ اس میں دو لٹیں بنانے کا ذکر ہے حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں لٹیں میت کی کمر پر چھوڑنے کا ذکر ہے۔ آپ کی فقہ بھی آپ کے سامنے ہے جس میں سینے پر رکھنے کا ذکر ہے، اب غور کر کے پسند کر لو کہ حنفی

مذہب اچھا لگتا ہے یا محمدی مذہب؟ فقہ کے ماننے کو دل چاہتا ہے یا حدیث کی طرف دل کھچتا ہے؟

جمعہ کے خطبے کے وقت کی نماز کا مسئلہ:

(١٤)"عن جابر قال قال رسول الله ﷺ وهو يخطب اذا جاء احدكم يوم الجمعة والا مام يخطب فليركع ركعتين وليتجوز فيهما"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھاتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے اور ذرا ہلکی پڑھ لے'' (رواہ مسلم، مشکوۃ، ج ا، کتاب الجمعہ، ص ١٢٣)

بلکہ صحیح بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ آپ کے خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے ایک صحابیؓ آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے دو رکعتیں ادا کر لی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں پڑھیں تو آپ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعتیں پڑھ لو وغیرہ۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا چنانچہ حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر اور اعلیٰ کتاب ''ہدایہ کتاب الصلوۃ، ص ١٥١ باب صلوۃ الجمعہ'' میں ہے:

"اذا خرج الامام الجمعة ترك الناس الصلوة والكلام"

ترجمہ: ''یعنی جمعہ کے دن امام کے نکلتے ہی لوگوں کو نہ کوئی نماز پڑھنی چاہیئے اور نہ کوئی بات کرنی چاہیئے''

ص ٧٠ میں ہے:

"ولا اذا خرج الامام للخطبة الخ"

ترجمہ: ''یعنی جب جمعہ کے دن امام خطبے کے لئے نکل آیا پھر نفل نہ پڑھے''

حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود ہے کہ امام کے خطبے کی حالت میں جو آئے وہ دو رکعت ادا کرلے خود آپ نے ایسے شخص کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا اور اپنے سامنے پڑھوائیں اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے کہ یہ رکعتیں نہ پڑھے۔ اب کہو رسول اللہ ﷺ کی حکم برداری کرو گے یا اپنے مذہب کی؟ تمہارا دل کس پر ایمان لانے کو چاہتا ہے؟ اور کس سے منکر ہونے کو؟ اپنے لئے جو راہ چاہیں اختیار کرلیں۔

ایک وتر کا مسئلہ:

(۱۵) ''عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ صلوة الليل مثنى مثنى فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى''

ترجمہ: ''یعنی رات کی نماز دو دو رکعت کر کے ہے جب صبح کے ہو جانے کا ڈر لگنے لگے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے'' (متفق علیہ مشکوۃ ۱۱۱ج، کتاب الصلوۃ باب الوتر)

یہ حدیث بخاری مسلم جیسی حدیث کی صحیح تر کتاب میں ہے اپنے مطلب میں واضح ہے کہ وتر ایک رکعت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ وتر ایک رکعت ہے۔ ابوداؤد ونسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جو ایک وتر پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے باوجود ان صحیح حدیثوں کے حنفی مذہب ایک وتر کا قائل نہیں۔ وہ ان حدیثوں کو نہیں مانتا، چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر اور بہتر کتاب ''ہدایہ، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الوتر، ص۱۲۴'' میں ہے:

"الوتر ثلاث رکعات"

ترجمہ: ''یعنی وتر تین رکعت ہیں''

حنفی بھائیو! حدیث کے ایک وتر کا حنفی مذہب مخالف ہے فرمائیے آپ کسے مانیں گے، امتی ہو کر رسول ﷺ کی مانیں گے یا مقلد ہو کر فقہ کی؟

نماز استسقاء کی مسئلہ:

(۱٦) "عن عبداللہ بن زید قال خرج رسول اللہ ﷺ بالناس الی المصلی یستسقی فصلی بھم رکعتین جھر فیھا بالقرآءۃ واستقبل القبلۃ یدعوا ورفع یدیہ وحول ردآئہ حین استقبل القبلۃ"

ترجمہ: ''یعنی نماز استسقاء کے لئے رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کو لے کر عید گاہ تشریف لے گئے وہاں بلند آواز سے دو رکعت نماز آپ نے پڑھائی۔ قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اونچے ہاتھ کر کے دعا مانگی اور قبلہ رخ ہی تھے کہ اپنی چادر پلٹائی'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ص۱۳۱، ج۱باب الاستسقاء)

یہ بخاری مسلم جیسی بہترین صحیح ترین کتابوں کی حدیث ہے اپنے مطلب میں صاف ہے ظاہر ہے کہ استسقاء یعنی بارش کی دعا میں رسول اللہ ﷺ نے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ چنانچہ حنفیوں کی بہترین کتاب ''ہدایہ، ج۱، باب الاستسقاء، ص۱۵٦'' میں ہے:

"قال ابو حنفیۃ رضی اللہ عنہ لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونۃ فی جماعۃ"

ترجمہ: ''استسقاء کے موقعہ پر نماز با جماعت مسنون نہیں ہے''

کہو حنفی بھائیو کیا ارادہ ہے؟ فرمان رسول اللہ ﷺ لو گے یا قول امام لو گے؟ دونوں آپ کے سامنے ہیں۔ اہلحدیث بنو یا اہل فقہ بنو؟ محمدی بنو یا حنفی؟ تمہیں اختیار ہے۔ اقرار وانکار کی گنجائش ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ امام صاحبؒ کے اس فتوے کو آپ کے دونوں شاگردان رشید نے بھی نہیں مانا یعنی امام محمد اور امام ابو یوسف بھی یہاں تقلید امام ابو حنیفہؒ نہیں کرتے۔

نصاب زکوۃ کا مسئلہ:

(۱۷)''عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ قال لیس فی حب ولا تمر صدقة حتی یبلغ خمسة اوسق''

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو دانے اور جو کھجوریں پانچ وسق سے کم ہوں ان میں زکوۃ فرض نہیں''

(رواہ نسائی، مشکوۃ کتاب الزکوۃ، ص ۱۵۹، ج ۱، باب ما یجب فیہ الزکوۃ)

دارقطنی میں بھی حدیث ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں بخاری مسلم میں بھی فرمان رسول اللہ ﷺ ہے کہ:

''لیس فی مادون خمسة اوسق صدقة''

ترجمہ: ''یعنی پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوۃ نہیں''

ان حدیثوں کو حنفی مذہب نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

''قال ابو حنیفة فی قلیل مآ اخرجته الارض

وكثيره العشر سواء سقي سيحا (ماء جاريا) او سقة السماء الا القصب والحطب والحشيش"

ترجمہ: ''یعنی امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے کہ زمین سے جو بھی پیداوار ہو خواہ کم ہو خواہ زیادہ دسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا پڑے گا سوائے بانس اور لکڑی اور گھاس کے''

حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے کہ جو پانچ وسق سے کم اناج اور کھجور وغیرہ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور حنفی مذہب بھی آپ کے سامنے ہے کہ اس میں بھی زکوٰۃ ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ اسے مانیں یا اسے مانیں؟ اس پر ایمان رکھیں یا اس پر اس سے انکار کریں یا اس سے۔

جلد خراب ہو جانے والی ترکاریوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ:

(۱۸) عن معاذ انه كتب الى النبى ﷺ يسأله عن الخضر اوات وهى البقول قال ليس فيها شئى"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سبز ہری ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے'' (ترمذی)

حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا، چنانچہ اوپر اس سے پہلے نمبر ۱۷ میں ہدایہ کی عبارت گذری ہے، جس میں موجود ہے کہ زمین سے جو پیداوار ہوتی ہے اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ حنفی بھائیو! اب آپ کو اختیار ہے کہ سبز اور ہری ترکاریوں میں زکوٰۃ نہ مان کر رسول اللہ ﷺ کو سچا سمجھیں یا ان میں بھی زکوٰۃ مان کر کسی اور کو سچا سمجھیں۔ خواہ حدیث کو مانئے خواہ اپنی فقہ کو۔

سورج گرہن کی نماز کا مسئلہ:

(۱۹)"عن عائشة قالت ان الشمس خسفت علی عهد رسول الله ﷺ فبعث منادیا الصلوٰة جامعة فتقدم فصلی اربع رکعات فی رکعتین واربع سجدات الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گہن کے موقعہ پر آپ نے منادی کے ذریعے اعلان کرایا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ، پھر آپ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھائیں ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے اور چار سجدے کئے'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ج۱، ص۱۲۹ باب صلوۃ الخسوف)

یہ حدیث صاف ہے کہ گہن کی نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع ہیں لیکن حنفی مذہب اس سچی اور صحیح اور صریح حدیث کو نہیں مانتا۔ چنانچہ حنفیوں کی معتبر کتاب ''ہدایہ، باب صلوۃ الکسوف، ص ۱۵۵'' میں ہے:

"اذا کسفت الشمس صلی الامام بالناس رکعتین کهیئة النافلة فی کل رکعة رکوع واحد"

ترجمہ: ''یعنی سورج گہن کی نماز امام دو رکعت پڑھائے جیسے اور نفل نماز کی ہیئت ہے ہر رکعت میں ایک رکوع کرے۔''

حنفی بھائیو! یہ ہے بخاری مسلم کی حدیث رسول ﷺ اور یہ ہے ہدایہ کی فقہ کا مسئلہ، فرمائیے آپ کسے مقبول کریں گے اور کسے مردود؟

جلسہ استراحت کا مسئلہ:

(۲۰)"عن مالک ابن الحویرث انه رأی النبی ﷺ فاذا کان فی وتر من صلوته لم ینهض حتی یستوی قاعدا"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز اس طرح دیکھی کہ آپ جب پہلی رکعت سے یا تیسری رکعت سے کھڑا ہونا چاہتے تو سجدے سے اٹھ کر جب تک اچھی طرح ٹھیک ٹھاک درستگی سے نہ بیٹھ جاتے کھڑے نہ ہوتے تھے'' (بخاری، مشکوۃ، ص ۷۵، ج ۱، باب صفۃ الصلوۃ)

یہ حدیث علاوہ اعلیٰ مرتبے کی صحیح ہونے کے بہت کھلے لفظوں میں بیان کرتی ہے کہ جب پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کر کے دوسری رکعت کے لئے اٹھنا چاہتے تو سجدے سے اٹھ کر اچھ طرح بیٹھ کر پھر اٹھے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے ہر گز نہ بیٹھے چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی بہترین کتاب ''ہدایہ، ص ۹۳، جلد اول، باب صفۃ الصلوۃ'' میں ہے:

"واستوی قائما علی صدور قدمیه ولا یقعد"

ترجمہ: ''یعنی اپنے پنجوں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں''

حنفی بھائیو! حدیث و فقہ آپ کے سامنے ہیں، حدیث میں ہے کہ بیٹھے حنفی مذہب میں ہے کہ نہ بیٹھے، اب کہوں تم کیا کرو گے؟ حنفی بن کر نہ بیٹھو گے یا اہلحدیث بن کر بیٹھ جایا کرو گے؟ میرا مشورہ تو یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نہ چھوڑو گو تمہیں دنیا چھوڑ دے آگے تمہیں اختیار ہے۔

پگڑی پر مسح کا مسئلہ:

(۲۱)"عن المغیرة بن شعبة ان النبی ﷺ توضاء فمسح بناصیته وعلی العمامة وعلی الخفین"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے پیشانی کے اوپر کے بالوں پر اور پگڑی پر مسح کیا'' (رواہ مسلم، مشکوۃ، جلد اول، ص ۴۶، باب سنن الوضوء)

یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور صاف ہے کہ جو شخص صافہ باندھے ہوئے ہو وہ وضو کرتے ہوئے اپنے صافے پر مسح کر لے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ عمامہ پر مسح نہ کرے چنانچہ فقہ کی معتبر تر کتاب ''ہدایہ، کتاب الطہارت، ص ۴۴، جلد اول'' میں ہے:

"ولا یجوز المسح علی العمامة"

ترجمہ: ''یعنی عمامے پر مسح کرنا جائز نہیں''

حنفی بھائیو! کیا آپ ہدایہ کے مقلد ہو کر یہی سمجھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناجائز فعل کیا؟ کیا حدیث کے مقابلے میں آپ فقہ کو لیں گے؟

تیمم کا مسئلہ:

(۲۲)"عن عمار فضرب النبی ﷺ بکفیہ الارض ونفخ فیھما ثم مسح بھما وجھہ وکفیہ"

ترجمہ: ''یعنی نبی کریم ﷺ نے تیمم کر کے بتلایا اس طرح کہ اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں پھونک کر اپنے چہرے پر مل لیا اور دونوں ہتھیلیاں مل لیں'' (رواہ البخاری، مسلم، مشکوۃ باب التیمم ص ۔۔ جلد اول)

یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور صاف بتلا رہی ہے کہ تیمم میں صرف ایک

مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنے کافی ہیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ دو مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنے چاہئیں، چنانچہ حنفیت مذہب کی اول درجے کی کتاب ''ہدایہ، ص۳۴ باب التیمم، جلد اول'' میں ہے:

"التیمم ضربتان"

ترجمہ: ''یعنی تیمم میں دو مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارے''

حنفی بھائیو! سنو ہم مانتے ہیں کہ ایک ضعیف سی حدیث میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مارنا بھی آیا ہے اگر کوئی اس حدیث کو مان کر عمل کر بھی لے تو اور بات ہے یہاں ہمارا مطلب اس بحث سے نہیں بلکہ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ اس صحیح حدیث کو حنفی حضرات نہیں مانتے۔ حدیث پر ایمان رکھنے والا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اصل مسنون طریقہ ثابت شدہ تو یہی ہے کہ تیمم ایک ہی ضرب سے کرے لیکن ایک ضعیف روایت میں دو ضربیں بھی آئی ہیں۔ بس اس کے کیا معنی؟ کہ ایک تعلیم رسول ﷺ کو ایک فعل پیغمبر کو مہمل قرار دیا جائے اس پر نہ ایمان رکھا جائے نہ اس پر عمل کیا جائے بلکہ یہ حدیث سامنے رکھتے ہوئے اس سے انکار کیا جائے اور فقہ میں مسئلہ لکھا جائے کہ یہ جائز ہے اور اسی پر عمل وعقیدہ رکھا جائے ہے کوئی جو ایمان کو بچا کر اس فعل رسول کو ناجائز کہہ دے؟ جو صراحت وصحت کے ساتھ اللہ کے محترم رسول ﷺ سے ثابت ہو؟ اسی طرح یہ اصول ہم اہلحدیثوں کا ہر اس جگہ ہے جہاں کسی فعل کی نقل یا حکم دو طرح پر ہو کہ ''کل من عند ربنا'' ہر بات ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اگر کسی فعل کے کئی طریق احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں تو ہم سب کو مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک تو شافعی لے لے، ایک حنفی لے لے، ایک مالکی لے لے، ایک حنبلی لے لے۔ یہ کوئی باوا کی میراث نہیں یہاں تو ہر مسلمان ہر فعل و فرمان نبی ﷺ کے ماننے کا مکلف ہے۔ یہ تفرقہ، یہ حد بندی، یہ تقسیم اللہ کو سخت نا

پسند ہے اسی کے معنی دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت معیوب ہے۔

دوہری اذان کا مسئلہ:

(۲۳)"عن ابی محذورة قال القی علی رسول الله ﷺ التاذین هو بنفسه ثم تعود فتقول الخ"

ترجمہ: ''یعنی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو خود رسول کریم ﷺ نے اذان سکھائی'' (رواہ مسلم، مشکوۃ باب الاذان، جلد اول، ص ۶۳)

اس میں آپ نے یہ بھی بتلایا کہ "اشهد ان محمد ارسول الله" تک کہہ کر پھر دوبارہ "اشهد ان لا اله الا الله" کو دو مرتبہ اور "اشهد ان محمد ارسول الله" کو دو مرتبہ کہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس طرح انیس (۱۹) کلموں کی اذان آپ نے سکھائی الخ۔ یہ لمبی حدیث پوری اذان کی بالکل صحیح آپ کے سامنے ہے اور اس میں دوبارہ ان چاروں کلمات کے دوہرانے کا فرمان وتعلیم پیغمبر ﷺ موجود ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ اس کا بالکل منکر ہے۔ چنانچہ حنفیوں کا معتمد کتاب ''ہدایہ، جلد اول، باب الاذان، ص ۷۰'' میں ہے:

"ولا ترجيع فيه"

ترجمہ: ''یعنی اذان میں اس طرح ان چاروں کلمات کو دہرائے نہیں''

میں اوپر تنبیہہ کر چکا ہوں کہ اہلحدیث ہر صحیح حدیث کو، محمدی ہر فرمان محمد کو (ﷺ) سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ وہ ایک کے مومن ایک کے منکر نہیں ہوتے۔ یہ عادت مذہبی لوگوں میں ہے کوئی اس سے منکر ہے کوئی اس سے منکر ہے۔ حنفی بائیں

چلتا ہے تو شافعی دائیں۔اس کی دوڑ مشرق کی طرف ہوتی ہے تو وہ اپنی نگاہ مغرب کی طرف جماتا ہے۔اہلحدیث اللہ کے فضل سے اللہ کے رسول ﷺ کے اشاروں پر دوڑتے ہیں جدھر نگاہ رسول ﷺ اٹھی اسی طرف یہ لپکے۔دائیں لے جائیں تو اور بائیں لے جائیں تو آگے دوڑائیں تو اور پیچھے ہٹائیں تو ہمیں وہ حدیث بھی مسلم ہے جس میں دہرانا مروی نہیں نکیل ناک میں ہے۔لگام منہ میں ہے کے سر پہ ہے۔جہاں نرمادیا نرم ہو گئے جہاں گرمادیا گرم ہو گئے۔

تیمّم کا مسئلہ:

(۲۴)"عن عمار......ثم مسح بهما وجهه وكفيه"

ترجمہ:''یعنی نبی کریم ﷺ نے تیمم کا طریقہ سکھاتے ہوئے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر ملے اور دونوں پہنچوں پر'' (بخاری،مسلم،مشکوۃ،ص۵۲،ج۱،باب التیمم)

اس طرح یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے یہی حکم دیا۔لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ ہاتھوں کو پہنچوں تک نہ ملے بلکہ کہنیوں تک ملے۔چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب ''ہدایہ جلد اول باب التیمم ص ۳۴'' میں لکھا ہے:

"وبالاخرى يديه الى المرفقين"

ترجمہ:''یعنی تیمم کے لئے جو دوسری ضرب لگائے اس سے دونوں ہاتھ کہنیوں تک ملے''

حنفی بھائیو! میرے کلمہ گو بھائیو! اللہ کی قسم اعتراض کے طور پر نہیں کہہ رہا آپ کو ستانا یا شرمندہ کرنا یا الزام دینا مقصود نہیں بلکہ مقصود آگاہ کرنا ہے حدیث پہنچانا ہے۔فقہ و حدیث کا مقابلہ دکھانا اور حدیث کے عمل پر آمادہ کرنا ہے اللہ ہمیں اپنے رسول ﷺ کا سچا تابعدار بنائے آمین! کہو اب حدیث کو مانو گے یا فقہ کو؟ قول

رسول ﷺ کو لوگے یا قول امام کو؟ حدیث کے فعل پر عمل رہے گا یا فقہ کے فرمان پر؟ اگر کوئی اور حدیث کہنی تک کی ہوتی تو بھی اس سے انکار تو نہیں ہوسکتا؟

ایک حدیث کے آدھے حصے کا اقرار اور آدھے کا انکار:

(۲۵)"عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من ادرک رکعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح ومن ادرک رکعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے صبح کی ایک رکعت آفتاب کے نکلنے سے پہلے پالی اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی ایک رکعت آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۶۱، باب تعجیل الصلوۃ)

آپ کے سامنے یہ حدیث ہے، صبح اور عصر کا ایک ہی حکم ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا، پھر نہ ماننے میں بھی یہ کمال ہے کہ اس کے ایک حصے کو مانتا بھی ہے۔ یہ گنگا جمنی اپنے اندر انوکھا رنگ رکھتی ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ''ہدایہ، جلد اول، ص ۶۸ فصل فی الاوقات الخ'' میں ہے:

"الا عصر یومه عند الغروب .....بخلاف غیرها من الصلوات"

ترجمہ: ''یعنی اگر کسی نے سورج کے غروب کے وقت نماز عصر ادا کی تو ناجائز نہیں اور کسی نماز کا یہ حکم نہیں''

سنا آپ نے ! عصر کی نماز تو جائز لیکن صبح کی نا جائز۔ حالانکہ حدیث میں دونوں کے جواز کا ذکر ہے ایک ہی حدیث ہے جس کے ایک حصے کو مان کر دوسرے حصے کا انکار ہے۔ تعجب سا تعجب ہے اور افسوس جیسا افسوس ہے، اللہ رحم کرے۔ اگر یہ حدیث ماننے کے قابل ہے تو دونوں جملے ماننے کے قابل ہیں اگر ماننے کے قابل نہیں تو دونوں نہیں اگر مقبول ہے تو پوری مقبول ہے اور اگر مردود ہے تو پوری مردود ہے۔ یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کیسا ؟ یہ موم دلی پھر ساتھ ہی سنگدلی، عجب بھول بھلیاں ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ ایمان و انکار کا مجموعہ کیوں ؟ پس میرے بھائیو! توبہ کرو، حدیث پر ایمان رکھو جو اس کے خلاف ہو تم اس کے خلاف ہو جائے، کہیئے اب کیا ارادہ ہے حدیث کو مانو گے یا فقہ کو؟

مغرب سے پہلے کی سنتوں کا مسئلہ:

(۲۶) "عن عبد الله ابن مغفل قال قال النبی ﷺ صلوا قبل صلوٰة المغرب رکعتین صلوا قبل صلوة المغرب رکعتین قال فی الثالثة لمن شاء کراهیة ان یتخذها الناس سنة"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت ادا کر لیا کرو، مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھ لیا کرو تیسری دفعہ کے حکم کے ساتھ ہی فرمایا جو چاہے اس بات کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کہ لوگ اسے واجب نہ بنا لیں'' (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۰۴، باب السنن)

صحابہ کرامؓ اس فرمان پر اس قدر عامل تھے کہ اذان مغرب ہوتے ہی ان دو رکعتوں کو پڑھنے لگتے یہاں تک کہ اگر کوئی ناواقف انجان آ جائے تو شائد سمجھ لے کہ نماز مغرب کی جماعت ہو چکی۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے اور حدیث میں ہے یہ دو

رکعتیں رسول اللہ ﷺ کے دیکھتے ہوئے پڑھا کرتے تھے۔ ان حدیثوں کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا، رسول اللہ ﷺ ان رکعتوں کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، حنفی مذہب ان سے روکتا ہے چنانچہ فقہ کی بہت بڑی زبردست فقہ کی کتاب ''ہدایہ، جلد اول، ص ۷۰، کتاب الصلوۃ'' میں ہے:

"ولا یتنفل بعد الغروب قبل الفرض"

ترجمہ: ''یعنی سورج غروب ہو جانے کے بعد مغرب کی نماز فرضوں سے پہلے نفل نہ پڑھے''

حنفی بھائیو! کہو اب حدیث مانو گے یا فقہ؟

غائبانہ جنازہ کی نماز کا مسئلہ:

(۲۷)"عن ابی هريرة ان النبی ﷺ نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیه وخرج بهم الی المصلی فصف بهم وکبر اربع تکبیرات"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے شاہ حبش نجاشی کے انتقال کی خبر جس دن وہ اپنے وطن میں انتقال کر گئے صحابہؓ کو دی اور انہیں لے کر عیدگاہ پہنچ کر ان کی صفیں باندھ کر نماز غائبانہ چار تکبیروں سے ادا کی'' (متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ص ۱۴۴، ج ۱، باب المشی بالجنازہ الخ)

یہ حدیث صحیح ہے صریح ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ حضور ﷺ نے پڑھی لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ''درمختار، جلد اول، باب صلوۃ الجنائز'' میں ہے:

"فلا تصح علی غائب"

ترجمہ: ''یعنی جنازہ غائبانہ صحیح نہیں''

برادران اب کیا اس حکم کو مان کر کہو گے کہ نماز رسول ﷺ صحیح نہیں؟

یا کہو گے کہ یہ قول جو خلاف پیغمبر ہے صحیح نہیں؟

اکہری تکبیر کا مسئلہ:

(۲۸)"عن انس.....امر بلال ان یشفع الاذان

وان یوتر الاقامة الا الاقامة"

ترجمہ ''یعنی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا گیا کہ اذان کے کلمات

دوہرے کہیں اور تکبیر کے کلمات سوائے قد قامت الصلوۃ کے اکہرے کہیں''

(متفق علیہ، مشکوۃ، ج۱، ص۶۲، باب الاذان)

یہ بخاری مسلم کی حدیث ہے اور صاف ہے کہ تکبیر اکہری کہنی چاہیئے ۔ابوداؤد نسائی دارمی وغیرہ میں یہ لفظ بھی ہیں کہ کلمات تکبیر ایک ایک مرتبہ کہے سوائے قد قامت الصلوۃ کے لیکن اِس سرے سے اُس سرے تک حنفیوں میں پھر آیئے ،ایک حنفی عالم غالبًا ایسا نہ نکلے گا جو اسے مانے ہزاروں لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی اسے نہیں مانتا، نہ اس پر عمل کرنا جائز جانتا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ حنفی مذہب اس کے برخلاف ہے، چنانچہ ''ہدایہ، باب الاذان، ص۷۰، جلد اول'' میں ہے:

"والاقامة مثل الاذان"

ترجمہ: ''یعنی تکبیر بھی اذان کی طرح ہے (یعنی دوہری) کہے''

حنفی بھائیو! اب کہیئے کیا آپ حدیث مانیں گے یا فقہ؟ کیا کلام الرسول ؐ کی

عزت کریں گے یا کلام امتی کی؟ برادران مانا کہ ایک حدیث میں تکبیر کا دوہرا کہنا بھی ہے گو وہ صحت میں اس پایہ کی نہ ہو لیکن اس کے برابر مان لینے کے بعد بھی کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس حدیث سے انکار کیا جائے؟ اگر حدیث ہونے کے اعتبار سے وہ قابل عمل وعقیدہ ہے تو یہ کیوں نہ ہو؟ الحمدللہ اہلحدیث ایسے موقع پر سب کو مانتے ہیں، اور ان کے صحت وثبوت کے مطابق سب کو قابل عمل جانتے ہیں اسی طرح جس مسئلے میں جو حدیثیں ہوں اہلحدیث ان کا بٹوارہ نہیں کرتے بلکہ سب کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں مگر پھر سن لیجیئے کہ اس مضمون سے ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان حدیثوں کو آپ حنفی بھائیوں نے مل جل کر چھوڑ رکھا ہے اور یہ بالکل خلاف اسلام کام ہے اس لئے ان چیزوں کو سامنے کر کے ہماری گذارش ہے کہ اولاً تو آپ اس دھوکہ سے نکل جائیں جو خوب زوروں سے پھیلایا گیا ہے کہ فقہ حنفیہ بتمامہ حدیث ہے یعنی فقہ میں کوئی مسئلہ خلاف حدیث نہیں ہے دوسرے یہ کہ آپ جان لیں کہ مقلد محض ہونے سے آپ کو کتنی حدیثوں کو جواب دینا پڑتا ہے؟ اور کس طرح بخاری مسلم کی صحیح صحیح روایتوں کو آپ کو کھلم کھلا چھوڑنا پڑتا ہے؟ اللہ ہمیں نیک توفیق دے۔

شراب کا سرکہ

(۲۹)"عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الخمر یتخذ خلا فقال لا"

ترجمہ: ''یعنی امام الانبیاء نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ لیا گیا کہ شراب کا سرکہ بنا لیا جائے؟ تو آپ نے فتویٰ دیا کہ ہرگز نہیں'' (رواہ مسلم مشکوۃ باب بیان الخمر ص ۳۱۷ ج ۲)

ہے کوئی جو اس کی سند میں کوئی عیب نکال سکے؟ ہے کوئی جو اس کے معنی میں

ایچ پیچ کر سکے؟ صحیح ہے صریح ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حرام ہے لیکن سارے حنفی اللہ کے رسول ﷺ کے اس حرام کو حلا بنائے ہوئے ہیں۔ایک حنفی نہیں جو اس حدیث کو مانتا ہو، دیکھیے حنفی مذہب کی مقبول عام کتاب ''ہدایہ''،ص ۴۸۳، جلد چہارم، کتاب الاشربہ'' میں ہے:

"واذا تخللت الخمر حلت سوآء صارت خلا بنفسها او بشيء يطرح فيها ولا يكره تخليلها"

ترجمہ: ''یعنی جب شراب کا سرکہ بن گیا تو حلال ہوگیا، خواہ خود بن جائے خواہ کوئی اور چیز ڈال کر اس کا سرکہ بنالیا جائے اور شراب کا سرکہ بنانا مکروہ بھی نہیں''

حنفی بھائیو! یہ ہے حدیث رسول اللہ ﷺ کہ شراب کا سرکہ نہ بنایا جائے اور یہ ہے حنفی مذہب کہ شراب کا سرکہ بنانے میں کوئی کراہیت نہیں بلکہ شراب کا سرکہ بنانے سے وہ حلال ہو جاتا ہے کہو اب کیا مقبول ہے؟ اور کیا مردود ہے؟

عورتوں کا مسجد میں جانا:

(۳۰) "عن ابن عمر قال النبي ﷺ اذا استاذنت امرأة احدكم الى المسجد فلا يمنعها"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانا چاہے تو وہ اسے روکے نہیں'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۹۶، جلد اول، باب الجماعۃ)

یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ عورتوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر نماز پڑھنا جائز ہے۔ہم مانتے ہیں کہ انکا گھر میں

نماز پڑھنا افضل ہے لیکن اس حدیث سے مسجد میں آنے کی اجازت ہے باوجود اس کے حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ مکروہ ہے چنانچہ ''ہدایہ کتاب الصلوۃ ،ص ۱۰۵، جلد اول'' میں ہے:

"ویکرہ لھن حضور الجماعات"

ترجمہ: ''یعنی عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنا مکروہ ہے''

کہو حنفی بھائیو! حدیث کو مان کر اسے جائز جانو گے یا فقہ پر ایمان لا کر اسے مکروہ مانو گے؟

سحری کا اذان کا مسئلہ:

(۳۱)"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان بلالا ینادی بلیل الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سیدنا بلالؓ رات رہتے ہوئے اذان دیتے ہیں الخ'' (متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ص ٦٦، جلد اول)

یہ حدیث صاف ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک اذان کہی جاتی تھی۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ اس لئے ہوتی تھی کہ تہجد گذار لوٹ جائیں اور سحری کے بندوبست میں لگ جائیں۔ اور سوتے ہوئے لوگ بھی جاگ جائیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ''ہدایہ جیسی فقہ حنفی کی معتبر کتاب کے ص ۷۴ جلد اول باب الاذان'' میں ہے:

"ولا یؤذن لصلوۃ قبل دخول وقتھا"

ترجمہ: ''یعنی کسی وقت کی نماز کے لئے اس کے وقت سے پہلے اذان نہ کہے''

کہو حنفی بھائیو! اب حدیث مانو گے یا فقہ؟ اس مسئلہ کی پوری تفصیل مع تردید مخالفین ہماری کتاب اذان محمدی میں ہے۔

غلاموں پر حنفی مذہب کا ظلم:

(۳۲) "عن سمرة قال قال رسول الله ﷺ من قتل عبده قتلناه ومن جدع عبده جدعناه"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے ہم اسے اس کے بدلے قتل کریں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کاٹ لے ہم بھی اس کی ناک کاٹ لیں گے''

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، اخ مشکوۃ، ص ۳۰۱، ج ۲، کتاب القصاص)

یہ حدیث صریح ہے کہ غلام کے قتل کا قصاص آزاد سے لیا جائے گا لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ان کے مذہب کی اعلیٰ تر کتاب ''ہدایہ، ص ۵۴۷، جلد ۴، باب مایوجب القصاص'': میں ہے

"ولا یقتل الرجل بعبده"

ترجمہ: ''یعنی کسی نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تو اس کے قصاص میں اسے قتل نہ کیا جائے گا''

کہو حنفی بھائیو! قانون محمدیؐ کو سر چڑھاؤ گے یا قانون حکومت حنفیہ کو؟

خون مسلم کی بے قدری:

(۳۳)"عن علی عن النبی ﷺ قال ..... الالا یقتل مسلم بکافر"

ترجمہ: ''یعنی خبردار مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا''.

(رواہ ابوداؤد، نسائی، مشکوۃ جلد دوم، ص ۳۰۱، کتاب القصاص)

یہ حدیث صاف ہے کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ قانون مدنی مانو گے؟ یا قانون کوفی؟ جو کہتا ہے:

"والمسلم بالذمی"

ترجمہ: ''یعنی ذمی کافر کے قتل کے بدلے مسلمان کو قتل کر دیا جائے''

(ہدایہ، باب ما یوجب القصاص، ص ۵۴۷، جلد ۴)

قصاص میں برابری کا مسئلہ:

(۳۴)"عن انس ان یہودیا رض راس جاریۃ بین حجرین فقیل لہا من فعل بک ھذا فلان حتی سمی الیہودی فاومت براسہا فجئی بالیہودی فاعترف وامربہ رسول اللہ ﷺ فرض راسہ بالحجارۃ"

ترجمہ: ''یعنی ایک یہودی نے ایک لونڈی کے سر کو پتھر سے کچل دیا اس سے دریافت کیا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے اشارے اقرار کیا پھر یہودی کو بلوایا گیا اس سے پوچھا گیا اس نے بھی اقرار کیا پس

نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس یہودی کا سر بھی اسی طرح پتھر سے کچل دیا گیا''

یہ حدیث صاف ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی نے پتھر سے سر کچل کر کسی کو مارڈالا ہو تو اس کا قصاص اور بدلہ بھی اسی طرح اس کا سر کچل کر لیا جائے گا لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ان کی معتبر کتاب ''ہدایہ نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے اس کے ص ۵۴۷، باب مایوجب القصاص جلد چہارم'' میں ہے:

'ولا یستوفی القصاص الا بالسیف"

ترجمہ: ''یعنی قصاص صرف تلوار ہی سے لیا جائے''

کہو حنفی بھائیو! کیا سوچا حنفی فوجداری کا حکم بحال رہا یا محمدی قانون؟ بحال رہا؟

حنفی مذہب میں کتوں کی تجارت:

(۳۵)"عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللہ ﷺ نھی عن ثمن الکلب ومھر البغی وحلوان الکاھن"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے اور زانیہ کی اجرت زنا سے اور کاہن کے حلوے مانڈے سے منع فرمایا ہے''

یہ حدیث صاف ہے کہ کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

"ثمن الکلب خبیث الخ"

ترجمہ: ''کتے کی قیمت خبیث ہے یعنی حرام ہے''

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جائز ہے چنانچہ ''ہدایہ'

جلد سوم، کتاب البیوع، ص ۸۵" میں ہے:

"یجوز بیع الکلب والفھد والسباع"

ترجمہ: "یعنی کتے کی بھیڑیے کی اور درندوں کی خرید وفروخت جائز ہے"

کہو حنفی بھائیو! کتے کی خرید وفروخت کو حدیث کی ماتحتی میں حرام کہو گے یا فقہ کی تقلید میں حلال کہو گے؟ دونوں چیزیں اور دونوں کے علیحدہ علیحدہ حکم آپ کے سامنے ہیں اب دیکھتے ہیں کہ آپ کا میلان کدھر ہوتا ہے؟ -

مسجد میں نماز جنازہ کا مسئلہ:

(۳۶)"عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن ان عائشۃ لما توفی سعد ابن ابی وقاص قالت ادخلوا بہ المسجد حتی اصلی علیہ فانکر ذالک علیھا فقالت واللہ لقد صلی رسول اللہ ﷺ علی ابنی بیضآء فی المسجد سھیل واخیہ"

ترجمہ: "یعنی سیدنا سعد بن ابی وقاص کے انتقال پر سیدہ عائشہؓ نے ان کا جنازہ مسجد میں لانے کو فرمایا تاکہ آپ بھی نماز جنازہ میں شرکت کریں ۔اس پر جب انکار کیا گیا تو آپ نے حدیث بیان کی کہ بیضا کے دونوں لڑکے یعنی سہیل اور ان کے بھائی کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ہی پڑھائی تھی" (رواہ مسلم، مشکوۃ، ص ۱۴۵، جلد اول باب المشی بالجنازۃ الخ)

یہ حدیث صاف ہے کہ مسجد میں جنازے کی نماز باجماعت ادا ہو سکتی ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے چنانچہ فقہ کی معتبر کتاب "ہدایہ، ص ۱۶۱، فصل فی الصلوۃ علی المیت، جلد اوّل" میں

لکھا ہے:

"ولا یصلی علی میت فی مسجد جماعة"

ترجمہ: ''یعنی جنازے کی نماز با جماعت مسجد میں ادا نہ کرنی چاہیے''

کہو حنفی بھائیو! اب مدینے کی راہ چلو گے یا کوفے کی؟ نبی کریم ﷺ کی بات مانو گے یا ہدایہ والے کی؟

حرام عورت کو فقہ حنفی نے حلال کر دیا:

(۳۷)"عن ام سلمة ان رسول الله ﷺ قال انما انا بشر و انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشی من حق اخیه فلا یاخذه فانما اقطع له قطعة من النار"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں انسان ہی ہوں تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص چرب زبان ہو اور میں اس کی سن کر اس کے حق میں فیصلہ دیدوں پس اگر میں اپنے فیصلے میں غلطی کر کے کسی کو ان کے کسی اور مسلمان بھائی کا حق دلوا دوں تو وہ اسے ہرگز نہ لے سنو یہ تو جہنم کا ایک ٹکڑا ہے جس کا فیصلہ میں اس کے حق میں دے رہا ہوں۔'' (متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ص ۳۲۷، جلد دوم باب الاقضیہ)

بخاری مسلم کی یہ بہت صحیح حدیث کس وضاحت سے بتلا رہی ہے کہ خلاف واقعہ کوئی فیصلہ خود رسول اللہ ﷺ بھی کر دیں تو حرام حلال نہیں ہوگا اس فیصلے کی رو سے بھی ایک کی چیز دوسرے کی فی الواقع نہیں ہوگی اس فیصلے کے بعد بھی کسی کو حق

نہیں کہ دوسرے کی چیز اپنی کر لے۔ حنفی مذہب اتنے صاف مسئلے کو بھی نہیں مانتا اور بالکل اس کا خلاف کرتا ہے۔ چنانچہ مذہب حنفیہ کی سب سے اول نمبر کی معتبر کتاب ''ہدایہ، ص ۲۹۳، جلد دوم، فصل فی بیان المحرمات'' میں لکھا ہے:

"ومن ادعت علیه امرأة انه تزوجها واقامت بینة فجعلها القاضی امراته ولم یکن تزوجها وسعها المقام معه وان تدعه یجامعها"

ترجمہ: ''یعنی کسی شخص پر کسی عورت نے (جھوٹا) دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے اس پر اس نے گواہی (جھوٹی) بھی گذار دی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ یہ اس کی بیوی ہے لیکن درحقیقت نکاح نہیں ہوا تاہم اس عورت کو اس مرد کے ساتھ رہنا بسنا اور اس سے ہمبستری اور صحبت کرنا سب جائز ہے۔

کہو حنفی بھائیو! حدیث مانو گے یا فقہ؟ میں اس پر کچھ تفصیل نہیں لکھتا صورت آپ کے سامنے ہے حدیث و فقہ کا جداگانہ فیصلہ آپ کے سامنے ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ حدیث رسول ﷺ کو مان کر اس مرد پر اس عورت کو اور اس عورت پر اس مرد کو اس صورت میں حرام کہیں یا فقہ مان کر دونوں کو بغیر واقعی نکاح کے میاں بیوی مان لیں؟ حلال حرام کا معاملہ خدا لگتی کہنا۔

تین طلاق والی کا نان نفقہ نہیں:

(۳۸) "عن ابی سلمة عن فاطمة بنت قیس ان زوجها طلقها ثلثا فاتت النبی ﷺ فقال لا نفقة لک الا ان تکونی حاملا"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو جنہیں ان کے خاوند نے تیسری طلاق دیدی تھی فرمایا کہ تم عدت تک کے کھانے پینے کے خرچ کی مستحق نہیں ہو بجز اس صورت کے کہ تم حمل سے ہو'' (رواہ مسلم، مشکوۃ، ص ۲۸۸، جلد دوم باب العدۃ)

یہ حدیث صاف ہے کہ جسے تیسری طلاق ہوگئی ہو وہ نان نفقہ کی حق دار نہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ حکم دیتا ہے کہ اس صورت میں بھی عورت نان نفقہ کی حقدار ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی اسی معتبر کتاب ''ہدایہ کے ص ۴۲۳، جلد دوم، کتاب الطلاق'' میں ہے:

"واذا طلق الرجل امراته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان او بائنا"

ترجمہ: ''یعنی جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے خواہ رجعی طلاق ہو یعنی پہلی یا دوسری خواہ بائن طلاق ہو یعنی تیسری پھر بھی اس کے ذمے اس کا نان نفقہ اور رہنے سہنے کی جگہ ہے''

کہو حنفی دوستو! وہ ہے حکم رسول ﷺ یہ ہے حکم فقیہ وہ ہے حدیث یہ ہے فقہ کسے مانو گے؟ اور کس پر عمل عقیدہ رکھو گے؟

عورتوں کا عیدگاہ میں آنا:

(۳۹) "عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احدنا ليس لها جلباب

قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ عید کی نماز کے لئے حائضہ عورتوں اور پردہ نشین جوان عورتوں کو بھی عیدگاہ بھیجا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں اور ان کی دعا میں موجود رہیں ہاں حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں ایک عورت نے کہا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اسے اس کی کوئی ساتھ والی عورت اپنی چادر میں لے جائے'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ص ۱۲۶، جلد اول، باب صلوۃ العیدین)

آپ نے خیال فرمایا کہ بخاری مسلم کی اس اوّل درجے کی صحیح حدیث میں عورتوں کو عیدگاہ جانے کی کس قدر تاکید ہے۔

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اس کا مسئلہ ہے کہ عوتیں عیدگاہ نہ جائیں چنانچہ ''ہدایہ، ص ۱۰۵، جلد اول، باب الامامہ'' میں ہے:

"ویکرہ لھن حضور الجماعات"

ترجمہ: ''یعنی جوان عورتوں کو جماعت میں آنا مکروہ ہے''

اب حدیث مانو گے یا حنفی مذہب کو مان کر انہیں نہ جانے کی کہو گے؟

عید کی تکبیریں:

(٤٠) "عن كثير بن عبد الله عن ابيه عن جده ان النبی ﷺ كبر فی العيدين فی الاولی سبعا قبل القرآءة وفی الاخرة خمسا قبل القراءة"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے نماز عید کی پہلی رکعت میں قراءت

سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں'' (رواہ الترمذی وابن ماجہ والداری، مشکوۃ، ص ۱۲۶، جلد اول، باب صلوۃ العیدین)

حنفی مذہب اس حدیث کو بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"یکبر فی الاولی للافتتاح وثلثا بعدها ثم یقرأ الفاتحة وسورة ویکبر تکبیرة یرکع بها ثم یبتدئ فی الرکعة الثانیة بالقراءة ثم یکبر ثلثا بعدها ویکبر رابعة یرکع بها" (ہدایہ، جلد اول، ص ۱۵۳، باب العیدین)

ترجمہ: ''یعنی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے پہلے تین تکبیریں کہے اور دوسری میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہے اور چوتھی تکبیر رکوع کے لئے کہے۔''

اب حنفی بھائیو سے سوال ہے کہ آیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مقرر کردہ بارہ رکھیں گے یا حنفی مذہب کی مقرر کردہ چھ رکھیں گے چھ اور بارہ کا فرق اور حنفی محمدی کا فرق اور فقہ وحدیث کا فرق اور نبی امتی کا فرق اور وحی وقیاس کا فرق سامنے رکھ کر جواب دینا۔

تکبیرات عید کا موقعہ:

(۴۱) بھائیو! مندرجہ بالا حدیث جو ابھی آپ پڑھ کر آئے ہیں اسی کو پھر پڑھ جائیں کیا اس میں صاف صاف موجود نہیں کہ نماز عید کی دونوں رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ نے زائد تکبیریں قراءت سے پہلے کہیں؟ لفظ میں "قبل القراءۃ" پھر ہدایہ کی وہ عبارت بھی پڑھ جائیے جو ابھی اس کے اوپر کے نمبر میں گذری ہے کیا

اس میں صاف نہیں کہ "ثم یکبر ثلثا بعدھا" دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تکبیریں کہے۔ پھر کیا کسی پر فقہ و حدیث کا یہ مقابلہ پوشیدہ رہا؟ اب فرمایئے کہ آپ اس مقابلہ میں کس طرف ہیں؟ محمدی لشکر میں یا فقہی فوج میں؟

قربانی کے دنوں کی گنتی:

(۴۲)"عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایام التشریق کلھا ایام ذبح"

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایام تشریق (یعنی ذوالحجہ کی دسیں تاریخ سے تیرہویں تاریخ تک) سب دن قربانی کے دن ہیں" (مسند امام احمد)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بقرہ عید کے مہینے میں قربانی تیرہویں تاریخ تک ہے لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ صرف بارہویں تک ہی ہے چنانچہ "ہدایہ، ص ۴۳۰، جلد چہارم، کتاب الاضحیہ" میں ہے:

"وھی جائزۃ فی ثلثۃ ایام یوم النحر ویومان بعدہ"

ترجمہ: "یعنی قربانی کے تین دن ہیں دس، گیارہ، اور بارہ تاریخ ذی الحجہ کی"

کہو حنفی بھائیو! اب تمہیں کس پر اعتماد ہے؟ قول محمد ﷺ پر یا قوم امتی پر؟

پیشاب کپڑے پر لگا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے:

(۴۳)"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ عامۃ عذاب القبر من البول"

ترجمہ: "قبر کے عذاب کا سبب عموماً پیشاب کی وجہ سے ہے"

(مستدرک حاکم، جلد اول، ص ۱۸۴)

آپ نے سن لیا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں اور اس سے پرہیز نہ کرنے والے کو عذاب قبر سے ڈرا رہے ہیں سب مسلمان جانتے ہیں کہ پیشاب ناپاک ہے لیکن حنفی مذہب کی معتبر کتاب ''ہدایہ ،ص ۶۰ ،جلد اول ، باب الانجاس'' میں ہے :

"فان انتضح علیه البول مثل رؤس الا برفذ الک لیس بشیء"

ترجمہ : ''یعنی اگر کسی پر سوئی کے ناکے کے برابر کی چھوٹی چھوٹی چھینٹیں پیشاب کی پڑ جائیں تو یہ کوئی چیز نہیں''

بلکہ اس سے پہلے ص ۵۸ پر اسی کتاب میں اسی باب میں لکھتے ہیں :

"وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر وخرء الدجاج وبول الحمار جازت الصلوة معه"

ترجمہ : ''یعنی ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر سخت ناپاک چیز لگ گئی ہو (یعنی کپڑے پر یا بدن پر) تو بھی اس کے ہوتے ہوئے نماز ہو جائے گی مثلاً کپڑے پر یا بدن پر ناپاک خون یا پیشاب یا مرغ کی بیٹ یا گدھے کا موت (پیشاب) لگ گیا اس کے لگے ہوئے اس کے ہوتے ہوئے بھی نماز کا پڑھ لینا جائز ہے''

کہو حنفی بھائیو! پیشاب کی چھینٹوں اور ہتھیلی کے برابر کے پیشاب لگے ہوئے سمیت حنفی مذہب کے مطابق نماز جائز جان کر پڑھ لو گے؟ یا حدیث کے مطابق اس سے پرہیز فرض جانو گے؟

نابینا کی امامت کا مسئلہ:

(٤٤)"عن انس قال استخلف رسول الله ﷺ ابن ام مكتوم يوم الناس وهو اعمى "

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنا خلیفہ سیدنا ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بنایا یہ نابینا تھے اور یہی صحابہ کی امامت کراتے تھے''

یہ حدیث کس قدر صاف ہے کہ اندھا آدمی امام بن سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اس ے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ اندھے کی امامت مکروہ ہے چنانچہ حنفی مذہب کی بڑی آن بان شان وشوکت والی کتاب ''ہدایہ، جلد اول، باب الامامت، ص ۱۰۱'' میں ہے:

"ويكره تقديم الاعمى"

ترجمہ: ''یعنی جن کی امامت مکروہ ہے ان میں ایک اندھا آدمی بھی ہے''

کہو حنفی دوستو! ایمان کا تقاضا اس وقت جبکہ حدیث اندھے کی امامت کو مکروہ نہیں بتلاتی اور فقہ مکروہ بتلاتی ہے کیا ہے؟ حدیث کو ماننا یا حنفی مذہب کو ماننا؟

کتوں کی رنگی ہوئی کھال حنفی مذہب میں پاک ہے:

(٤٥)"عن ابى المليح ابن اسامة عن ابيه عن النبى ﷺ نهى عن جلود السباع"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالوں کی ممانعت فرمائی'' (رواہ احمد وابوداؤد، نسائی، مشکوۃ، ص ۵۳، جلد اول، باب تطہیر النجاسات)

یہ حدیث صاف ہے کہ کتے بھیڑیے وغیرہ کی کھالیں ممنوع ہیں لیکن حنفی

مذہب کا مسئلہ ہے کہ سوائے خنزیر اور انسان کی کھال کے اور کھالیں دباغت کے بعد پاک ہیں۔ انہیں پہن کر نماز ہو جاتی ہے ان کے ڈولوں میں پانی لے کر وضوء ہو سکتا ہے چنانچہ ''ہدایہ، جلد اول ص۲۴، باب الماء الذی الخ'' میں ہے:

"کل اھاب دبغ فقد طھر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والادمی"

ترجمہ: ''یعنی ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے پھر اسے پہن کر نماز ہو سکتی ہے اور اس میں پانی لے کر وضو بھی جائز ہے سوائے سور اور انسان کی کھال کے''

کہو حنفی بھائیو! اب کتوں وغیرہ درندوں کی کھالوں کی نسبت آپ کا مذہب وہ رہے گا جو حدیث میں ہے؟ یا وہ جو فقہ میں ہے؟

کھیت اور باغ کی شرکت امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں:

(٤٦)"عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ دفع الی یھود خیبر نخل خیبر وارضھا علی ان یعتملوا ھا من اموالھم ولرسول اللہ شطر ثمرھا"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ نے خیبر کے باغات اور کھیت یہودیوں کو اس لیئے دیئے کہ وہ کھیتی کریں۔ باغ بوئیں محنت اور خرچ ان کا ہو اور جو پیداوار ہو اس میں سے آدھا ان کا اور آدھا رسول اللہ ﷺ کا''

(مسلم، مشکوۃ، ص۲۵۷، جلد اول باب المساقاۃ)

یہ حدیث صاف ہے کہ ایک کی زمین وغیرہ ہو دوسرے کی محنت اور خرچ وغیرہ ہو تو وہ آپس میں پیداوار کے حصے طے کر کے شرکت میں کھیت اور باغ کا نفع

بانٹ سکتے ہیں ۔لیکن حنفی مذہب کی اعلیٰ معتبر کتاب ''ہدایہ ،کتاب المزارعہ،ص ۴۰۸ ،جلد چہارم'' میں ہے:

"قال ابو حنیفۃؒ المزارعۃ بالثلث والربع باطلۃ"

ترجمہ:''یعنی تہائی چوتھائی مقرر کر کے شرکت میں کھیتی کرنی جائز نہیں''

کہو حنفی بھائیو! کیا فقہ مان کر یہ عقیدہ رکھ کر کہ اللہ کے رسول ﷺ رسولوں کے سردار ﷺ نے ایک ناجائز کام کیا یہی کہو گے کہ اس طرح کی شراکت باطل ہے؟ یا حدیث پر ایمان رکھ کر فقہ کے اس مسئلہ کو باطل کہہ کر وہ مانو گے جو خود رسول اللہ ﷺ نے کیا؟ دوستو! اگر فقہ کا کوئی مسئلہ رد ہو جائے تو تمہارا دل دکھے؟ اور حدیث رد ہو جائے تو تمہاری پیشانی پر بل بھی نہ آئے؟ حالانکہ شرط ایمان کی یہ ہے کہ حدیث رہے چاہے سب کے سب قول رد ہو جائیں ۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی نہایت ضروری ہے کہ امام صاحب کے اس مسئلہ کو ان کے دونوں شاگردوں نے نہیں مانا۔ بلکہ آج تک حنفی دنیا نے بھی اسے نہیں مانا۔ آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ سارے حنفی زمیندار کھیتیاں اسی طرح کرتے ہیں پس ہماری طرف سے دعوت ہے کہ جس طرح اس مسئلے میں امام صاحبؒ کے قول کو چھوڑ دیا گیا۔ اور پھر تقلید میں کوئی کمی نہ آئی ۔ اسی طرح ہر اس مسئلے کو چھوڑ دیجئے جو حدیث کے خلاف ہو۔ یہی اہل حدیث کی چاہت ہے اور اسی کی وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں۔

حنفی مذہب نے چار قسم کی شراب حلال کر رکھی ہے:

مسئلہ نمبر (۴۷)و(۴۸)و(۴۹)و(۵۰)"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ کل مسکر خمر و کل مسکر حرام"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نشہ لانے والی ہر چیز خمر (یعنی شراب) ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے''

(رواہ مسلم، مشکوۃ، ص ۳۱۷، جلد دوم، باب بیان الخمر)

یہ بالکل صحیح حدیث آپ کے سامنے ہے جس نے ہر نشے والی چیز کو شراب اور شراب کو حرام قرار دیا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ''ہدایہ، ص ۴۸۰، جلد چہارم، کتاب الاشربہ'' میں ہے:

"ان ما یتخذ من الحنطة والشعیر والعسل والذرة حلال عند ابی حنیفةؒ ولا یحد شاربه وان سکر منه"

ترجمہ: ''یعنی گیہوں جو، شہد اور جوار کی بنائی ہوئی حلال ہے ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور اس کے پینے والے کو حد بھی نہ لگائی جائے گی گو اس کے پینے سے اسے نشہ بھی چڑھ گیا ہو''

حنفی بھائیو! حدیث پر عمل کر کے انہیں حرام کہیں گے؟ یا فقہ پر عمل کر کے اسے حلال کہیں گے؟ بلکہ ابو داؤد میں حدیث ہے سیدنا دیلم حمیری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم سرد ملک میں رہنے والے ہیں اور ہیں بھی مزدور پیشہ لوگ ہم گیہوں سے ایک قسم کی پینے کی چیز بنا لیتے ہیں جس سے ہمیں قوت حاصل ہوتی ہے اور سردی کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے نشہ ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں نشہ تو ہوتا ہے آپ نے فرمایا پھر اس سے بالکل دور رہو۔ انہوں نے کہا کہ اچھا میں یہ فرمان تو آپ کا پہنچا دوں گا لیکن لوگ (بوجہ عادت اور ضرورت اور فوائد کے) اسے چھوڑیں گے نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر نہ چھوڑیں تو ان سے جہاد کرو۔

برادران یہ حدیث بھی بہت صاف ہے اور اس میں لفظ موجود ہیں کہ گیہوں کی شراب بھی حرام ہے لیکن حنفی مذہب اسے حلال کہتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا عمرؓ نے منبر نبویؐ پر خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ جب آیت حرمت شراب نازل ہوئی اس وقت ان پانچ چیزوں کی شراب بنتی تھی۔ انگور کی، کھجور کی، گیہوں، جو کی اور شہد کی۔ مسلمانو! سنا آپ نے گیہوں جو اور شہد کی شراب کی حرمت قرآن میں نازل ہوئی لیکن حنفی مذہب ان تینوں کو حلال کہتا ہے۔ اب جوار کی شراب کی نسبت بھی صاف حدیث سن لیجئے! مسلم شریف میں ہے کہ ایک یمنی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارے ہاں جوار سے ایک پینے کی چیز بنتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں نشہ لاتی ہے۔ آپ نے فرمایا نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے الخ۔ دوستو! ان حدیثوں پر دوبارہ نظر ڈال جاؤ۔ گیہوں کی، جو کی، جوار کی، اور شہد کی شراب کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا قرآن نے حرام کی۔ اور حنفی مذہب حلال کہتا ہے اب انصاف سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بات ماننی چاہیئے یا کسی کی؟ جو حدیثیں اس مسئلے کی میں نے یہاں نقل کی ہیں سب مشکوۃ میں موجود ہیں۔ آیئے میں آپ کو ایک اور صاف حدیث بھی سنا دوں ترمذی ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ان من الحنطة خمرا ومن الشعير خمرا ومن التمر خمرا ومن الزبيب خمرا ومن العسل خمرا"

ترجمہ: ''یعنی گیہوں، جو، کھجور، کشمش، اور شہد کی بھی شراب ہے''

تنبیہ یہ بھی یاد رہے کہ جتنے مسائل اس کتاب میں میں نے لکھے ہیں ان کی

ایک ایک حدیث وارد کی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان مسائل میں یہی ایک ہی حدیث ہے۔نہیں بہت بہت ساری حدیثیں ہر ہر مسئلے پر ہیں لیکن ہمیں تو یہاں فقہ و حدیث ،حنفی ،محمدی ،اہل حدیث اور اہل فقہ ،مقلد اور متبع کا فرق واضح طور پر دکھانا ہے۔اس لئے ہم نے بطور اختصار ایک ایک حدیث پر اور ایک ہی کتاب کی فقہ کی عبارت پر اکتفا کی ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہیں کہ ہمیں وہ ایسا بے ادب نہ بنا دے کہ ہم حدیث کو کسی کے قول پر قربان کر دیں۔حنفی مذہب کے ایسے ہی ایک سو مسائل ہماری کتاب ''ہدایت محمدی'' میں دیکھئے:

فقہ حنفی میں شرابیوں کی شرعی سزا معاف:

(۵۱)"عن انس ان النبی ﷺ ضرب فی الخمر الخ"

ترجمہ:''یعنی رسول اللہ ﷺ نے شراب کے پینے والے پر حد لگائی''

یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اور اس سے اوپر کی ہدایہ کی آپ عبارت پڑھئے اس میں موجود ہے کہ گو نشہ چڑھ گیا ہو پھر بھی ان شرابوں کے پینے والوں پر حد نہیں پس اے بھائیو! سوچ کر جواب دو کہ فرمان رسولؐ مقبول؟ اور اس کے خلاف جو ہے وہ مردود؟ یا حدیث قابل رد؟ اور فقہ مقبول؟

تھوڑی شراب پی لینا حنفی مذہب میں حرام نہیں:

(۵۲)"عن جابر ان رسول اللہ ﷺ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام"

ترجمہ:''یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس چیز کی زیادتی نشہ

کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے“ (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۱۷، ج ۲، بیان الخمر)

اور حدیث میں ہے کہ ایک فرق (یعنی تین صاع یا تقریباً آٹھ سیر) چیز اگر نشہ لائے تو وہ چیز گو مٹھی بھر ہو تو بھی حرام ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جو پیالی نشہ لائے وہ ہمارے نزدیک حرام ہے مثلاً دس جام پینے سے نو میں نشہ نہیں آیا تو وہ حلال ہیں دسواں جام جو آخری ہے جو نشہ لایا وہ حرام ہے۔ چنانچہ ”ہدایہ، جلد ۴، ص ۴۸۱، کتاب الاشربہ“ میں ہے:

”ولان المفسد القدح المسکر وھو حرام عندنا“

ترجمہ: ”یعنی اور اس لئے کہ مفسد آخری جام ہے اور وہی ہمارے نزدیک حرام ہے“

طاقت حاصل کرنے کے لئے شراب نوشی حنفی مذہب میں حلال ہے:

(۵۳) اوپر والی ۴۹ کی حدیث پھر پڑھ جایئے اور اس سے پہلے کی بھی جن میں حرمت شراب صاف موجود ہے۔ آیت قرآن بھی شراب کی حرمت میں مسلمانوں کو معلوم ہے، شراب اپنی جملہ اقسام سے اسلام میں حرام ہونا اس قدر مشہور ہے کہ غیر مسلم بھی اسے جانتے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب ”ہدایہ، ص ۴۸۱، ج ۴، کتاب الاشربہ“ میں ہے:

”عصیر العنب اذا طبخ حتی ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ حلال وان اشتد“

ترجمہ: ”یعنی شیرہ انگور (جو شراب ہے) جب پکا لیا جائے یہاں تک کہ دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہے تو وہ حلال ہے“

گو اس میں نشہ پیدا کرنے کا مادہ بھی موجود ہو گیا ہو۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہ اس شرط سے حلال ہے کہ "اذا قصد به التقوی" جب اس سے ارادہ قوت حاصل کرنے کا ہو۔ اگر ارادہ لہو ولعب کا ہے تو بے شک حرام ہے کہئے حنفی بھائیو اب کیا کہیں گے؟ فقہ کو مان کر اس شراب کو اس ارادے سے پینا حلال کہیں گے؟ یا حدیث کو مان کر شراب کو حرام ہی کہیں گے؟

مردہ مچھلی کا مسئلہ:

(٥٤)"عن ابی هريرة فقال رسول الله ﷺ هو الطهور ماؤه والحل ميتته"

ترجمہ: ''یعنی سمندر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے''

(رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی، مشکوۃ، ص ۵۱، ج ۱، باب احکام المیاہ)

اس حدیث کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا۔ چنانچہ ''ہدایہ جلد ۴ ص ۴۲۶، کتاب الذبائح فصل فیما یحل الخ'' میں ہے:

"ويكره اكل الطافی منه"

ترجمہ: ''یعنی جو مچھلی مر کر پانی پر آجائے اس کا کھانا مکروہ ہے''

حنفی بھائیو! آپ خود خیال فرمالیجئے کہ حدیث میں ہے کہ دریا کا مرا ہوا حلال آپ کے مذہب میں ہے کہ وہ دریا کی مری ہوئی مچھلی جو پانی پر آجائے مکروہ! اب فرمائیے کہ اس فقہ و حدیث کی لڑائی میں آپ کس فوج میں بھرتی ہوں گے؟

کتے کے جھوٹے برتن کا مسئلہ:

(٥٥)"عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا شرب الكلب في اناء احدكم فليغسله سبع مرات"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو وہ اسے سات مرتبہ دھو ڈالے''

(متفق علیہ، مشکوۃ ص۵۲، ج۱، باب تطہیر النجاسات)

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا اس کی فقہ کی معتبر کتاب ''ہدایہ ص ۲۸، ج اول، کتاب الطہارۃ فصل فی الاسار'' میں لکھا ہے:

"يغسل الاناء من ولوغة ثلثا"

ترجمہ: ''یعنی کتے کے جھوٹے برتن کو تین دفعہ دھویا جائے''

کہو حنفی بھائیو! نبی کریم ﷺ سات مرتبہ کا حکم دیں آپ کا مذہب تین مرتبہ کا حکم دے اب آپ کیا حکم مانیں گے؟ اور کس کا انکار کریں گے؟

نیت تیمم:

(٥٦)"انما الاعمال بالنيات"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے'' (متفق علیہ، مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث)

لیکن حنفی مذہب کہتا ہے:

"ولا يشترط نية التيمم"

ترجمہ: ''یعنی تیمم میں نیت شرط نہیں کہ جنابت کا ہے یا وضوء کا''

(ہدایہ، ج۱، ص۴۴)

ولی نکاح:

(۵۷)"عن ابی موسی عن النبی ﷺ قال لا نکاح الا بولی"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں'' (رواہ احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ ص۲۷۰، ج۲، باب الولی)

آپ نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن لیا؟ اب حنفی مذہب کا فیصلہ سنئے ''ہدایہ ص۲۹۳، باب فی الاولیاء، جلد دوم'' میں ہے:

"علیها ولی بکرا کانت او ثیبا"

ترجمہ: ''یعنی آزاد عقل مند بالغہ عورت کی رضا مندی سے بغیر ولی کے بھی نکاح ہو جاتا ہے''

حنفی بھائیو! کہو اب تم کونے کا فیصلہ مانو گے یا مدینے کا؟

قوم مومن کی دل آزاری:

(۵۸)"عن علی عن النبی ﷺ قال المسلمون تتکا فادماؤهم واموالهم الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب مسلمان جان و مال

کے اعتبار سے برابر ہم کفو ہیں اور حدیث میں ہے کہ کسی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں ۔ دنیا جانتی ہے کہ قرآن کریم نے سب مسلمانوں کو ادنیٰ اور اعلیٰ کو ایک ہی کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے یہی وہ مساوات ہے جسے صرف اسلام ہی نے قائم کیا اور جس پر مسلمانوں کو فخر ہے اور بجا فخر ہے اور ہمیشہ تک رہے گا ۔ لیکن آہ حنفی مذہب نے اس کے جوڑ جوڑ الگ کر دیئے اس نے نکاح کے لئے کفو کی شرط لگا دی اور پھر مسلمانوں میں وہ تفرقہ اندازی کی کہ اگر آج سب مسلمان حنفی ہو جائیں تو وہ تیر میر ہو کہ پناہ اللہ ۔ ہم اس وقت اس کفو کے اور مسائل کو چھوڑ کر صرف ایک بڑے مسئلے کو ہی لیتے ہیں جس سے ہزار ہا مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے ۔ اور جس نے مسلمانوں کی ایک قابل قدر جماعت کو محض اس وجہ سے مسلمانوں کی اعلیٰ برادری سے خارج کر دیا ہے کہ ان کا پیشہ کپڑا بننے کا ہے وہ صاف لکھتا ہے "کالحجام والحائک والدباغ" یعنی جیسے پچھنا لگانے والے اور جولاہے اور کھال رنگنے والے (ہدایہ ص ۳۰۱ ، ج ۲ ، فصل فی الکفارۃ) نکاح کے بارے میں تو کھلے لفظوں میں رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ صرف دینداری اور اخلاق دیکھ لو ۔ دینداری اور اچھی عادتوں والا پیغام بھیجے تو کبھی انکار نہ کرو یہاں حنفی مذہب کا یہ حکم ہے کہ جولاہا سید کا بلکہ اور اعلیٰ پیشہ کے لوگوں کا بھی ہمسر اور کفو نہیں بلکہ اسی ہدایہ کے ص ۳۰۰ میں ہے کہ اگر عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو اس کے والی اسے اس کے خاوند سے الگ کرا سکتے ہیں ۔ اب آپ کو عموماً اور ہمارے مومن بھائیوں کو خصوصاً اختیار ہے کہ حدیث پر عامل بن کر مسلمانوں کی اعلیٰ برادری میں رہیں ؟ یا فقہ پر عمل کر کے مسلمانوں کی اعلیٰ برادری سے خارج ہو جائیں ؟

باجہ گاجہ اور راگ راگنی:

(۵۹)"عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت المآء الزرع"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ گانا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو'' (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ جلد دوم ص۴۱۱، باب البیان الشعر)

یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات پر کہ گانا، گانا سننا سب ممنوع ہے۔ ممنوع کام جس مجلس میں جن لوگوں میں ہوتا ہو وہاں بیٹھنا بھی ممنوع ہے لیکن حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ''ہدایہ، ص ۴۳۹، جلد۴، کتاب الکراہیہ'' میں ہے:

"من دعی الی ولیمۃ او طعام فوجد ثم لعبا او غناء فلا باس بان یقعد ویأکل قال ابو حنیفۃ ابلیت بھذا مرۃ فصبرت"

ترجمہ: ''یعنی جو شخص ولیمے کی یا کھانے کی دعوت میں گیا پھر وہاں اس نے کھیل یا گانا پایا تو بھی اس کے وہاں بیٹھنے اور کھانے میں کوئی ڈر خوف نہیں''

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بھی اس میں مبتلا کیا گیا تو میں نے صبر کیا حنفی بھائیو! حدیث کا مسئلہ اور آپ کی فقہ کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے جو چاہو قبول کرو؟ اور جسے چاہو رد کر دو۔

حیلوں سے رد حدیث:

(۶۰)"عن مالک قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ کا یامر باستبرآء الاماء بحیضۃ ان کانت ممن

تحیض وثلاثة اشهر ان كانت ممن لا تحیض وینهی عن سقی ماء الغیر"

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ لونڈی کو ایک حیض تک روکے رکھنا چاہیئے تا کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہونے نہ ہونے کا علم ہو جائے اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک اسے ہاتھ نہ لگائے ۔ یہ حرام ہے کہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے یعنی (دوسرے سے حمل ہو اور پھر بھی یہ صحبت کرے)" (رواہ رزین مشکوۃ ص ۲۹ جلد دوم باب الاستبراء)

مسلمان بھائیو! کیا یہ حدیث صاف نہیں کہ لونڈی خریدی جائے اس کو جب تک ایک حیض نہ آ جائے اس سے اس کے خریدار کو ملنا حرام ہے؟ حنفی مذہب کا فیصلہ سنیئے "ہدایہ ص ۴۵۰ جلد ۴ کتاب الکراہیۃ" میں ہے "لا باس بالا حتیال لا سقاط الاستبراء عند ابی یوسف" یعنی امام ابو یوسف کے نزدیک کوئی نہ کوئی حیلہ کر کے اس ایک حیض تک ٹھہرنے کی مدت کو ہٹا دینے میں کوئی حرج نہیں ۔ سنا آپ نے حدیث کے صاف حکم کو حیلے حوالے سے ٹال دینا کوئی حرج نہیں رکھتا؟ اس کے بعد اسی کتاب میں حیلے لکھے ہیں کہ کس طرح اللہ کے رسول ﷺ کے اس تاکیدی فرمان کو ٹال دیا جائے اور کس طرح اس حرام کردہ کو حلال کر لیا جائے "فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا" ہاں ہمارا روئے سخن تو آپ سے ہے اب اس صورت میں آپ کیا مانیں گے؟ حنفی مذہب یا محمدی فرمان؟

کعبۃ اللہ کی بے حرمتی:

(٦١) "عن ابی هریرة الالا یحج بعد العام

مشرک ولا یطوفن بالبیت عریان"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ نے منادی کرائی کہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا شخص طواف بیت اللہ نہ کرے''

برادران یہ حدیث بخاری مسلم جیسی اعلیٰ درجے کی صحیح کتابوں کی آپ کے سامنے ہے جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کسی مشرک کو مسجد حرام میں آنا جائز نہیں یہ حدیث ہی نہیں خود قرآن نے کھلے لفظوں میں فرمایا ہے:

"انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام"

ترجمہ: ''مشرک نجس ہیں یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں

لیکن آہ! حنفی مذہب اسے نہیں مانتا یہ ہے حنفی مذہب کی بہترین کتاب ''ہدایہ جس کے ص ۴۵۸، جلد چہارم کتاب الکراہیۃ'' میں لکھا ہے:

"لاباس بان یدخل اھل الذمۃ المسجد الحرام"

کہو حنفی بھائیو! اب کس پر ایمان لاؤ گے؟ قرآن حدیث پر یا حنفی مذہب پر؟

ناجائز کو جائز کر دیا:

(٦٢)"عن ابن عمر قال نھی رسول اللہ ﷺ ان یصلی فوق ظھر بیت اللہ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے سات جگہ نماز پڑھنی حرام قرار دی ان میں ایک جگہ بیت اللہ شریف کی چھت ہے'' (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ، ص ا۷، باب المساجد، ج ا)

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ بیت اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔ چنانچہ ''ہدایہ ص ۱۶۵ ج ا، باب الصلوۃ فی

الکعبہ'' میں لکھا ہے:

"من صلى على ظهر الكعبة جازت صلوته"

ترجمہ: ''جو شخص بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھے اس کی نماز جائز ہے''

کہو حنفی بھائیو! اب حدیث مانو گے یا فقہ؟

عورتوں کو عورتوں کی امامت:

(٦٣) "عن ام ورقته امرها ان تؤم اهل دارها"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں'' (ابوداؤد مع عون المعبود، ج ا، ص ۲۳۰ باب امامۃ النساء)

مستدرک حاکم ص ۲۰۳ جلد اول کتاب الصلوۃ باب امامۃ المراۃ میں ہے:

"عن عائشة انها تؤم النساء وتقوم وسطهن"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا عائشہ رضی اللہ عنا عورتوں کی امامت کراتی تھیں اور بیچ صف میں کھڑی ہوتی تھیں''

لیکن حنفی مذہب ان حدیثوں کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"يكره للنساء ان يصلين وحدهن الجماعة"

ترجمہ: ''یعنی صرف عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے'' (ہدایہ، ص ۱۰۳، باب الامامۃ جلد اول)

کہوں حنفی بھائیو! اب رسول اللہ ﷺ کی مانو گے یا فقہ کی؟

بچوں کی امامت:

(٦٤)"عن عمرو بن سلمة قال فقد مونی بین ایدیهم وانا بن ست او سبع سنین الخ"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا عمرو بن سلمہ اپنی قوم کے امام تھے اس وقت ان کی عمر چھ سات سال کی تھی'' (مشکوۃ، ص ١٠٠، جلد اول، باب الامامۃ رواہ البخاری)

یہ حدیث صاف ہے کہ چھوٹا بچہ جبکہ قرآن کا زیادہ قاری ہو وہ امامت کرا سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اس مذہب کی سب سے بڑی معتبر کتاب ''ہدایہ، ص ١٠٣، باب الامامۃ جلد اول'' میں لکھا ہے:

"ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامراة اوصبی"

ترجمہ: ''یعنی مردوں کو جائز نہیں کہ عورتوں کی یا بچوں کی اقتدا میں نماز پڑھیں''

کہو حنفی بھائیو! اب آپ کا فیصلہ کیا ہے جائز مان کر حدیث کو سر آنکھوں پر رکھ کر محمدی بنو گے؟ یا نا جائز مان کر فقہ کو سر آنکھوں پر رکھ کر حنفی بنو گے؟

نماز میں کتر یونت:

(٦٥)"عن ابی حمید الساعدی قال فی نفر من اصحاب رسول اللہ ﷺ انا احفظکم لصلوة رسول اللہ ﷺ فاذا جلس فی الرکعة الاخرة قدم رجله الیسری ونصب الاخری وقعد علی مقعده"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور صحابہ

کرامؓ کی ایک جماعت کی موجودگی میں دعویٰ کرتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حافظ میں ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ کی نماز کا نقشہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ آخری رکعت میں بیٹھتے جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو بائیں پیر کو داہنی طرف نکال کر دائیں پیر کے نیچے کو زمین پر ٹکا کر بائیں سرین پر بیٹھتے'' (بخاری، مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص ۷۵، جلد اول)

یہ بخاری شریف کی روایت ہے ابوداؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے:

"حتی اذا کانت السجدۃ التی فیھا التسلیم اخر رجلہ الیسری وقعد متورکا علی شقہ الایسر"

ترجمہ: ''یعنی جس رکعت میں سلام پھیرنا ہوتا تو اس کے التحیات میں آپ تورک کر کے بیٹھتے بائیں جانب پر بیٹھتے بایاں پاؤں ایک طرف نکال دیتے''

ان صریح اور صحیح حدیثوں کو حنفی مذہب نہیں مانتا اس کا فرمان ہے:

"جلس فی الاخیرۃ کما جلس فی الاولی"

ترجمہ: ''یعنی آخری التحیات کی بیٹھک بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلی التحیات کی''

کہو حنفی بھائیو! اب کیا نماز اس طرح پڑھو گے جس طرح حنفی مذہب نے پڑھی یا اس طرح پڑھو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھی؟

تجارت کا مسئلہ:

(٦٦)"عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال البیعان بالخیار مالم یتفرقا الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ خرید و فروخت کرنے والے

دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ الگ الگ نہ ہو جائیں''

یہ حدیث صحیح اور صریح ہے کہ دو شخص جو لین دین کر لیں جب تک جدا نہ ہوں گاہک کو اور بیوپاری کو دونوں کو بیع کے باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ اس مذہب کی معتبر کتاب ''ہدایہ ص۲، ج ۳، کتاب البیوع'' میں لکھا ہے:

"واذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منہا الا من عیب او عدم رویۃ"

ترجمہ: ''یعنی جب ایجاب قبول ہو چکا بیع لازم ہوگی۔ دونوں میں سے ایک کو بھی اب اختیار باقی نہیں ہاں سودا عیب دار ہو یا دیکھا ہی نہ ہو تو اور بات ہے''

کہو حنفی بھائیو! تجارت محمدیؐ شرع پر کرو گے؟ یا حنفی مذہب پر؟

قانون شہادت:

(٦٧)"عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ قضی بیمین وشاھد"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ لے کر پھر مدعی کو قسم کھلا کر فیصلہ فرمایا'' (مسلم، مشکوٰۃ، ص ۳۲۷، ج ۲، باب الاقضیہ کتاب الامارۃ)

یہ حدیث کھلی دلیل ہے کہ ایک گواہ کے بعد دوسرا گواہ میسر نہ آنے پہ مدعی کی قسم پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اس صریح اور صحیح حدیث کو نہیں مانتا ان کی مذہبی کتاب ''ہدایہ، باب الیمین کتاب الدعویٰ ص ۱۸۷ جلد ۳'' میں لکھا ہے:

"ولا ترد الیمین علی المدعی"

ترجمہ: ''یعنی مدعی کی جانب قسم نہ لوٹائی جائے''

کہو حنفی بھائیو! حدیث وفقہ کے حکم کا اختلاف آپ کے سامنے ہے اب کیا آپ قانون مدنی کا احترام کریں گے؟ یا قانون کوفی کا؟

وتر میں اختلاف:

(٦٨)"عن سعد بن هشام .... يصلي تسع ركعات لا يجلس فيها الا في الثامنة فيذكر الله ويحمده ويدعوه ثم ينهض ولا يسلم فيصلي التاسعة ثم يقعد فيذكر الله ويدعوه ثم يسلم تسليما"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعت نماز پڑھتے آٹھویں رکعت میں ہی تشہد کے لئے بیٹھتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھ کر سلام پھرتے'' (مسلم، مشکوۃ ص ۱۱۱، ج اول، باب الوتر، کتاب الصلوۃ)

دوستو! کیا یہ حدیث صریح اور صحیح اس امر پر نہیں؟ کہ نو رکعت ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ کا حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ آٹھ سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی مکروہ (یعنی حرام) ہیں دیکھیئے آپ کے مذہب کی اول نمبر کی کتاب ''ہدایہ، ص ۱۲۷، جلد اول، کتاب الصلوۃ باب النوافل'' میں ہے:

"فاما نافلة الليل قال ابو حنيفة ان صلى ثمان ركعات بتسليمة جاز وتكره الزيادة على ذالك وقالا لا يزيد بالليل على ركعتين بتسليمة"

ترجمہ: ''یعنی امام ابو حنیفہؒ تو فرماتے ہیں رات کی نماز میں آٹھ رکعت تک تو ایک سلام سے پڑھ سکتا ہے اس سے زیادہ کا ایک سلام سے پڑھنا مکروہ

ہے اور ان کے دونوں شاگردان رشید فرماتے ہیں کہ ایک سلام سے دو رکعت سے زیادہ پڑھے ہی نہیں''

حنفی بھائیو! اب تم کہو امام صاحب کی مانو گے؟ یا ان کے شاگردوں کی؟ یا رسول اللہ ﷺ کی؟

قرآن دشمنی:

(٦٩)"عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة من لم يقرأ بفاتحة الكتاب"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں'' (متفق علیہ، مشکوۃ، ج ۱، ص ۷۸، کتاب الصلوۃ باب القراۃ)

لیکن حنفی مذہب اس کے برخلاف کہتا ہے کہ:

"وهو مخير في الاخيرين معناه ان شاء سكت وان شاء قراء وان شاء سبح"

ترجمہ: ''یعنی فرض نماز کی دو آخری رکعتوں میں نماز پڑھنے والا مختار ہے یعنی اگر چاہے چپ کھڑا رہے اگر چاہے سبحان اللہ کہہ لے''

(ہدایہ، ج ۱، ص ۱۲۸، کتاب الصلوۃ، فصل القراۃ)

قارئین میں یہاں مقتدی کی قراءت کے اختلاف میں بحث نہیں کر رہا ان پرانے مسائل کو تو میں نے اس مضمون میں چھوا بھی نہیں یہاں تو مسئلہ یہ ہے کہ حدیث کی رو سے کسی نماز کی کوئی رکعت بغیر الحمد شریف پڑھے نہیں ہوتی۔ لیکن حنفی مذہب اسے سرے سے مانتا ہے نہیں نہ صرف مقتدی کے حق میں بلکہ اکیلے نمازی کے لئے امام کے لئے بھی اس کا مسئلہ ہے کا ظہر عصر عشاء کی نماز میں اسے اختیار رہے کہ پچھلی دو

رکعتوں میں صرف سبحان اللہ کہہ کر رکوع کر لے۔ سورۃ فاتحہ کا بلکہ قرآن کا ایک لفظ بھی نہ پڑھے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی بلکہ سبحان اللہ بھی نہ کہے نہ قرآن پڑھے نہ الحمد پڑھے صرف ذرا سی دیر چپکے ہی چپکے کھڑا ہو کر بغیر پڑھے بھی سجدہ کر لے تو اسے اختیار ہے اب اے کلمہ گو بھائیو! تم رسول اللہ ﷺ کی مانو گے؟ یا حنفی مذہب کی؟

عدم وجوب قراءت:

(۷۰) ''اور لطف کی بات سنئے! فرض نماز کا تو حنفی مذہب میں یہ حکم ہے لیکن نفلی نمازوں میں وہ چاروں رکعتوں میں قراءت واجب مانتا ہے چنانچہ ''ہدایہ کے اسی صفحہ میں ہے:

"والقراءة واجبة فی جمیع رکعات النفل"

ترجمہ: ''یعنی نفلی نماز کی ہر ہر رکعت میں قراءت واجب ہے''

پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

"وان صلی اربعا ولم یقراء فیھن شیئا اعاد رکعتین"

ترجمہ: ''یعنی اگر کسی نے چار رکعت نفل نماز ادا کی اور چاروں میں قراءت نہیں کی تو اسے دو رکعتوں کو دہرانا چاہیئے''

اسے تو جانے ہی دیجیئے کہ یہ الٹ پلٹ کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں تو اس وقت اپنے دوستوں کو صرف یہ بتلانا ہے کہ حدیث جو اوپر کے نمبر پر گذری ہے آپ کے سامنے ہے اور اس کے بالکل برخلاف حنفی مذہب بھی آپ کے سامنے ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ جسے چاہیں مانیں جسے چاہیں جواب دیں؟

فرضوں کے ہوتے ہوئے سنتیں:

(۷۱)"عن ابی هريرة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة"

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب فرض نماز کی اقامت یعنی تکبیر ہوگئی پھر سوائے اسی فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں ہے" (مسلم، مشکوۃ، جلد اول، ص ۹٦، کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ)

لیکن حنفی مذہب کا فرمان ہے:

"من انتهى الى الامام فی صلوة الفجر وهو لم يصل ركعتی الفجر ان خشی ان تفوته ركعة ويدرك الاخرى يصلی ركعتی الفجر عند باب المسجد ثم يدخل"

ترجمہ: "یعنی جو شخص امام کے پاس پہنچے صبح کی نماز ہو رہی ہو اس نے دو رکعتیں سنت نہ پڑھی ہو تو اگر اسے خوف ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری جماعت سے پالے گا تو اسے چاہیئے کہ مسجد کے دروازے کے پاس دو رکعتیں سنت پڑھ کر پھر جماعت میں مل جائے"

حنفی بھائیو! اب کہو رسول اللہ ﷺ کا تو حکم ہے کہ جماعت کھڑی ہونے پر اور نماز حرام۔ حنفی مذہب کا حکم ہے کہ باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے گو ایک رکعت فوت بھی ہو جائے صبح کی دو سنتیں پڑھ لے۔ پس اہلحدیث کا مذہب تو یہ ہے کہ اس موقعہ پر حدیث مانی جائے فقہ چھوڑی جائے۔ اس وقت کسی اور کی حدیث کے مقابلے میں ماننا منع ہے۔ لیکن آج کل کی تقلید یہ ہے کہ حدیث چھوڑ دی جائے اور فقہ مانی جائے اب کہو تم مقلد رہو گے؟ یا محقق بنو گے؟ حدیث مانو گے؟ یا فقہ پر عمل

کرو گے؟

صبح کی قضا شدہ سنتوں کا وقت :

(۷۲)"عن محمد بن ابراهيم عن قيس بن عمر ورأى النبي ﷺ رجلا يصلي بعد صلوة الصبح ركعتين فقال رسول ﷺ صلوة الصبح ركعتين ركعتين فقال الرجل انى لم اكن صليت الركعتين اللتين قبلهما فصليتهما الان فكست رسول الله ﷺ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد ایک صحابی کو دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ نماز صبح تو دو ہی رکعت ہے اس نے جواب دیا کہ دو فرض صبح سے پہلے جو دو سنتیں ہیں میں نے نہیں پڑھی تھیں وہ میں نے اب ادا کیں ہی یہ سن کر نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے''

(رواہ ابوداؤد، مشکوۃ، ج ۱، کتاب الصلوۃ، باب اوقات الہی، ص ۹۵)

ترمذی میں ہے کہ آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں ۔ یہ حدیث کھلی دلیل ہے کہ جس شخص سے دو سنتیں چھوٹ گئی ہوں وہ بعد از فرض انہیں ادا کر سکتا ہے ۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ۔ وہ کہتا ہے کہ اگر صبح کی سنتیں کسی کی چھوٹ گئی ہوں وہ بعد از فرض سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا ۔ چنانچہ ''ہدایہ، جلد اول، ص ۱۳۲ کتاب الصلوۃ باب ادراک الفرضیہ'' میں لکھا ہے :

"اذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الفجر"

ترجمہ: ''یعنی جب کسی کی فجر کی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو وہ انہیں

سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا''

کہو حنفی بھائیو! کیا ارادہ ہے؟ ہم حدیث کو مانیں یا آپ کی فقہ کو؟

سنتیں گرادیں:

(۷۳) مندرجہ بالا حدیث کو پھر پڑھ لیجئے اس میں موجود ہے کہ صبح کی ان سنتوں کی قضا ہے لیکن حنفی مذہب سرے سے ان سنتوں کی قضا کا قائل ہی نہیں یہ تو آپ نے ہدایہ کی عبارت میں اوپر پڑھ لیا کہ سورج نکلنے سے پہلے ان کی قضا نہ کرے۔ اب سنئے اسی کتاب میں اسی صفحے میں اسی عبارت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"ولا بعد ارتفاعها"

ترجمہ: ''یعنی سورج چڑھ جانے کے بعد بھی ان قضا نہ کرے''

حنفی بھائیو! اب یہ آپ کی سمجھ پر موقوف ہے اور آپ کے ایمان پر کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کا فرمان مانیں؟ یا جس کی تقلید کرتے ہیں اس کا کہا کریں؟

حکم کے بدلے منع:

(۷٤)"عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو صبح کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا ہو وہ سورج نکلنے کے بعد انہیں پڑھ لے''

(ترمذی، ج ۱، ص ۵۹، کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس)

دوستو! یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اوپر کے نمبر کی فقہ کی عبارت بھی آپ کے سامنے ہے حدیث میں حکم، فقہ میں منع کہو اب عمل کس پر رہے گا؟

سنتوں کی قضا کو بھی گرا دیا:

(۷۵)"عن کریب قال رسول اللہ ﷺ یا ابنة ابی امیة سالت عن الرکعتین بعد العصر وانه اتانی ناس من عبد القیس فشغلونی عن الرکعتین اللتین بعد الظھر فھما ھاتان"

ترجمہ: ''مطلب یہ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد عبدالقیس کے لوگ آ گئے۔ اس مشغولی میں آپ سے ظہر کے فرضوں کے بعد کی دو سنتیں چھوٹ گئیں جنہیں آپ ﷺ نے بعد از نماز عصر قضا کیں''

(متفق علیہ، مشکوۃ ج ۱، ص ۹۵، کتاب الصلوۃ باب اوقات النبی)

یہ حدیث صاف ہے کہ سنتوں کی قضا کر سکتے ہیں لیکن حنفی مذہب اس صاف او صریح بخاری مسلم کی صحیح حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"واما سائر السنن سواھا لا تقضی بعد الوقت وحدھا"

ترجمہ: ''یعنی ظہر مغرب عشاء کی سنتیں جو چھوٹ گئی ہوں صرف انہیں وقت گزرنے کے بعد قضا نہیں کرتا ہے'' (ہدایہ، ج ۱، باب ادراک الفریضۃ، ص ۱۳۲)

اے حنفی بھائیو! اب کہو فیصلہ نبوی کو مانو گے یا مسئلہ ہدایہ کو؟

حنفی روزے کا نمونہ:

(۷۶)"عن ابی ھریرة فقال رسول اللہ ﷺ ھل تجد رقبة تعتقها الخ"(متفق علیہ، مشکوة، ج ۱، ص۱۷۶، کتا الصوم باب تنزیہ الصوم)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص رمضان شریف میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مل گیا تھا اسے رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا، یہ طاقت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزوں کا حکم دیا۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم فرمایا۔ یہ حدیث سامنے رکھ کر کفارہ کے اس مسئلے کو پڑھ کر اب حنفی مذہب کے اس مسئلے پر بھی نظریں ڈالو"ھدایہ، ج ۱، ص ۱۹۹، کتاب الصوم باب مایوجب القضاء" میں ہے:

"لو جامع میتة او بھیمة فلا کفارة انزل اولم ینزل"

ترجمہ: ''یعنی مردہ عورت سے اور چوپائے سے جو مجامعت کرے اس پر کفارہ نہیں ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو''

بلکہ فتاوٰی قاضی خان میں ہے:

"وکذا النائمة والمجنونة اذا جامعهما زوجها علیهما القضاء دون الکفارة"

ترجمہ: ''یعنی اسی طرح اگر کوئی سوئی ہوئی عورت سے دیوانی عورت سے ان کا خاوند جماع کر لے تو ان پر قضا ہے کفارہ نہیں''

میں اس مسئلے پر کچھ نہیں لکھتا صرف آپ سے یہ عرض ہے کہ حدیث میں صاف موجود ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے جماع رمضان شریف کے روزے کی حالت

میں کیا اسے اللہ کے رسول ﷺ نے کفارہ دینے کو فرمایا۔ لیکن حنفی مذہب نے سوئی ہوئی عورت دیوانی عورت مردہ عورت سے رمضان شریف میں روزے کی حالت میں جماع کرنے والے کو کفارہ سے آزاد کر دیا ہے۔ اب فرمایئے! غیرت، حمیت، سمجھ، فقہ، قیاس، ایمان، عدل، انصاف، فراست، دانائی، بھلائی، برائی، کی تمیز انسانیت اور اسلام کسے قبول کرتا ہے؟ اور کسے رد کرتا ہے؟

سودخوری:

(۷۷)"عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ الربى سبعون جزأ ايسرها ان ينكح الرجل امه"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سود کے ستر (۷۰) گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے نکاح کرے''

(رواه ابن ماجه مشکوة مجلد اول، ص ۲٤٦، كتاب البيوع، باب الربو)

سود کی حرمت اور اس حرمت کی سختی آپ کو معلوم ہوگئی۔ حدیث کا رخ آپ کے سامنے آگیا، اب آیئے حنفی مذہب کو دیکھئے، اس کی معتبر کتاب "هدايه مجلد سوم، ص ۷۰، کتاب البيوع باب الربو" میں ہے:

"ولا بين المسلم والحربی فی دارلحرب"

ترجمہ: ''یعنی مسلمان اور حربی کافر میں دارالحرب میں سود لینے میں کوئی حرج نہیں''

مسلمان حنفی بھائیو! اب فرمایئے حدیث کو مان کر فقہ کے اس مسئلے کو غلط کہو گے؟ یا فقہ کو مان کر اس حدیث کو رد کرو گے؟

حلالہ کی لعنت:

(۷۸)"عن عبداللہ بن مسعود قال لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی جو حلالہ کرے اور اس پر بھی جس کے لئے حلالہ کیا جائے''

(رواہ الدارمی وابن ماجہ مشکوۃ جلد دوم ص۲۸۴، کتاب النکاح باب المطلقہ ثلثا)

تین طلاقیں جس عورت کو دیدی جائیں پھر اس سے دوسرا اس لئے اور اس شرط پر نکاح کرے کہ دخول کرتے ہی طلاق دے دے گا تاکہ تین طلاقیں دینے والے شوہر کے لئے یہ حلال ہو جائے اسے حلالہ کہتے ہیں۔ اس فعل کے کرنے کرانے والے دونوں بزبان رسول اللہ ﷺ ملعون ہیں۔ اور یہ فعل باعث لعنت ہے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے کہ ایسا کرنے سے یہ عورت اس مرد کے لئے حلال ہو جائے گی چنانچہ "ھدایہ، جلد اول، ص ۳۸۰، کتاب الطلاق فصل فی ماتحل الخ" میں ہے:

"فان طلقھا بعد وطئھا حلت"

ترجمہ: ''یعنی حلالہ کرنے والے نے اسے طلاق دیدی بعد مجامعت کرنے کے تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگئی''

خیال فرمائیے کہ اللہ کے رسول ﷺ رسولوں کے سرتاج جس کام کو حرام اور لعنت کا باعث کہیں حنفی مذہب اسے حلال کر دینے کا باعث کہتا ہے کہو حنفی بھائیو! اب کسے مانو گے؟ حدیث کو یا فقہ کو؟

ایک کو تین کر دیا:

(۷۹)"ان ابا الصہبا قال لابن عباس اتعلم انما کانت الثلاثة تجعل واحدة علی عهد النبی ﷺ وابی بکر وثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ ایک دفعہ کی ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے اور ابوبکرؓ کے زمانے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال کے زمانے تک ایک ہی شمار ہوتی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسی تین طلاقیں ایک ہی کر دی جاتی تھیں''

(صحیح مسلم شریف،جلد اول ،ص۴۷۸،باب طلاق الثلاث)

یہ صحیح حدیث صریح ہے کہ جو شخص تینوں طلاقیں ایک ساتھ اپنی بیوی کو دے وہ شمار میں اور حکم میں ایک ہی کے ہو سکتی ہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و کان عاصیا"

ترجمہ: ''یعنی اگر کسی شخص نے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں یا ایک ہی طہر میں تین دیدیں تو ہے وہ گنہگار ہے وہ طلاق طلاق بدعت لیکن واقع ہو جائے گی''

پس حدیث میں تو تھا کہ ایسی تین طلاقیں ایک کر دی جائیں گی، اور حنفی مذہب میں ہے کہ وہ تین رہیں گی۔ اب تم کہو حنفی بھائیو! تین یا ایک؟

حرام کو حلال کر دیا:

(۸۰) "عن عقبة بن الحارث انه تزوج ابنة لابی اهاب بن عزيز فاتت امراة فقالت قد ارضعت عقبة والتي تزوج بها فقال لها عقبة ما اعلم انك قد ارضعتني ولا اخبرتني فارسل الى آل ابی اهاب فسئالهم فقالوا ما علمنا ارضعت صاحبتنا فركب الى النبی ﷺ بالمدينة فساله فقال رسول الله ﷺ كيف وقد قيل ففارقها عقبة ونكحت زوجا غيره"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے اپنا نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اس نے کہا کہ میں نے عقبہ کو بھی اپنا دودھ پلایا ہے اور جس سے اس نے نکاح کیا ہے اسے بھی اپنا دودھ پلایا ہے۔ سیدنا عقبہؓ نے کہا مجھے علم نہیں کہ میں نے تمہارا دودھ پیا ہو اور نہ تم نے کبھی اس کی خبر مجھے آج سے پہلے دی۔ پھر اپنی سسرال آدمی بھیج کر پچھوایا وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ اس عورت نے ہماری بچی کو دودھ پلایا ہو اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اب سیدنا عقبہؓ سوار ہو کر مدینہ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسے اپنے گھر میں کیسے رکھ سکتے ہو؟ جبکہ یہ بات کہی گئی؟ چنانچہ سیدنا عقبہؓ نے انہیں الگ کر دیا اور انہوں نے دوسرے کسی سے اپنا نکاح کر لیا''

(رواه البخاری، مشكوة ج دوم، ص ۲۷٤، كتاب النكاح، باب المحرمات)

میرے اسلامی بھائیو! یہ ہے حدیث، یہ ہے فیصلہ محمدی، یہ ہے قانونی مدنی، یہ ہے حکم سرکار مکی۔ اب اپنے فقہی مذہب کا فیصلہ سنو "ھدایہ جلد دوم، ص ۳۳٤، کتاب

الرضاع"میں ہے:

"ولا یقبل فی الرضاع شہادۃ النساء منفردات"

ترجمہ: ''یعنی دودھ پلائی کے بارے میں صرف عورتوں ہی کی شہادت ہو تو وہ نامقبول ہے''

کہو حنفی بھائیو! صرف ایک عورت کی شہادت سے رسول اللہ ﷺ نکاح کو باقی نہ رہنے دیں صرف ایک عورت کی شہادت سے دودھ پلائی کا فیصلہ دیں اور آپ کا مذہب کہے کہ ایک چھوڑ کئی ایک عورتیں بھی ہوں تاہم ان کی شہادت مقبول نہیں۔اب فرمایئے اسے مانیں یا اسے؟

اونچی آواز کی بسم اللہ:

(۸۱) ''سبحان اللہ! کتاب کھولتے ہی کیا حدیث سامنے آئی ہے جس نے تمام معاملہ صاف کر دیا جو مجھ گونگے کی تمام باتیں آپ کے سامنے ظاہر کر دے گی اور میرا جو مطلب ہے وہ آپ کو سلجھا کر سمجھا دے گی جانے دیجئے حدیث کی کتابوں کو اس وقت میرے سامنے حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ''ہدایہ ہے مجتبائی مطبع کی چھپی ہوئی ہے پہلی جلد ہے ص ۸۷ ہے اس میں پانچویں سطر میں تحریر ہے کہ:

"وقال الشافعی یجھر بالتسمیۃ عند الجھر بالقراءۃ لما روی ان النبی علیہ السلام جھر فی صلوتہ بالتسمیۃ"

ترجمہ: ''یعنی شافعیوں کا مذہب ہے کہ جب اونچی آواز سے قراءت پڑھنی ہو تو "بسم اللہ الخ" بھی اونچی آواز سے پڑھے ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کو بآواز بلند پڑھتے تھے''

لیکن حنفی مذہب کیا ہے اس مصنف ہدایہ سطر ۴ میں بیان کر چکے ہیں کہ ''یسر بھما'' یعنی اعوذ کو اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھے۔دلیل یہ کہ ابن مسعودؓ یہی فرماتے ہیں۔آپ نے یہ بٹوارہ دیکھا؟ یہ تقسیم سمجھ آئی؟ کہ ایک دلیل پر تو شافعی عمل کرے دوسری پر حنفی عمل کرے۔اب اے شافعیوں! اور اے حنفیوں !سنو،محمدی کہتے ہیں کہ اگر فی الواقع کوئی دلیل ہے تو جیسے اس کی تابعداری اس کی ایک حنفی پر ہے شافعی پر بھی ہے اور جیسے شافعی پر ہے حنفی پر بھی ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک دلیل کو حنفی ٹال دے اور ایک دلیل کو شافعی ٹال دے۔

ایک باپ کے اگر دو بیٹے ہوں تو دونوں بیک وقت باپ کو باپ کہہ سکتے ہیں۔اس کے کیا معنی؟ کہ ایک باپ کہے تو دوسرا منہ پھلا کر روٹھ جائے کہ میں نہیں کہتا اس لئے کہ یہ کہتا ہے پھر دوسرا باپ کو باپ کہے تو یہ پہلا روٹھ جائے اور منائے نہ منے کہ صاحب یہ چونکہ اسے باپ کہتا ہے اس لئے ناممکن ہے کہ میں کہہ دوں۔اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روٹھنا چھوٹنا چھوڑو جب اسی باپ کے بیٹے تم ہو اور اسی کے یہ ہیں تو لامحالہ دونوں ہی کو ماننا پڑے گا۔اس ضد کو چھوڑ دو کہ یہ باپ کہتا ہے تو میں نہیں کہوں گا اس حدیث پر میں عمل نہیں کروں گا اس لئے کہ شافعی اس پر عمل کرتا ہے۔اور وہ کہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا اس لئے کہ حنفی اس پر عمل کرتا ہے اس تفرقے کو مٹا دو اور سب مل کر ہر حدیث پر عمل کرو۔بے شک حدیث میں دونوں چیزیں مروی ہیں آہستہ ''بسم اللہ'' پڑھنا بھی اور بلند آواز سے پڑھنا بھی۔اگر کوئی صاحب پوری بحث اس کی دیکھنا چاہتے ہوں تو وہ درایہ کو ملاحظہ فرمائیں۔یہاں ہمارا مقصود یہ ہے کہ صحیح اور صریح حدیث میں موجود ہے کہ نبی ﷺ اونچی آواز سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھتے تھے،لیکن کیا مجال! جو ایک حنفی عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی اس پر عمل کر لے۔محض اس لئے کہ حنفی مذہب میں نہیں اس لئے حنفی وہی ہے جو

اونچی آواز کی ''بسم اللہ الخ'' کو نا جائز کہے۔ شمع محمدی کے ناظرین ہمیں اب اپنا فیصلہ سنائیں کہ کیا وہ اس حدیث پر عمل حرام جانیں گے یا جائز کہیں گے؟

بلند کو پست کر دیا:

(۸۲) ایک موسمی مسئلہ لیجئے:

"عن ابن عمر انہ کان اذا غدا یوم الفطر ویوم الاضحی یجھر بالتکبیر"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو با آواز بلند تکبیریں پڑھتے'' (دارقطنی) (بیہقی میں مرفوعاً بھی ہے) ص۲۹۔

خود قرآن نے رمضان کے ذکر کے ساتھ فرمایا ہے:۔

"ولتکبروا اللہ علی ما ھدا کم"

ترغیب و ترہیب میں حدیث ہے کہ عید کی زینت اسی تکبیر سے ہے۔

صحابہ کرامؓ عید میں آتے جاتے اور عید گاہ میں با آواز بلند تکبیر پڑھتے رہتے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ "ھدایہ جلد اوّل ص۱۵۳، باب العیدین" میں ہے۔

"ولا یکبر عند ابی حنیفۃ فی طریق المصلی"

ترجمہ: ''یعنی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک میٹھی عید میں عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر نہ پڑھے''

کہیے حنفی بھائیو! اب حدیث مانوگے؟ یا فقہ؟

اپنی طرف سے شرط بنالی:

(۸۳)"عن ابن عمر ان عمر سال النبی ﷺ قال کنت نذرت فی الجاهلیة ان اعتکف لیلة فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرک"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا، آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو'' (متفق علیہ مشکوۃ ج۱،ص۱۸۳،کتاب الصوم باب الاعتکاف)

پس صاف ظاہر ہے کہ اعتکاف کے لئے روزے کی شرط نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہوتا۔ لیکن حنفی مذہب اس صحیح صریح حدیث کے خلاف کہتا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ چنانچہ "ھدایہ، ج۱، باب الاعتکاف، ص۲۰۹" میں ہے:

"والصوم من شرطه عندنا"

ترجمہ: ''یعنی اعتکاف کے لئے روزہ ہمارے نزدیک شرط ہے''

اب اے حنفی بھائیو! آپ فرمائیے آپ کے نزدیک کیا ہے؟ حنفی مذہب کے نزدیک جو ہے وہ؟ اور حدیث کے نزدیک جو وہ تو آپ نے دیکھ لیا۔

وقت قربانی:

(۸٤)"عن جندب بن عبد الله شهدت الاضحی یوم النحر مع رسول الله ﷺ فلم یعد ان صلی وفرغ من صلوته وسلم فاذا هو یری لحم

اضاحی قد ذبحت قبل ان یفرغ من صلوته فقال من کان ذبح قبل ان یصلی او تصلی فلیذبح مکانہا الاخری الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے نماز عید سے فارغ ہوتے ہی قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز کی فراغت سے پہلے ہی قربان کردی گئی تھیں تو آپ نے فرمایا جس نے نماز پڑھنے سے پہلے یا فرمایا نماز پڑھ لی جائے اس سے پہلے جس نے قربانی کی ہو اس کی جگہ اور قربانی کرنی چاہیئے''

(متفق علیہ، مشکوۃ، جلد اول، ص۱۲۹، کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ)

یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ شہر کے اردگرد رہنے والے دیہاتی تو بعد فجر قربانی کر لیں چنانچہ "هدایه، جلد چهارم، ص٤٢٩، کتاب الاضحیه" میں ہے:

"فاما اهل السواد فیذبحون بعد الفجر"

ترجمہ: ''یعنی شہر کے آس پاس کے رہنے والے فجر کے بعد اپنی قربانیاں کرلیں''

کہو حنفی بھائیو! حدیث مقبول یا فقہ؟ اور مردود کون؟

حدیث کا مقابلہ حیلے سے:

(۸۵) اسی کی حدیث ۸۴ کو دوبارہ پڑھ جائیے اس میں یہاں تک تاکید ہے کہ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کرلی تو اسے دوبارہ قربانی کرنی پڑے گی۔ لیکن حنفی مذہب کہتا ہے:

"وحیلة المصری اذا اراد التعجیل ان یبعث بها

الی خارج المصر فیضحی بھا کما طلع الفجر"

ترجمہ: ''یعنی شہری لوگ اگر جلدی سے قربانی کر لینا چاہیں تو وہ یہ حیلہ کرلیں کہ اپنی قربانی کے جانور کو شہر کے آس پاس کہیں بھیج دیں اور وہاں طلوع فجر کے بعد ہی قربانی ہو جائے''

کہو حنفی بھائیو! حیلے سے حکم حدیث کو باطل کرنا منظور یا حکم حدیث کے خلاف حیلوں کو کچل ڈالنا منظور؟

فعل رسول ﷺ کو مکروہ کہنا:

(۸۶)"عن ابن عباس قال صلی رسول اللہ ﷺ الظھر بذی الحلیفة ثم دعا بنا قته فاشعرھا فی صفحة سنا مھا الا یمن الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھ کر اپنی قربانی کی اونٹنی کے کوہان کے دائیں جانب اشعار کیا'' (رواہ مسلم)

یہ حدیث مسلم میں بھی ہے بخاری میں بھی اشعار کی حدیث ہے۔ اشعار اس لئے ہوتا ہے کہ یہ نشان ہے قربانی کے جانور کا، اونٹ کی کوہان کے دائی جانب زخم کر کے لہو پوچھ ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام نبی کریم ﷺ نے کیا۔ بخاری مسلم میں موجود ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے مکروہ کہتا ہے "ھدایہ ،جلد اول، کتاب الحج فصل ،ص۲۳۶" میں ہے:

"والاشعار مکروہ عند ابی حنیفة"

ترجمہ: ''یعنی یہ اشعار امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے''

کہو مقلد بھائیو! اب آپ امام صاحب کی مان کر فعل رسول اللہ ﷺ کو مکروہ کہو گے؟ یا رسول اللہ ﷺ کی مان کر اُس مسئلے کو مکروہ کہو گے؟

جنازہ میں فاتحہ:

(۸۷)"عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة"

ترجمہ: "یعنی ابن عباسؓ نے جنازے کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور اور فرمایا تا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے" (رواه البخاری ،مشکوة،ج۱،ص۱۴۵،کتاب الجنائز باب المشی الخ)

حدیث میں عام طور پر آچکا ہے کہ بغیر سورۃ فاتحہ کے کوئی نماز نہیں لیکن حنفی مذہب جنازے کی نماز میں امام مقتدی کسی کے لئے بھی سورۃ فاتحہ کا قائل نہیں ۔ ہدایہ میں ہے "البداية بالثناء الخ"(ص ۱٦٠،ج۱،كتاب الصلوة فی فصل الصلوة على الميت) یعنی جنازے کی نماز میں ثناء پڑھا کر درود پڑھ کر میت کے لئے استغفار کرے ۔ کہو حنفی بھائیو! یوں تو فاتحہ خوانی کی دھوم مچی رہتی ہے، قبر پر فاتحہ ، گھر پر فاتحہ، چالیس قدم پر فاتحہ، نماز جنازہ کے بعد فاتحہ، لیکن جہاں سورۃ فاتحہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے وہاں سے تم نے فاتحہ کا خاتمہ ہی کر دیا اب حدیث سن لی اب کیا کرو گے؟ اب کیا کہو گے؟ اسی پرانی روش پر چل کر غیر جگہ تو فاتحوں کی بھرمار کرو گے؟ اور حدیث کی مسنون جگہ نام بھی نہ لو گے؟ یا اب وہ کرو گے جو سنت ہے؟

جنازے کی نماز میں پانچ تکبیریں:

(۸۸)"عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال کان زید بن ارقم یکبر علی جنائزنا اربعا وانه کبر علی جنازة خمسا فسالناه فقال کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یکبرها"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز چار تکبیروں سے پڑھاتے تھے۔ایک مرتبہ پانچ تکبیروں سے پڑھائی تو ہم نے سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پانچ تکبیروں سے پڑھائی ہے''

الحمد للہ اہلحدیث کا سب حدیثوں پر عمل ہے وہ چار سے جائز مانتے ہیں اور پانچ کو فعل رسول ﷺ سمجھ کر سر آنکھوں پر چڑھاتے ہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ پانچ تکبیروں سے اس قدر بیزار ہے کہ ہدایہ میں حکم ہے:

"ولو کبر الامام خمسالم یتابعه المؤتم"

ترجمہ: ''یعنی اگر کوئی امام پانچویں تکبیر کہے تو مقتدی ہرگز اس کی تابعداری نہ کرے'' (ملاحظہ ہو کتاب الصلوة فصل الصلوة علی المیت ص ۱٦٠،ج۱ هدایه)۔

کہو حنفی بھائیو! کیا ارادہ ہے؟ حدیث رسول ﷺ مانو گے؟ یا فقہ حنفی؟

عورت کے جنازے کی نماز:

(۸۹)"عن سمرة بن جندب قال صلیت ورآء

رسول اللہ ﷺ علی امرأة ماتت فی نفاسها فقام وسطها"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نفاس نے مری ہوئی ایک عورت کے جنازے کی نماز پڑھائی تو میت کے درمیان میں کھڑے ہوئے''

(متفق علیہ،مشکوۃ جلد اول ،ص ۱۴۵،کتاب الجنائز،باب المشی بالجنائز)

ظاہر ہے کہ امام کو عورت کے جنازے کی نماز کے پڑھانے کے لئے جنازے کے درمیان کی جگہ کھڑا ہونا چاہیئے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"ویقوم الذی یصلی علی الرجل والمراة بحذاء الصدر"

ترجمہ: یعنی مردوعورت دونوں کے جنازے کی نماز میں امام کو ان کے سینے کے بالقابل کھڑا ہونا چاہیئے'' (ھدایہ ج ۱ ص ۱۶۱، کتاب الصلوۃ،فصل فی الصلوۃ علی المیت)

مرد کے جنازے کی نماز:

(۹۰)"عن نافع ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازة رجل فقام حیال راسه الخ"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا انسؓ مرد کے جنازے کی نماز پڑھاتے ہوئے اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے''

(رواہ الترمذی وابن ماجہ،مشکوۃ جلد اول،ص ۱۴۷،باب المشی بالجنائز کتاب الجنائز)

حنفی مذہب اس حدیث کو بھی نہیں مانتا اوپر کے نمبر میں ہدایہ کی عبارت موجود ہے پڑھ لیجئے ،حکم مذہب حنفی یہ ہے کہ سینے کے مقابل کھڑا ہو پس اے حنفی بھائیو! اب کیا مانو گے؟ حدیث کا حکم؟ یا فقہ کا حکم؟

بے جنازے کی میت:

(۹۱)"عن المغیرة ابن شعبة ان النبی ﷺ قال والسقط یصلی علیه ویدعی لوالدیه بالمغفرة والرحمة"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کچا بچہ ماں کے پیٹ سے گر پڑا ہو (جس میں جان نہ ہو) اس کے جنازے کی بھی نماز پڑھی جائے اور اس کی ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کی جائے''

(ابو دائود و مشکوة،ج۱،ص۱٤٦،کتاب الجنائز باب المشی الخ)

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ:

"ومن لم یستهل ادرج فی خرقة کرامة لبنی آدم ولم یصل علیه"

ترجمہ: ''یعنی جو بچہ پیدا ہو کر چلائے نہیں اسے چونکہ وہ انسان ہے ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے''

کہو حنفی بھائیو! اب اپنے بچوں کو بے نماز ہی رکھ کر حنفی بنو گے؟ یا ان پر نماز پڑھ کر اور ان کے ماں باپ کے لئے دعا مانگ کر محمدی بنو گے؟

توہین رسول ﷺ:

(۹۲)"عن علی رضی الله عنه ان یهودیة کانت تشتم النبی ﷺ وتقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل النبی ﷺ دمها"

ترجمہ: ''یعنی ایک یہودیہ عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی اور

آپ کی شان میں گستاخی سے پیش آتی تھی ایک صحابی نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کو مار ڈالا رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی سے کوئی قصاص نہ لیا بلکہ اس کا خون برباد کر دیا اور صحابی کو معاف فرما دیا'' (رواہ ابو داؤد، ج دوم، ص ۶۰۰)

بلکہ اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"الا اشهد وا ان دمها هدر"

ترجمہ: ''یعنی اے لوگو! تم گواہ رہو اس کا خون رائگاں ہے کوئی قصاص نہیں''

اس حدیث کے مطابق اہلحدیث کا مذہب ہے کہ پیغمبر انس و جن جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو ذمی کافر گالیاں دے آپ کی شان میں بے ادبی کرے اس کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ وہ شرعاً واجب القتل ہے۔ لیکن آہ اس حرمت کو حنفی مذہب نے توڑ دیا وہ صاف لکھتا ہے:

"ومن امتنع من الجزية او قتل مسلما او سب النبي عليه السلام او زنى بمسلمة لم ينتقض عهده"

ترجمہ: ''یعنی جو ذمی کافر جزیئے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے یا نبی کریم ﷺ کو گالیاں دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو بھی اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا''

حنفی بھائیو! دونوں مذہب و مسلک آپ کے سامنے ہیں فرمایئے کونسا مقبول اور کونسا مردود؟

خون مسلم کی ارزانی:

(۹۳) "عن علی ان النبی ﷺ الا لا يقتل مسلم بكافر"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے'' (ابوداؤد،نسائی،مشکوۃ،ج دوم،کتاب القصاص،ص ۳۰۱)

یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اس میں صاف ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان مارا نہ جائے۔

لیکن حنفی مذہب اس حکم محمدی کو نہیں مانتا وہ اپنا حکم اس کے خلاف جاری کرتا ہے کہتا ہے:

''والمسلم بالذمی''

ترجمہ: ''یعنی ذمی کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کردیا جائے''

(هدایه جلد چهارم ص٥٤٦ باب مایوجب القصاص)

کہو حنفی بھائیو! تم حکم محمدی مانو گے یا حکم حنفی؟

غلاموں سے بے انصافی:

(٩٤)"عن الحسن عن سمرة قال قال رسول الله ﷺ من قتل عبده قتلناه ومن جدع عبده جدعناه"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے ہم اسے اس کے بدلے قتل کریں گے اور جو اس کے اعضا کاٹ دے ہم بھی اس کے بدلے میں اس کے اعضا کاٹ دیں گے اور جو اپنے غلام کو خصی کر ڈالے اس کا بدلہ بھی اس سے یہی لیا جائے گا'' (مشکوۃ،ج۲،ص۳۰۱،کتاب القصاص)

رکار مدنی کا فیصلہ سن چکے اب کوفی سلطنت کا فیصلہ ملاحظہ کریں۔"هدایه

جلد چھارم ،ص٥٣٨،باب مایوجب القصاص" میں ہے:

"ولا یقتل الرجل بعبدہ ولا مدبرہ ولا مکاتبہ ولا بعبدہ ولدہ"

ترجمہ: ''یعنی کسی کو اس کے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے ،اس غلام کے بدلے بھی نہیں جسے اس نے اپنے مرنے کے بعد آزاد ہونے کی کہہ دی ہو،اس کے بدلے بھی نہیں جس نے اسے لکھ دیا ہو کہ جب میں اپنی رقم ادا کردوں تو آزاد ہوں ،اوراس کے بیٹے کے غلام کے قتل کے بدلے بھی اسے قتل نہ کیا جائے''

سنا آپ نے ؟ حدیث میں تو ہے کہ اپنے غلام کے قتل کے بدلے بھی قتل کردیا جائے ۔حنفی مذہب کہتا ہے اپنی اولاد کے غلام کے بدلے بھی قتل نہ کیا جائے ۔

اسلامی مساوات پرضرب:

(٩٥)اوپر کی حدیث کو دوبارہ پڑھ جایئے اور پھر ہدایہ کھول کر اس کی چوتھی جلد نکال کر صفحہ پانچ سوتر پن نکالیئے ،وہاں باب ہے ''باب القصاص فیما دون النفس" اس باب کے اس صفحہ کی آخری سطر دیکھیئے وہاں لکھا ہوا ہے:

"ولا قصاص بین الرجل والمرأۃ فیما دون النفس ولا بین الحر والعبد ولا بین العبدین "

ترجمہ: ''یعنی عورت اورمرد کے درمیان جان لینے کے علاوہ اور باتوں میں قصاص نہیں ہے نہ آزاد اور غلام کے درمیان ہے نہ دو غلاموں کے درمیان''

آپ نے خیال فرمایا؟ حدیث میں تو ہے کہ جو آزاد جس غلام کا ہاتھ کاٹ دے یا پاؤں کاٹ دے تو اس کا بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔لیکن حنفی مذہب اس فرمان رسول ﷺ کو توڑ دیتا ہے۔وہ کہتا ہے کہاں غلام کہاں آزاد؟ غلام اور آزاد میں فرق کرو، غلام کے ہاتھ کے بدلے آزاد کا ہاتھ نہ کاٹو۔کہو مسلمانو! وہ مساوات جس پر تمہیں ناز تھا کیا ہوئی؟ اب بتاؤ حنفی مذہب اچھا یا محمدی مذہب اچھا؟

غلاموں پر ظلم:

(۹۶) آپ نے ۹۴ کی حدیث میں پڑھا ہے کہ خصی کرنے کا قصاص خصی کرنا ہے گو آقا اور غلام کے درمیان ہو، لیکن حنفی مذہب اس قانون محمدی کی بھی قانون شکنی کرکے کہتا ہے کہ یہی نہیں بلکہ سرے سے اس میں قصاص ہی نہیں چنانچہ "هدایه ،جلد چهارم ،ص۵۵۵،کتاب الجنایات باب القصاص" میں ہے:

"ولا قصاص في اللسان ولا في الذكر"

ترجمہ: ''یعنی زبان اور پیشاب گاہ میں قصاص نہیں''

حنفی دوستو! حدیث کو حکم ہے کہ دوسرے کو خصی کرنے والے کو خصی کر دیا جائے گا اور فقہ کا حکم ہے کہ خصی کرنے والے سے قصاص نہ لیا جائے یہ دونوں آپ کے سامنے ہیں اور دونوں میں مخالفت ہے اب آپ کو اختیار ہے اقرار کا بھی اور انکار کا بھی؟

مسلمان کو کافر کے برابر کر دیا:

(۹۷)"عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال خطب رسو الله ﷺ عام الفتح ثم قال ......دية

الکافر نصف دیت المسلم"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کافر کی دیت مسلمان سے آدھی ہے'' (ابو داؤد،مشکوۃ شریف جلد دوم،ص۳۰۲،کتاب القصاص،باب الدیات)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"دیت المسلم والذمی سواء"

ترجمہ: ''یعنی مسلمان اور کافر کی دیت یکساں اور برابر ہے''

(ھدایہ،ج٤،کتاب الدیات،ص٥٦٩)

کہو دوستو! اب آپ جس وقت جج کی کرسی سنبھالیں گے اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے کسی ذمی کافر کی آنکھ پھوٹ گئی یا ہاتھ ٹوٹ گیا تو محمدی مذہب کے مطابق آدھی دیت اس سے دلوائیں گے؟ یا حنفی مذہب کے مطابق پوری دیت؟ حدیث کے مطابق اسلام و کفر میں فرق کریں گے یا فقہ کے مطابق دونوں کو ایک درجہ دیں گے؟

قصر نماز کا مسئلہ:

(۹۸)"عن عائشۃ قالت کل ذلک قد فعل رسول اللہ ﷺ قصر الصلوۃ واتم"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے سفر میں نماز قصر بھی کی ہے اور پوری بھی پڑھی ہے'' (شرح السنۃ،مشکوۃ،ج١،کتاب الصلوۃ،باب صلوۃ السفر،ص١١٨)

اسی لئے سفر میں نماز پوری پڑھ لینا اہلحدیث کے نزدیک گناہ نہیں لیکن حنفی مذہب اس کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"فرض المسافر فی الرباعیۃ رکعتان لا یزید

علیہما“

ترجمہ: ”یعنی مسافر پر چار رکعت والی نماز میں دو ہی فرض ہیں ان پر زیادتی نہ کرے“ (ھدایہ، ج۱، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ المسافر، ص۱۴۵)

کہو حنفی بھائیو! اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟

کتنے دن تک ٹھہرنا ہو تو قصر کرے:

(۹۹) ”عن ابن عباس قال سافر النبی ﷺ سفرا فاقام تسعة عشر یوما یصلی رکعتین رکعتین، قال ابن عباس فنحن نصلی فیما بیننا وبین مکة تسعة عشر رکعتین فاذا اقمنا اکثر من ذالک صلینا اربعا“

ترجمہ: ”یعنی رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اپنے سفر میں ایک جگہ انیس دن تک ٹھہرے رہے اور نماز قصر کرتے رہے یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھتے رہے“ (بخاری، مشکوۃ، ج۱، ص۱۱۸، کتاب الصلوۃ باب صلوۃ السفر)

آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مکہ مدینہ کے درمیان انیس دن تک تو نماز قصر کیا کرتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھتے ہیں ۔ یہ حدیث بہت صاف ہے کہ جو مسافر کسی جگہ انیس دن یا اس سے کم رہنا چاہتا ہو تو وہ انیس دن تک نماز قصر کر سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

”ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما أو اکثر“

ترجمہ: ''یعنی پندرہ دن یا اس سے زیادہ کہیں ٹھہرنے کا ارادہ ہوتو پھر وہ مسافر کے حکم میں نہیں اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے''

آپ نے خیال فرمایا حدیث میں انیس دن کا حکم ہے لیکن حنفی مذہب پندرہ دن کا حکم دیتا ہے۔ اب فرمایئے کہ اس مسئلے سے ناواقف رہ کر رسول اللہ ﷺ نے غلطی کر کے انیس دن تک نماز قصر کی یہ مانو گے؟ یا یہ مانو گے کہ حکم انیس دن کا ہی ہے لیکن فقہ کے ان مصنفین نے غلطی کر کے پندرہ کا حکم کر دیا؟

حد سفر میں حدیث وفقہ کا اختلاف:

(۱۰۰)"عن یحیی بن یزید الھنائی قال سألت انس بن مالک عن قصر الصلوۃ فقال کان رسول اللہ ﷺ اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او ثلاثۃ فراسخ شعبۃ الشاک صلی رکعتین"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا انسؓ سے نماز کو قصر کرنے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ (شعبہ راوہ کو شک ہے) کے سفر کو نکلتے تو نماز قصر کرتے'' (مسلم، ج۱، مع نووی، ص۲۴۲، کتاب صلوۃ المسافرین)

اس صحیح حدیث کے مطابق اہلحدیث کا مذہب ہے کہ تین فرسخ یعنی نو میل کا سفر جسے کرنا ہو وہ نماز قصر پڑھ سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ لکھتا ہے:

"السفر الذی یتغیر بہ الاحکام ان یقصد مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیھا"

ترجمہ: ''یعنی سفر کے احکام اس سفر پر مرتب ہوتے ہیں جس میں تین

دن تین راتوں کی مسافت طے کرنے کا قصد ہو''

حنفی بھائیو! اب فرمائیے آپ حدیث کے مطابق نومیل معتبر مانیں گے؟ یا تین دن تین رات؟

ایک حنفی مولوی کے اعتراض:

میں نے جب یہ سلسلہ اپنے اخبار محمدی میں شروع کیا تھا اس وقت ایک صاحب کا خط میرے پاس پہنچا تھا اور میں نے اسی مضمون کے سلسلے میں اس کا جواب لکھا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پورا کا پورا جواب کتاب شمع محمدی کے قارئین کے سامنے رکھ دوں تاکہ وہ جان لیں کہ ان مضامین کا جواب ان کے علماء کے پاس کیا ہے؟ واللہ الموفق۔

خط:

آرہ کے حنفی مدرسے سے ایک حنفی مولوی صاحب مسمی محمد عیسیٰ صاحب کا نہایت غیظ وغضب بھرا ایک خط ہمیں ملا ہے جس میں ہمیں بہت کچھ برا بھلا کہہ کر شمع محمدی والے مضمون پر کچھ اعتراض کیئے ہیں۔ ہمیں ایسے خطوط پڑھنے اور گالیاں سننے کی ایسی عادت پڑگئی ہے کہ اب یہ معمولی سی چیز ہمارے سامنے رہ گئی ہے۔

رکھتے نہیں وہ مدح وثنا کی پروا
جو کر کے بھلا خلق سے سنتے ہیں برا
ان گالیوں کا جن کو ہے چسکا حالی
آتا نہیں ان کو کچھ ثناؤں میں مزا

اس لئے ہم اس خط کی طرف بھی توجہ نہ کرتے لیکن مولوی صاحب نے اس خط میں وعدہ کیا ہے کہ اگر میرے اعتراضات کا جواب دیا گیا تو میں ''حسن ظن رکھنے والوں میں آج سے اپنا نام درج کرنے میں فخر سمجھوں گا'' اس لئے ہم اس کا جواب درج کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سچی ہدایت طلب کرتے ہیں۔

"ان ارید الا الاصلاح ما ستطعت"

اعتراض:

آپ تحریر فرماتے ہیں ''اگر اہلحدیث سب صحیح حدیثوں پر عمل کرتے ہیں تو پھر تحت السرۃ، آمین بالسر، عدم قراءت خلف الامام، امام کے خطبے کے وقت نماز و کلام کی ممانعت، عدم رفع الیدین، عدم جلسہ استراحت، والی حدیثوں پر آپ اہلحدیثوں کا عمل کیوں نہیں؟ بخلاف ہم حنفیوں کے کہ ہمارا ان پر عمل ہے پس صحیح معنی میں ہم اہلحدیث ہیں نہ کہ آپ لوگ۔ آپ کا دعویٰ تو کاغذی پھول کی طرح ہے اور بس''۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو برادرم! واللہ اگر ان میں سے اگر ایک بھی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو آج سے ہم اہلحدیث اس پر عمل شروع کر دیں اب آپ ان حدیثوں کی بابت خود اپنی گھریلو تحقیق سن لیں۔

ناف تلے ہاتھ باندھنے کی حدیث کے گیارہ جوابات:

(۱) ناف کے نیچے ہاتھ:

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث کی نسبت خود آپ کے مذہب کی اعلیٰ کتاب "ھدایه جلد اول ص۸٦ باب صفته الصلوة" کے حاشیہ پر لکھتا ہے:

"ضعیف متفق علی ضعفه"

ترجمہ: "یعنی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف بھی ایسی کہ اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے"

تفصیلی جرح سنئے! اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق ہیں ان کی نسبت امام احمدؒ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ امام ابن معین کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس میں نظر ہے، امام نووی فرماتے ہیں بالاتفاق ضعیف ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں متروک ہے، امام ابو داؤد بھی انہیں ضعیف کہتے ہیں پس یہ حدیث ضعیف اور بالکل ضعیف ہے۔ ہرگز قابل عمل نہیں۔ مولانا اس کے ضعف کو تو خود حنفی علماء نے بھی تسلیم کیا ہے پھر جناب ایک صحیح حدیث پر عمل ہٹانے کے درپے کیوں ہوتے ہیں؟ پھر یہ بھی یاد رہے کہ ابو داؤد کے اکثر نسخوں میں یہ روایت بھی نہیں چنانچہ خود آپ ہی کی ہدایہ کے اسی صفحہ کے حاشیہ پر تحریر ہے:

"ان هذا الحديث لا يوجد في غالب نسخ ابي داؤد"

ترجمہ: ''یعنی ابو داؤد کے اکثر نسخوں میں یہ حدیث ہے ہی نہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ابو داؤد میں ہی اسی صفحہ پر اسی باب میں "فوق السرۃ" کا لفظ بھی ہے یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے سنت ہیں۔ پھر جناب سے گزارش ہے کہ اگر واقعی یہ حدیث صحیح ہے تو آپ نے اپنی عورتوں کو اس حدیث پر عمل کرنے سے کیوں روک رکھا ہے؟ کیا کوئی حدیث جناب کی نظر ایسی بھی گذری ہے جس میں ہو کہ مرد تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں؟

سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث:

(۱۰۱) برخلاف اس کے صحیح اور صریح حدیث میں ہے:

"عن وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع يده اليمنى على اليسرى على صدره"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینے پر باندھتے تھے'' (صحیح ابن خزیمہ وبلوغ المرام)

لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے۔ چنانچہ ''ھدایہ جلد اول کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ، ص۸۶'' میں ہے:

"ويعتمد بيده اليمنى على اليسرى تحت السرة"

ترجمہ: ''یعنی دائیں ہاتھ سے بائیں کو تھام لے ناف کے نیچے''

اب دیکھیں موجودہ حنفی اس حدیث کو مانتے ہیں یا اپنی فقہ کو؟ یہ بھی نہ بھلایا جائے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی آٹھ حدیثیں مروی ہیں ملاحظہ ہوں میری کتاب دلائل محمدی۔

آہستہ آمین کی روایت کے جوابات:

(۲) آہستہ آمین:

آہستہ آمین کہنے کی جو حدیث آپ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اس کی نسبت بھی سن لیجئے ۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب "ھدایہ، جلد اول، ص۸۷" کے حاشیے پر ہے "قلت غریب" یہ روایت غریب ہے ۔ بحرالعلوم مولانا عبدالعلی حنفی ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں ''ھو ضعیف'' یعنی پست آمین کہنے کی روایت سخت تر ضعیف ہے ۔ یہ ہے اندرونی اور گھریلو شہادتیں اس حدیث کی نسبت ۔ پھر ہم اپنے بھائی کی ایک اور طرف توجہ دلاتے ہیں کہ راوی حدیث کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے آمین کہی اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کیا ۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے آپ کا آمین کہنا سنا نہ سنتے تو کس طرح کہتے کہ آپ نے آمین کہی ؟ کوئی شخص دل میں جو چاہے کہہ لے دوسرے کو کیا خبر کہ کیا کہا ؟ پس خود اس ضعیف حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آمین باواز بلند کہنی چاہیئے اسی لئے آپ کے مذہب کی بہترین کتاب '' شرح ہدایہ فتح القدیر '' میں لکھا ہے:

"لو كان الى في هذا شيء لو فقت بان رواية الخفض يراد بها عدم القرع العنيف و رواية الجهر بمعنى زبر الصوت وذيله"

ترجمہ: ''یعنی اس مسئلہ میں فیصلہ یہ ہے کہ جن روایتوں میں پست آواز سے آمین کہنا مروی ہے اس سے مراد بہت سخت نہ چلانا ہے ۔ اور بلند آواز سے کہنے کی روایتوں سے بالکل پست نہ کرنا بلکہ گونج والی درمیانی اونچی

آواز سے کہنا''

پس یہ تو تھا اس حدیث کے متعلق مختصر سا جواب اب صحیح اور صریح حدیث سنئے۔

بلند آمین کی حدیث

بلند آمین:

"عن وائل بن حجر قال سمعت رسول الله ﷺ قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین مد بها صوته"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" پڑھ کر باواز بلند "آمین" کہی'' (مشکوۃ نظامی، ص۶۳)

لیکن افسوس کہ حنفی اس حدیث کو نہیں مانتے ''ہدایہ، ص ۸۷'' میں لکھا ہے "ویخفونها" یعنی 'آمین' کو پست آواز سے مخفی پوشیدہ کہے۔ دیکھیں اب ہمارے حنفی بھائی مذہب پر رہتے ہیں یا حدیث پر آتے ہیں۔

آمین کے بارے کی بہت سی حدیثیں ہماری کتاب دلائل محمدی میں دیکھئے۔

سورۃ فاتحہ کے خلاف کے جواب

(۳) سورۃ فاتحہ:

سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی جو روایت آپ نے ہمارے سامنے پیش

کی ہے افسوس ہے کہ آپ نے خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان نہ پڑھ لیا۔ آپ کہتے ہیں کہ اس میں جو راوی جابر جعفی ہے یہ اتنا بڑا جھوٹا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس سے زیادہ جھوٹا انسان نہیں دیکھا۔

پس یہ روایت بھی محض بے ثبوت ہے مزید بیان میری کتاب دلائل محمدی میں ہے۔

سورۃ فاتحہ پڑھنے کی حدیث

سورۃ فاتحہ:

(۱۰۳) مشکوۃ شریف نظامی ص ۶۳ میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھائی فارغ ہو کر مقتدیوں سے دریافت فرمایا کیا تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو ؟ مقتدیوں نے عرض کیا ہاں نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ:

"لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقراء بها"

ترجمہ: ''یعنی سوائے الحمد شریف کے اور کچھ نہ پڑھو، کیونکہ بغیر الحمد شریف کے نماز نہیں ہوتی''

یہ حدیث بالکل صاف ہے مقتدیوں کو اللہ کے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو اور میں بلند آواز سے قراءت پڑھوں پھر بھی تم ''الحمد'' کا پڑھنا نہ چھوڑو اگر ''الحمد'' نہ پڑھو گے تو تمہاری نماز نہیں ہوگی ۔لیکن افسوس کہ حنفیہ اس حدیث کو نہیں مانتے ان کی کتاب ''ہدایہ ص ۱۰۰'' میں لکھا ہے:

"و لا يقراء المؤتم خلف الامام"

ترجمہ: ''یعنی مقتدی امام کے پیچھے نہ پڑھے''

دیکھیں اب ہمارے حنفی بھائی حدیث مانتے ہیں کہ فقہ ہی پر جمے رہتے ہیں؟ نمازیں چھوڑنی اور مذہب رکھنا کیسے پسند ہوگا؟

خطبہ کی وقت کی دو رکعتوں کے حنفی دلائل

(۴) جمعہ کی دو رکعتیں:

آپ نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جب امام جمعہ والے دن منبر پر آجائے تو نہ نماز ہے نہ بات چیت۔ اس کی باب بھی سنئے۔ آپ ہی کے مذہب کی معتبر کتاب ''ہدایہ ص ۱۵۱'' کے حاشئے پر ہے:

"قلت هذا غريب مرفوعا ولهذا قال البيهقي رفعه وهم فاحش انما هو من كلام الزهري"

ترجمہ: ''یعنی یہ روایت بالکل غریب ہے اس کا مرفوع ہونا یعنی حدیث رسول ہون ثابت نہیں یہ تو زہری کا کلام ہے یہ تو رسول اللہ ﷺ پر بہتان عظیم ہے''

آپ نے کہیں یہ نہیں فرمایا صحیح چھوڑ ضعیف حدیث سے بھی نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ثابت نہیں اسی لئے "درایہ تخریج ھدایہ ص۱۳۲" میں ہے "لم اجده" میں نے یہ مرفوع حدیث کہیں پائی نہیں۔ یہ تو تھا آپ کا جواب کہ خود آپ کے مذہب کے فقہا کے اقرار کے مطابق یہ حدیث ثابت و صحیح نہیں اب اس کے خلاف سنئے۔

خطبہ ہوتے ہوئے سنتیں پڑھنے کا حکم

ان کا ثبوت:

(۱۰۴) صحیح بخاری مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اذا جآء احدکم والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیھما"

ترجمہ: ''یعنی جمعہ کے دن امام کے خطبے کی حالت میں جو آئے وہ بھی ہلکی سی دو رکعت پڑھ لے۔''

لیکن افسوس کہ اس حدیث کو حنفی مذہب نہیں مانتا ھدایہ ص ۱۵۱ میں ہے:

"اذا خرج الامام یوم الجمعة ترک الناس الصلاۃ والکلام"

ترجمہ: ''مطلب یہ ہے کہ خطبہ ہوتے ہوئے کوئی آئے تو وہ دو رکعت نماز نہ پڑھے۔''

دیکھیں اب حدیث وفقہ کے مقابلے کے وقت موجودہ حنفی بھائی کس فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ یہ نمازی بنتے ہیں یا بے نمازی۔

رفع الیدین نہ کرنے کا جواب

(۵) رفع الیدین نہ کرنا:

رفع الیدین نہ کرنے کی جو روایت صاحب ہدایہ لائے ہیں اسی کے حاشئے پر ص ۹۲ میں موجود ہے'' قلت غریب'' یعنی یہ روایت ثابت نہیں غریب ہے۔ اسی

ہدایہ کی تخریج درایہ میں ہے "لم اجد ھکذا" یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں اس طرح ملتی ہی نہیں پھر اس روایت میں انقطاع ہے کسی صحت وثبوت کو نہیں پہنچتی پس میں اپنے بھائی اروی مولوی محمد عیسیٰ صاحب باادب عرض کروں گا کہ جناب اہلحدیث کے سامنے ایسی بے ثبوت روایتیں پیش کر کے انہیں صحیح حدیثوں سے ہٹانا چاہتے ہیں؟ یہ تو ایک مسلمان کی شان نہ ہونی چاہیئے میں نے اس روایت کا بھی بے سند ہونا آپ ہی کی کتابوں سے بتلایا ہے اب سنئے!

رفع الیدین کی حدیث

(۱۰۵): رفع الیدین کرنا مشکوۃ نظامی ص ۵۹ میں ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا فتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذالک"

ترجمہ: "یعنی نبی کریم ﷺ جب کبھی نماز شروع اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کیا کرتے تھے"۔

لیکن حنفی مذہب اس صاف اور صریح حدیث کو نہیں مانتا چنانچہ "ہدایہ جلد اول ص ۹۲" میں ہے:

"ولا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی"

ترجمہ: "یعنی پہلی تکبیر کے سوا پھر رفع الیدین نہ کرے"

کہیے صلوۃ محمدی پڑھوایئے گا یا نماز حنفی؟

جلسہ استراحت:

پہلی رکعت پوری کرنے کے بعد دوسری کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے ذرا سی دیر نہ بیٹھے اس کی بابت جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ بھی ضعیف ہے صحیح نہیں اسی آپ کے مذہب کی اعلی کتاب ہدایہ کی تخریج درایہ ص ۸۲ میں ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے پس یہ تو ضعیف ہے اب سنیئے!

اس کا ثبوت:

(۱۰۶)"ان النبی ﷺ اذا کان فی وتر من صلوته لم ینهض حتی یستوی قاعدا"

ترجمہ: ''یعنی جب رسول اللہ ﷺ پہلی یا تیسری رکعت کے بعد کھڑا ہونا چاہتے تو بغیر اچھی طرح بیٹھے ہوئے کھڑے نہ ہوئے'' (اخرجه البخاری)

یہ صحیح اور صریح حدیث ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ان کی ہدایہ ص ۹۲ میں ہے "لا یقعد" یعنی اس موقعہ پر نہ بیٹھے ۔ کہو حنفی بھائیو! کس کی مانو گے؟ اور کس کی چھوڑو گے؟

مذہب اہلحدیث:

ہمارا مذہب:

الغرض ان روایتوں میں سے ایک بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی اور ان کے برخلاف صحیح اور صریح حدیثیں ہیں اس لئے اہلحدیث بفضل اللہ تعالی ان حدیثوں پر

ہی عامل ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج اور آج کے بعد جب کبھی آپ یا اور کوئی اور صاحب کسی مسئلے میں بھی صحیح حدیث پیش کریں گے تو ناممکن کہ اہلحدیث کی گردنیں اس کے سامنے جھک نہ جائیں ۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ فلاں امام نے اگر حدیث کو مانا ہے تو ہم بھی مانیں گے ورنہ نہ مانیں گے ۔ ہمارے ہاں حدیث پر عمل کرنے کے لئے کسی خاص مذہب میں اس پر عمل ہونے کی شرط نہیں ۔ ہر فرمان رسول ﷺ ہمارے لئے واجب العمل ہے ۔ اور اسی کی ہم دنیا کو دعوت دیتے ہیں اللہ کرے آپ کی سمجھ میں آجائے ۔

میرے پیشوا ہیں رسول اللہ ﷺ
میں ہوں ان کی سنت پہ دل سے فدا

امام صاحب اور اہلحدیث

امام صاحب اور ہم :

رہا جناب کا یہ تحریر فرمانا کہ اتنی بڑی متبرک ہستی یعنی امام ابو حنیفہؒ کو ایسے ایسے الزامات سے ملزم کرنا سخت نادانی ہے ۔ اس کی بابت بھی سن لیجئے امام ابو حنیفہؒ کی ہستی اور چیز ہے اور ان کے نام سے جو ان کا مذہب موجودہ کتب فقہ میں بنایا گیا ہے یہ بالکل اور ہی چیز ہے ۔ ہمارا اعتراض ان کتب فقہ پر ہے ذات امام صاحب پر نہیں ۔ حاشا وکلا ہم دشمن امامان دین نہیں بلکہ ہم تو امامان دین کے دشمنوں کو ملعون کہتے ہیں ۔ ہم امام صاحبؒ کو اپنا امام مانتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ تو اپنی پوری عمر لوگوں کو اہلحدیث بنانے میں مصروف رہے دیکھیئے آپ کے مذہب کی کتاب اور وہ بھی ایک نہایت متعصب اور دشمن اہلحدیث کی لکھی ہوئی کتاب "حدائق

الحنفیہ" میں موجود ہے کہ جناب سفیانؒ فرماتے ہیں'' مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہلحدیث بنایا'' پس یہ فرق ہمیشہ پیش نظر رکھو تا کہ ہماری نسبت کسی غلط فہمی میں نہ پڑو ۔اس کی مزید تحقیق میری کتاب'' سراج محمدی'' میں ملاحظہ فرمالیجئے ۔

الزامی جواب:

الزامی ایک اور جواب سن بھی لیجئے اور ٹھنڈے دل سے غور کر لیجئے شاید اللہ تعالیٰ اسی سے ہدایت کی طرف رہبری کرے ۔وہ یہ ہے کہ اگر حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب کے کسی مسئلے کو خلاف حدیث یا غلط کہنے اور اس کے نہ ماننے سے امام صاحب پر الزام دینا لازم آتا ہے ۔اور یہ نادانی ہے تو کیوں جناب؟ تین اور مذہبوں کے کل مسائل اختلافیہ کو آپ حضرات خلاف حدیث یا غلط کہیں اور انہیں نہ مانیں تو کیا آپ نے ان تینوں اماموں کو الزام نہیں دی اور کیا یہ ایک چھوڑ تین تین نادانیاں آپ نے نہیں کیں؟ پس'' ہر چہ بخود نہ پسندی بدیگراں پسند''

فقہ کے مسائل

فقہ کے بے دلیل مسائل:

جناب کا یہ فرمانا کہ'' فقہ کوئی من گھڑت یا بناوٹی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ فقہ تو نام ہے ان مسائل شرعیہ کے مجموعے کا جو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوں گے ہاتھوں ان کا بھی جواب سنتے جائیے !اور بسط مطلوب ہو تو میری کتاب سیف محمدی دیکھ لیجئے ۔

نجاست سمیت نماز

پہلا مسئلہ:

آپ کی ہدایہ شریف باب الانجاس میں ہے (جلد اول ص ۷۱)

"قدر الدرھم وما دونه من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر وخرء الدجاج وبول الحمار جازت الصلوۃ معه"

ترجمہ: ''یعنی سخت تر غلیظ نجاست جیسے کہ خون اور پیشاب اور شراب اور مرغ کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب بقدر ایک درہم کے (کپڑے پر یا جسم) لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی''

اسی ہدایہ میں یہ بھی کہ درہم سے مراد ''ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر ہے اور وزن میں ایک مثقال کے برابر ہے) ہاں میرے بھائی جلد یسے قرآن کی وہ آیت یا رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث پڑھ دیجئے جس میں ہو کہ اتنی ناپاکی سمیت نماز پڑھا کرے۔

سلام کے بدلے گوز:

دوسرا مسئلہ:

اسی ہدایہ کے باب الحدث میں ہے (ص ۱۱۰ ج اول)

"وان تعمد الحدث فی هذه الحالة او تکلم او عمل عملا ینا فی الصلوة تمت صلاته"

ترجمہ: ''یعنی اگر اس حالت میں یعنی بعد تشہد کے قصداً جان بوجھ کر پاخانے کے راستے ہوا نکال دے یعنی گوز مار دے یا بات چیت کر لے یا کوئی عمل خلاف نماز کر لے تو اس کی نماز پوری ہوگئی''

ہاں میرے بھائی جلدی سے قرآن کی وہ آیت یا وہ حدیث پڑھ دیجئے جس میں یہ ہو کہ پاد مار دینا بھی سلام پھیر دینے کے برابر ہے۔ یہ ہیں وہ حیا سوز قیاس جن سے ہم تمہیں بچانا چاہتے ہیں۔

بے نکاح بیوی

تیسرا مسئلہ:

اسی ہدایہ کی فصل فی بیان المحرمات (ص۲۹۳، جلد۲) میں ہے:

"من ادعت علیه امراة انه تزوجها واقامت بینة فجعلها القاضی امراته ولم یکن تزوجها وسعها المقام معه وان تدعه یجامعها"

ترجمہ: ''یعنی کسی عورت نے کسی مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے اور وہ گواہ بھی گذار دے۔ جج نے فیصلہ دیدیا کہ یہ اس مرد کی بیوی ہے تو اگر واقع میں نکاح نہیں ہوا تاہم اس عورت کو اس مرد کے ساتھ رہنا سہنا اور اس سے جماع کرنے دینا جائز درست ہے''

ہاں بھائی جلدی وہ آیت یا حدیث پڑھ دیجئے جس میں یہ ہے کہ جھوٹے گواہ اور غلط فیصلے سے حرام عورت بے نکاح کے سچ مچ بیوی بن جائے اور پھر دونوں مجامعت مباشرت مثل میاں بیوی کے کرتے رہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو فرماتے ہیں ایسے فیصلے سے ایک پیلو کی مسواک بھی حلال نہیں ہوسکتی۔

طلب دلیل

مطالبہ:

میں سردست جناب کے سامنے یہ تین ہی مسئلے پیش کر کے بس کرتا ہوں ورنہ ایسے چھ سو مسائل میں نے اپنی کتاب سیف محمدی میں جمع کر دیئے ہیں۔ برادرم اگر ان مسائل کی احادیث و آیات آپ کو نہ ملیں تو آپ جی نہ چھوڑ دینا ہمت نہ ہارنا۔ دیو بند ڈابھیل دہلی وغیرہ سے امداد حاصل کرنا میں بہت ممنون ہوں گا اگر جناب مجھے وہ آیات و احادیث دکھا دیں گے جن میں یہ ہو کہ اگر پاخانہ پیشاب جیسی غلیظ گندگی بقدر درہم کے لگی ہوئی ہو اور نماز پڑھ لے تو جائز تشہد کے بعد درود دعا اور سلام کے بدلے اگر پاد مار دے تو نماز پوری ہوگئی۔ جھوٹے گواہ پیش کر کے جھوٹا دعویٰ نکاح کے کر کے جج کا فیصلہ لے کر بغیر حقیقی نکاح کے اگر میاں بیوی بن جائیں اور مصاحبت مجامعت کرتے رہیں تو جائز۔

مقصود:

میری تو سن لو! قسم اللہ کی کوئی آیت کوئی حدیث ایسی نہیں اسی طرح اور بھی سن لو کہ جو چھ مسئلے آپ نے پیش کئے ہیں اور ہمیں ان کے ماننے کی دعوت دی ہے

ان میں بھی صراحت وصحت کے ساتھ بے جرح ایک بھی حدیث نہیں اور ان کے خلاف صراحت وصحت کے ساتھ حدیثیں موجود ہیں۔ مدتیں ہوئی میں نے اعلان کر رکھا ہے پھر میں اسے دہراتا ہوں سنئے!

☆ چار سو روپے کا انعام

انعام:

اگر کوئی صاحب رفع الیدین نہ کرنے کی صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث پیش کریں تو ہمارا تحریری حلفیہ اقرار ہے کہ رفع الیدین ترک کر دینگے اور ایک سو روپیہ نقد بھی دینگے۔ اسی طرح آمین دل میں کہہ لینے کی حدیث بھی اور اسی طرح امام کے پیچھے ''الحمد'' نہ پڑھنے کی حدیث بھی، اور اسی طرح زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث بھی۔ ہے کوئی جو ہم سے یہ انعام بھی حاصل کرے؟ اور ہمیں حنفی بھی بنالے۔ مکرم مولانا میں نے اخباری حیثیت کے مطابق قلم روک روک کر بہت مختصر سے جواب جناب کو دیئے ہیں لیکن اگر اس سے سیری نہ ہو تو میری کتابیں دیکھئے ہمیں کوئی ضد نہیں ہم حدیث پر ایمان رکھتے ہیں حدیث پہنچاؤ اور منوا لو۔ حدیث لو اور مان لو۔

سینے کو چمن بنائیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم

اب ہم پھر اپنے اسی ترک کردہ سلسلے کو لیتے ہیں ایک سو چھ حدیثیں ہو چکیں آگے سنئے۔

☆ اس وقت کے اعتبار سے یہ بڑی رقم تھی، آج اشرف سلیم صاحب نے لاکھوں کے انعام رکھے ہیں۔ ناصر

ظہر عصر کی نماز کا محمدی اور حنفی وقت:

مسئلہ نمبر (۱۰۷، ۱۰۸) "ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ ص۵۹، جلد اول باب المواقیت"

"عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی بی الظھر حین زالت الشمس وکانت قدر الشراک وصلی بی العصر حین صار ظل کل شیء مثلہ الخ"

ترجمہ: ''یعنی نبی کریم ﷺ کی امامت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف میں کی اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ڈھل کر بقدر ایک تسمہ کے اس کا سایہ ظاہر ہوگیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا''

ناظرین یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں صاف موجود ہے کہ عصر کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، یہی نماز عصر کا شروع اور ظہر کا آخر وقت ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے۔ (ہدایہ ج اص۶۴، باب المواقیت)

"واخر وقتھا عند ابی حنفۃ اذا صار ظل کل شیء مثلیہ.....واول وقت العصر اذا خرج وقت الظھر"

ترجمہ: ''یعنی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت اور عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے''

سنا آپ نے؟ ایک کے دو ہو گئے حدیث میں ہے کہ ایک گونہ سایہ ہونے

سے ظہر کا وقت جاتا رہا اور حنفی مذہب میں ہے نہیں گیا۔ حدیث میں ہے کہ ایک گنا سایہ ہونے پر عصر کا وقت شروع ہوگیا، حنفی مذہب میں ہے نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ ظہر کے وقت کے نکلنے اور عصر کے وقت کے آنے کا انداز بتلائیں کہ جب سورج کا چڑھتا ہوا اور بڑھتا ہوا سایہ سوائے اصلی سائے کہ ہر چیز کے برابر ہو جائے، حنفی مذہب کہے یہ ٹھیک نہیں بلکہ جب چیز سے دوگنا ہو جائے۔ کہو حنفی دوستو! اب آپ کا کیا فیصلہ ہے نمازوں کے اوقات کا صحیح علم اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ﷺ کو تھا؟ یا ان کے ایک امتی کو؟

دو صحیح حدیثیں معارض نہیں ہوتیں:

ضرورت ہے کہ یہاں پر میں آپ کو یہ بھی بتلا دوں کہ ہمارے حنفی بھائیوں نے حدیث سے ہٹنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے کسی میں کچھ ہے کسی میں کچھ ہے۔ حالانکہ یہ وہم بالکل خلاف واقعہ ہے۔ دنیا کے پردے پر دو صحیح حدیثیں ایسی نہیں جو آپس میں اختلاف رکھتی ہوں اور ان میں تطبیق ممکن نہ ہو۔ اس غلط گمان کی وجہ سے بجز اس کے کچھ نہیں کہ لوگ علم حدیث سے کورے ہوگئے اسرار و حکمت حدیث و فقہ علم حدیث ان سے مفقود ہوگیا ورنہ اگر وہ بنظر محدث حدیث کو دیکھیں تو کبھی اتنے بڑی خلاف اسلام اور توہین رسول ﷺ کی بات زبان سے نہ نکالیں دوستو سچ بتاؤ اپنی ایک بات کے خلاف خود ہی دوسری بات کہنا یہ کسی عقل مند کا فعل ہوسکتا ہے؟ ایک عورت کو وہ اپنی بیوی کہے پھر اسے خود ہی بہن بتلائے تو نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو وہ پاگل بکواسی سڑی شخص اور سودائی شخص ہوگا یا اس کی ان دونوں باتوں میں سے ایک قطعاً غلط ہوگی۔ اب ہے کوئی جو یہ کہے رسول اللہ ﷺ کی باتوں میں اختلاف ہوتا ہے کبھی آپ کچھ فرمادیتے ہیں اور کبھی

کچھ اور کہنے لگتے ہیں۔ پس دراصل یہ تو غلط گوئی ہے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے یعنی تعارض اور مناقضہ ہے۔

فقہ کا تناقض:

ہاں البتہ فقہ میں یہ منظر بہت صاف نظر آرہا اسی مسئلے میں اسی ہدایہ میں جو ہے وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جناب امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت اور عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہو جائے لیکن اسی ہدایہ میں اسی صفحہ میں اسی عبارت کے ساتھ ہی موجود ہے "وقالا اذ اصار الظل مثله وهو روايةعن ابي حنيفه رحمه الله" یعنی امام صاحب کے دونوں شاگرد محمد اور ابو یوسف کے نزدیک ظہر کا آخری اور عصر کا اول وقت ایک گنا سایہ ہونے پر ہو جاتا ہے اور یہی ایک روایت امام صاحب سے بھی مروی ہے پس یہ اختلاف ہے کہ ایک اور دو جس طرح اس من فرق ہے اسی طرح ان دونوں روایتوں میں جس طرح ایک دونہیں اور دو ایک نہیں اسی طرح یہ دونوں روایتیں کسی تطبیق سے ایک نہیں ہوسکتیں۔ اس لطف کو بھی ہم کبھی نہیں بھول سکتے کہ امام صاحب سے جو روایت خلاف حدیث تھی اسے تو لے لیا اور جو موافق حدیث تھی اسے چھوڑ دیا۔ حنفی دوستو! اگر یہ الٹی گنگا نہ بہاؤ تو کیا حنفیت کی رونق جاتی رہے گی؟ وہی روایت کیوں نہیں لیتے جو حدیث کے مطابق ہے؟

بہر صورت جس پر فقہا نے عمل رکھا ہے اور جس پر آج ہندوستان کے تمام حنفیوں کا عمل ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت دوگنا سایہ ہونے پر ہوتا ہے۔ اس لئے حنفی مذہب اس حدیث پر عمل نہیں کرتا جو عنوان میں

درج ہے پس ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے بھائیوں سے دریافت کریں کہ پیغمبر معصوم ﷺ کی اس صحیح حدیث پر عمل کرنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟ آپ نمازوں کو وقت مار کر کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ تعلیم رسول ﷺ جبرئیل کا پاس کیوں نہیں کرتے؟ کیا پیغمبر ﷺ سے زیادہ فضیلت والا کوئی اور آپ کو نظر آگیا؟ کہ اس کی تعلیم کی مقابلے پر آپ نے تعلیم محمدی ﷺ کو ترک کردیا؟ اگر واقعی کوئی ایسا ہے تو ہمیں بھی بتلاؤ تاکہ مل جل کر ہم سب تعلیم رسول ﷺ سے ہٹ جائیں۔ اور اس بزرگ کی تعلیم کی عامل بن جائیں، ورنہ ہم محمدیوں کی طرف سے آپ کو دعوت ہے کہ آؤ اس کی تعلیم پر عمل کریں جس سے بہتر نہ تو چشم فلک نے آج تک دیکھا ہے نہ آئندہ دیکھ سکے۔ یا اللہ تو ہمیں توفیق دے۔

برادران ایک لطیفہ یہ بھی نہ بھولئے کہ اسی ہدایہ میں اسی جبرئیل والی امامت کی حدیث کو لائے بھی ہیں اسی صفحے میں اسی عبارت کے ساتھ ظہر کا وقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اول وقت الظهر اذا زالت الشمس لامامة جبرئيل عليه السلام الخ" پس یہ عذر بھی باقی نہیں رہا کہ ممکن ہے یہ حدیث ان حضرات کو نہ پہنچی ہو۔ پہنچتی ہے نقل کرتے ہیں امام محمد اور امام یوسف کی دلیل میں اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں مگر پھر بھی کیا مجا کہ ہندوستان کے اس کونے سے اس کونے تک ہزارہا حنفی مسجدوں میں سے ایک میں بھی عصر کی نماز پوری زندگی میں اول وقت پر یعنی ایک گنا سایہ ہوجانے پر ہوجائے بلکہ اس سنت و حدیث کے عامل اہلحدیث پر آج تک یہ اعتراض ہے کہ یہ لوگ وقت سے پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ پس اب اے حنفی بھائیو! جن کی نگاہوں سے میرا یہ مضمون گزر رہا ہے آپ سے عرض ہے کہ فرمایئے! آج سے آپ کیا کریں گے حنفی رہ کر حدیث کا خلاف کر کے بے وقت ہی نمازیں پڑھا کریں گے؟ یا محمدی بن کر حدیث کو سر آنکھوں پر رکھ کر

وقت پر نماز ادا کر کے اللہ کے پیارے اور رسول اللہ ﷺ کے دلارے بنیں گے؟ اللہ نیک جواب کی توفیق دے۔ آمین!

لڑکی، لڑکے، کے پیشاب کا حکم:

(۱۰۹) (رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ، مشکوۃ جز اول ص۵۲ باب تطہیر النجاسات)

"عن لبابة بنت الحارث.........قال صلی اللہ علیہ وسلم انما یغسل من بول الانثیٰ وینضح من بول الذکر"

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکیوں کا ہی پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکوں کے پیشاب پر تو چھینٹیں دے لینا کافی ہیں''

یہ حدیث بہت صاف ہے کہ دودھ پیتے چھوٹے بچے کہ جو ابھی غذا نہ کھاتے ہوں پیشاب میں شریعت نے فرق کیا ہے لڑکیوں کا پیشاب دھونا ضروری اور لڑکوں کے پیشاب پر صرف چھینٹا دے لینا کافی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی یہ ہے اور اسی پر سید الطاہرین ﷺ کا عمل بھی رہا ام قیس بن محصن کے چھوٹے بچے نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا تو بھی آپ نے یہی کیا۔ لیکن حنفی مذہب نہ اس فعل سے خوش اور نہ تو اس فرمان رسول ﷺ پر عامل اس کا اول فیصلہ ہے کہ "بول الصبی الذی لم یطعم فکذلک" (عینی شرح ہدایہ نولکشور جلد اول ص۴۵۳) یعنی اس لڑکے کا پیشاب بھی جو کھانا نہیں کھاتا بڑے آدمیوں کے پیشاب کی طرح نجس ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایسے بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹا دے لینا کافی نہیں۔ اب ہمارے دوست ہمیں بتلائیں کہ

اس اختلاف میں کس طرف ہیں؟ آیا حدیث کی طرف یا عینی والے کی طرف؟

صبح جمعہ میں مخصوص سورتیں:

(۱۱۰) "عن ابی هریرة قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقراء فی الفجر یوم الجمعة بآلم تنزیل فی الرکعة الاولی وفی الثانیة هل اتی علی الانسان"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کی صبح کی فرض نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ الم سجدہ اور دوسری میں سورۂ ہل اتی پڑھا کرتے تھے''

(متفق علیه مشکوة ج اول ص ۸۰ القرأة فی الصلوة)

بلکہ طبرانی کی حدیث میں ہے ''یدیم ذالک'' اسی پر آپ کی ہمیشگی رہی۔ یہ حدیث کسی شرح و بسط کی محتاج نہیں۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت یہی تھی، مسنون طریقہ یہی ہے کہ جمعہ کی صبح کی فرض نماز کے فرضوں میں یہ سورتیں برابر پڑھی جائیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کونہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے چنانچہ "هدایه جلد اول ص ۱۰۰، باب القراء" میں لکھا ہے:

"ویکره ان یوقت بشئی من القران لشئی من الصلوات"

ترجمہ: ''یعنی کسی نماز کے لئے قرآن کی کسی سورت کو مقرر کر لینا مکروہ ہے''

اسی ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں اسی فقرے کے نیچے لکھا ہے:

"کالسجدة والانسان لفجر الجمعة"

ترجمہ: ''یعنی سورۂ الم سجدہ اور ہل اتی کا جمعہ کے دن کی صبح کی فرض

نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھتے رہنا یہ مکروہ ہے۔''

کہو حنفی بھائیو! اب کیا سوچا؟ آیا یہ سمجھ کر رسول اللہ ﷺ ایک مکروہ کام کا کرتے تھے تم اسے نہ کرو گے؟ یا فقہا کے اس فتوے کو مکروہ رکھ کر سنت نبوی پر عمل رکھو گے؟

نماز جمعہ کی مخصوص سورتیں:

(۱۱۱) "عن عبید اللّٰہ بن ابی رافع قال استخلف مروان اباھریرۃ علی المدینۃ وخرج الی مکۃ فصلی لنا ابو ھریرۃ الجمعۃ فقراء سورۃ الجمعۃ فی السجدۃ الاولی وفی الاخرۃ اذا جآئک المنافقون، فقال سمعت رسول اللہ ﷺ یقراء بھما یوم الجمعۃ"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب مدینے شریف کے حاکم تھے آپ نے جمعہ پڑھایا اور پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری میں سورۃ منافقون پڑھی اور فرمایا نبی کریم ﷺ ان سورتوں کی اس نماز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے'' (رواہ مسلم مشکوۃ جلد اول، ص ۸۰، باب القرآۃ)

پس صحابہؓ کے نزدیک تو یہ مسنون اس کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے فعل سے موجود اور مسلم شریف جیسی صحیح کتاب گواہ لیکن حنفی مذہب کے نزدیک یہ مکروہ۔ چنانچہ اسی ہدایہ کی اسی شرح فتح القدیر ہدایہ کی اسی مندرجہ بالا عبارت کے تحت میں لکھتا ہے "والجمعۃ والمنافقین للجمعۃ" یعنی سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون کا تقرر جمعہ کی نماز کے لئے کرنا مکروہ ہے اب ''شمع محمدی'' کے ناظرین اپنا فیصلہ سنائیں کہ وہ محمدی رہیں گے یا فتح القدیر دلے بنیں گے؟

سجدے سے انکار:

"عن عقبة بن عامر قال قلت يا رسول الله ﷺ فضلت سورة الحج بان فيها سجدتين قال نعم ومن لم يسجد هما فلا يقراء هما"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ سے سیدنا عقبہ بن عامر نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ سورۃ حج کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے تلاوت کے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور جو یہ سجدے نہ کرے وہ انہیں نہ پڑھے''

(ابو داؤد، مشکوۃ جلد اول، ص ۹۳، کتاب الصلوۃ باب سجود القرآن)

لیکن حنفی مذہب سورۃ حج میں دو سجدہ تلاوت نہیں مانتا وہ کہتا ہے "والاولی من الحج" یعنی سورۃ حج کا پہلا سجدہ کرے۔ پس جسے اللہ تعالیٰ نے دو سجدے کی فضیلت دی تھی اس سے ایک سجدہ ہی کم کر دیا گیا۔ کہئے اب حنفی بھائیو! آپ کیا کریں گے؟ ایک سجدے کے قائل ہو کر دوسرے سجدے کا انکار فقہ کی تعلیم کے ماتحت؟ یا دونوں سجدوں کا اقرار حدیث کی تعلیم کے مطابق؟

وجوب سجدہ تلاوت:

"عن زيد بن ثابت قال قرات على رسول الله ﷺ النجم فلم يسجد فيها"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے سورۃ نجم سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی اور سجدہ تلاوت نہیں کیا'' (متفق علیہ، مشکوۃ جلد اول، ص ۹۳، کتاب الصلوۃ باب سجود القرآن)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ لیکن حنفی مذہب کہتا

ہے "والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع" (ھدایہ کتاب الصلوۃ جلد اول ص۱۴۳ باب فی سجدة التلاوة) یعنی ان تمام جگہ سجدہ تلاوت واجب ہے۔قراءت کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔یاد رہے کہ ان وجوب کی جگہوں میں اسی ہدایہ میں سورۃ والنجم کے سجدے کا بھی ذکر ہے۔کہئے حنفی بھائی اب کیا فتویٰ دیں گے؟

کفن چور پر مہربانی:

"عن ابی سلمة عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال فی السارق ان سرق فاقطعوا یده"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو''

(رواہ فی شرح السنۃ مشکوۃ جلد دوم ص۳۱۴ کتاب الحدود باب قطع السرقہ)

پہلے ہی حدیث گزر چکی کہ پاؤ دینار یعنی تین درہم کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیئے۔حنفی مذہب جہاں چوری کی چیز کی اتنی مقدار کو نہیں مانتا وہاں بہت سے چوروں کو بھی اس حکم میں داخل نہیں کرتا، مثلاً وہ کہتا ہے:

"لا قطع علی النباش"

ترجمہ: ''یعنی کفن چور پر حد نہیں اس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیئے''

ملاحظہ ہو حنفی مذہب کی فقہ کی اول نمبر کی کتاب (ہدایہ جلد دوم ص۵۲۱ کتاب السرقہ) فرمایئے آپ کفن چوروں کا ساتھ دینگے یا حدیث رسولؐ کا؟

چوروں کی ہمدردی:

(۱۱۵) اسی حدیث کو اور نمبر ۶ کی حدیث کو کہ تین درہم کی قیمت کا مال چرانے والے کا ہاتھ کاٹ دو دوبارہ پڑھ جائیے، اور پھر حنفی مذہب کے اس مسئلے پر بھی " ہدایہ جلد دوم کے ص ۵۲۰ کتاب السرقہ میں نظر ڈالیئے کہ "ولا یقطع فی ابواب المسجد الحرام" یعنی کعبۃ اللہ شریف مسجد حرام کے کواڑ کوئی چرا جائے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیئے ۔ کہو حنفی بھائیو چوروں کا ساتھ دو گے؟ یا ان کے ہاتھ کاٹنے والوں کا؟

حدیث کی چار سورتوں کی حنفی مذہب میں تبدیلی:

"عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ یؤم القوم اقرأھم کتاب اللہ تعالی فان کانوا فی القراۃ سوآء فاعلمھم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سوآء فاقدمھم ھجرۃ فان کانوا فی الھجرۃ سوآء فاقدمھم سنا الخ"

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی امامت وہ کرائے جو سب سے زیادہ کتاب اللہ کا قاری ہو اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو وہ جو سنت کا سب سے زیادہ عالم ہو، اگر علم سنت میں بھی سب برابر کے ہوں تو وہ جو ہجرت میں سب سے پہلے ہو اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جو عمر میں سب سے بڑا ہو الخ" (مسلم، مشکوۃ، ج اول، ص ۱۰۰، کتاب الصلوۃ باب الامامۃ)

"اولی الناس بالامۃ اعلمھم بالسنۃ ...... فان تساووا فاقرؤھم .... فان تساووا فاورعھم ...... فان

تساووا فاسنهم"

ترجمہ: ''یعنی امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سب سے زیادہ سنت کا عالم ہو، اگر اس میں سب برابر ہوں تو وہ جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ قاری ہو، اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، اگر اس میں بھی سب برابر کے ہوں تو وہ جو سب سے بڑی عمر کا ہو''

حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں جو چار صورتیں اللہ کے رسول ﷺ نے بیان کی تھیں ان سب کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اب میں جناب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس کا حق کسی کو تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم کو بدلے نبی کریم ﷺ نے چار درجے بیان کر کے مسئلے کو ختم کر دیا تھا۔ اہلحدیث حدیث شریف کے مطابق انہی چار درجات پر اسی مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔ نہ وہ اس کے سوا اور درجے گھڑیں اور نہ صورتیں پیدا کریں۔ نہ اپنی طرف سے فتویٰ جاری کریں۔ لیکن یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ حدیث کی بتلائی ہوئی صورتوں کو مسخ کر دیا گیا۔ اب آگے سنئے! میں اس مسئلے کی قدرے اور بھی تفصیل کر دوں۔

حدیث کی چار صوتیں دس ہوگئیں:

تنویر الابصار متن درمختار میں ہے:

"والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة ثم الاحسن تلاوة ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجها ثم الاشرف نسبا ثم الانظف ثوبا فان استووا يقرع او الخيار الى القوم"

ترجمہ: ''یعنی سب سے زیادہ امامت کا حق دار وہ ہے جو سب سے زیادہ نماز کے احکام کا جاننے والا ہو، پھر وہ جو سب سے اچھی تلاوت کرنے والا ہو، پھر وہ جو سب سے پہلے اسلام والا ہو، پھر وہ جو سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والا ہو، پھر وہ جو سب سے زیادہ شریف نسب والا ہو، پھر وہ جو سب سے زیادہ اچھی پوشاک والا ہو، اگر ان تمام باتوں میں بھی برابر ہوں تو پھر قرع اندازی کی جائے یا لوگوں کو اختیار ہے''

ہدایہ کی عبارت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں وہاں صورتیں تو چار ہی رکھی تھیں، لیکن حدیث میں جو صورتیں بیان ہوئیں ہیں ان میں اپنا تصرف کر کے انہیں بدل دی تھیں کہیں کہیں ان کی جگہ بدل دی تھی۔ تنویر الابصار کی عبارت بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ حدیث میں چار کا بیان تھا یہاں چار کی دس بنائی گئیں۔ ہم اہلحدیث تو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ حدیث پر بس کیا جائے نہ اس میں کمی کی جائے نہ اس میں زیادتی کی جائے، نہ الٹ پلٹ کی جائے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو قرآن وحدیث میں جس طرح ہے وہی اسی طرح اسلام ہے جو اس میں نہیں اسلام میں نہیں۔ جو بات رسول اللہ ﷺ نے نہیں بتلائی اور کسی کو بتلانے اور دوسروں کو اس کو ماننے کا منصب ہی نہیں دوستو! غور کرو، اگر مگر پر فرض کر لینے اور تصور کر لینے پر ہم نے فتوی چسپاں کرنے شروع کر دیئے تو یہ سلسلہ تو لامتناہی ہو جائے گا۔ جو صورتیں ہمارے فقہائے کرام بیان فرمائیں گے ان سب کے بعد بھی یہ سوال باقی رہ جائے گا کہ اگر ان سب میں برابری ہو تو؟ آخر فرمایئے تو سہی کہ پھر دین کیا ہوگا؟ ایک مذاق ہوگا۔ وہ کبھی قیامت تک بھی مکمل نہ ہوگا نمونہ کا ایک مسئلہ موجود ہے۔ ہدایہ میں چار صوتیں تھیں تنویر میں دس ہوئیں ابھی اور آگے سنئے!

اب چار کی اکتیس (۳۱) بن گئیں:

صاحب درمختار نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی زیادتی کی ہے۔ ضمناً جو قسمیں بڑھائیں ہیں اور جن قیود کا اضافہ کیا ہے وہ ملاحظہ ہوں ''ثم الاحسن صوتا'' پھر بڑھایا ہے ''ثم الاحسن زوجۃ ثم الاکثر مالا ثم الاکثر جاھا'' پھر نمبر ۸ کے بعد بڑھاتے ہیں ''ثم الاکبر رأسا والاصغر عضوا ثم المقیم علی المسافر ثم الحر الاصلی علی العتیق ثم المتیمم عن حدث علی المتیمم عن جنابت'' اور نمبر ۱۰ کے بعد لکھتے ہیں ''فان اختلفوا اعتبر اکثرھم'' یعنی نمبر ۱۱ پھر زیادہ روشن چہرے والا، پھر سب سے بڑھ کر حسب والا، پھر سب سے زیادہ اچھی آواز والا، پھر سب سے زیادہ حسین بیوی والا، پھر سب سے زیادہ مالدار، پھر سب سے بڑے مرتبے والا، پھر بہت بڑے سر اور بہت چھوٹے عضو والا، پھر مقیم مسافر پر، پھر اصلی آزاد شدہ پر، پھر وضو کے قائم مقام جس نے تیمم کیا ہے وہ غسل قائم مقام تیمم کرنے والے پر، پھر بھی اگر لوگوں میں اختلاف رہے تو اکثریت جس کی طرفدار ہو اسے امام بنایا جائے۔

تفصیلی نظر:

قارئین کرام! حدیث شریف آپ کے سامنے ہے جس میں صرف چار صورتیں ہیں یہاں اکیس تو صرف یہی ہوگئیں ابھی اور کتابوں میں اور بھی ہیں پھر ان میں عجیب عجیب اختلاف ہیں۔ کوئی کسی کو آگے کرتا ہے کوئی کسی کو۔ پس اتباع سنت تو ہے کہ آپ وہیں ختم کر دیں جہاں اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اور تقلید شخصی یہ ہے کہ بڑھاتے چلے جائیں فرضی صورتیں بناتے اور ان کے احکام وضع کرتے چلے جائیں، رائے قیاس اور یہ موجودہ فقہ حدیث پر قناعت نہیں کرتا۔

شارع کے بیان کو کافی نہیں سمجھتا، شارع علیہ السلام نے انچ بھر بیان کیا تھا تو انہوں نے اسے گز بھر کر لیا۔ قول نبی ﷺ پر اپنا قول تہہ بہ تہہ جماتے جماتے آخر قول النبی ﷺ کو ان اقوال الناس نے بالکل ہی چھپا دیا۔ کتاب حدیث کو صاف اور پاک مسئلے کی کتاب فقہ میں بالکل کایا پلٹ گئی۔ حدیث میں کچھ تھا یہاں کچھ ہو گیا، لکیر کا سانپ بن گیا، یہ ایک مسئلہ اور اس کے اوپر کے اور مسائل سب آپ کے سامنے ہیں۔ اب غور فرما کر نظریں ڈال کر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ آپ کا دل حدیث کی طرف جھکتا ہے یا فقہ کی طرف؟ آپ کا جی اتباع سنت کی طرف مائل ہوتا ہے یا تقلید شخصی کی طرف؟ آپ شمع محمدی کو لیتے ہیں یا رائے کی رات کے اندھیرے کو؟ اپنی اپنی سمجھ ہے ہماری آواز سنو!

میں بلبل نالاں ہوں گلزار محمدؐ کا
آئینہ حیراں ہوں انوار محمدؐ کا
بلبل ہے فدا گل پر شمع پہ پروانہ
ہے محبت مجھے اپنے دلدار محمدؐ کا

کلی کا مسئلہ:

(۱۱۷) مشکوۃ شریف جلد اول ص ۴۵ باب سنن الوضو میں سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بیان میں مروی ہے کہ:

"فمضمض واستنشق من كف واحد"

ترجمہ: ''یعنی آپ نے ایک ہی چلو لے کر اسی سے کلی کی اور ناک میں بھی پانی دیا''

اور روایت میں ہے:

"فمضمض واستنشق واستنثر ثلثا بثلث غرفات من ماء"

ترجمہ: ''یعنی آپ نے تین چلو سے تین مرتبہ کلی بھی کی، ناک میں پانی بھی دیا اور ناک جھاڑی بھی''

اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"فمضمض واستنثر ثلث مرات من غرفة واحدة"

ترجمہ: ''یعنی آپ نے ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور ناک بھی صاف کیا''

تین مرتبہ ایسا ہی کیا یہ حدیث قارئین کے سامنے ہے، صحیح ہے جائز ہے ایک ہی چلو سے کلی بھی کرے اور ناک میں بھی پانی دے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ ''ہدایہ جلد اول، ص ٦'' میں ہے:

"کیفیتهما ان یمضمض ثلثا یا خذ لکل ماء جدید ثم یستنشق کذالک"

ترجمہ: ''یعنی الگ الگ ایک ایک چلو پانی سے تین مرتبہ کلی کرے اور پھر اس کے بعد اسی طرح تین مرتبہ ناک میں پانی دے''

شرح وقایہ میں ہے:

"والمضمضة بمیاہ والاستنشاق بمیاہ"

ترجمہ: ''یعنی کلی اور ناک میں اپنی کے لئے الگ الگ پانی لے''

میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں پھر بھی تحریر ہے کہ میرا مقصود اس مضمون سے یہ دکھانا ہے کہ حدیث ہے صحیح ہے لیکن چونکہ حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں اس کے خلاف

ہے اس لئے اور محض اس لئے اس حدیث پر لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی عمل نہیں کرتا۔ بلکہ مذہب کی مضبوط اور پابندی کرانے والی بیڑیاں اسے حدیث پر عمل کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتیں۔ یہ وصف اہلحدیث ہی میں ہے کہ اگر کسی کام کے کئی طریقے صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں تو ان کے نزدیک سب جائز ہیں۔ پس اے حنفی بھائیو! آپ سے بھی التماس ہے کہ ان حدیثوں کو رد کرنے کا کیا عذر اللہ کے سامنے پیش کرو گے؟ کیوں آج ہی تم ''بخاری مسلم'' کی اس حدیث پر عمل شروع نہ کردو حنفیت کو چھوڑ دو اور حدیث کی طرف آجاؤ۔ یہ نہ کہو کہ حنفی مذہب سچا ہے اور حدیث کا مذہب غلط۔

اونٹ کی قربانی میں ایجاد:

(۱۱۸) مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۳۸ باب فی الاضحیہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے وہیں عید الاضحیٰ آگئی تو ہم میں سات آدمی گائیں میں شریک ہوئے اور اونٹ میں دس دس آدمیوں نے شریک ہوکر قربانی کی۔ یہ حدیث ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ موجود ہے۔ لفظ یہ ہیں ''وفی البعیر عشرۃ'' لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا'' ہدایہ جلد چہارم ص ۴۲۸ کتاب الاضحیہ'' میں ہے ''او بدنۃ عن سبعۃ'' یعنی اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ پس حدیث میں دس کی شرکت، حنفی مذہب اس کا منکر اب ہمارے حنفی بھائی بتلائیں کہ وہ دس پر خوش ہیں یا سات پر مگن ہیں؟

قربانی کی وسعت میں تنگی:

(۱۱۹) ''مشکوہ شریف جلد اول ص ۱۲۹ باب العتیرہ'' میں مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عرفات کے خطبے میں حجۃ الوداع والے سال فرمایا:

"علی اهل البيت فی كل عام اضحية الخ"

ترجمہ: ''یعنی ہر گھر والوں پر ہر سال ایک قربانی ہے''

حاکم میں عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے کہ آپ اپنے تمام گھر والوں کی طرف ایک بکری کی قربانی کیا کرتے تھے لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے'' ہدایہ جلد ۴ ص ۴۲۸ کتاب الاضحیہ'' میں ہے:

"ويذبح عن كل واحد منهم شاة الخ"

ترجمہ: ''یعنی اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے''

اب دیکھتے ہیں کہ موجودہ حنفی حکم حدیث کو لیتے ہیں یا حکم فقہ کو؟

حدیث کے نفل کو واجب کر دیا:

(۱۲۰) مسند احمد اور مستدرک حاکم میں فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

"ثلث هن علی فرائض وهن لكم تطوع الوتر والنحر وصلوة الضحى"

ترجمہ: ''یعنی تین کام ہیں جو مجھ پر تو فرض ہیں لیکن تمہارے لئے نفل ہیں وتر قربانی اور نماز ضحیٰ''

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ باوجودیکہ میں تم سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن پھر بھی قربانی کو چھوڑ دیتا ہوں اس لئے کہ کہیں تم اسے

واجب نہ جانے لگو۔ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے ۔لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے "الاضحیۃ واجبۃ" یعنی قربانی واجب ہے" ہدایہ جلد ۴ ص ۴۲۷ کتاب الضحیہ"۔ کہو حنفی بھائیو! اب تم نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی مانو گے یا حنفی مذہب کی؟

سفر میں نماز جمع کرنے کا مسئلہ:

"(۱۲۱)عن ابن عباس قال كان رسول الله ﷺ يجمع بين صلوة الظهر والعصر اذا كان على ظهر سير ويجمع بين المغرب والعشاء"

ترجمہ: "یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر میں راستے ہی میں ہوتے تو ظہر عصر کو اور مغرب عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے تھے" (رواہ البخاری، مشکوۃ جلد اول ص ۱۱۸ باب صلوۃ السفر)

لیکن حنفی مذہب اس کا قائل نہیں وہ کہتا ہے:

"ولا يجمع فرضان فى وقت بلا حج"

ترجمہ: "یعنی حج کے موقع کے سوا کسی اور وقت دو فرض نمازیں جمع کر کے نہیں پڑھنی چاہئیں" (شرح وقایہ جلد اول ص ۱۲۴، کتاب الصلوۃ)

کہو حنفیو! رخصت دین اور آسانی اسلام کو تم قبول کرو گے یا اپنے اگلوں کی طرح اسے دھکے ہی دو گے؟

مونڈھوں تک رفع الیدین کا انکار:

(۱۲۲) سیدنا ابوحمید ساعدیؓ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت میں دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کی نماز کا تم سب سے زیادہ میں حافظ ہوں:

"اذا کبر جعل یدیہ حذآء منکبیہ الخ"

ترجمہ: ''جب آپ تکبیر اولی کہتے تو رفع الیدین کرتے اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے''

لیکن حنفی مذہب اس حدیث کا منکر ہے وہ لکھتا ہے:

"یرفع یدیہ حتی یحاذی بابھا میہ شحمۃ اذنیہ"

ترجمہ: ''یعنی رفع الیدین اس طرح کرے کہ انگوٹھے کان کی لو تک برابر ہو جائیں''

ملاحظہ ہو ہدایہ جلد اول ص ۸۴ باب صفۃ الصلوۃ۔ حنفی دوستو! اجازت دیجئے کہ میں یہاں کچھ آپ کو سمجھاؤں، دیکھو ہدایہ کے مصنف اس حدیث کو لائے ہیں جسے ہم نے یہاں وارد کیا ہے پھر کہتے ہیں یہ حدیث شافعی مذہب کے لئے ہے اور ہمارے لئے حدیث ہے جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مروی ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ تقسیم کیسی؟ یہ کونسا باپ دادے کا ورثہ بٹ رہا تھا کہ یہ میرا اور یہ تیرا، اس کے کیا معنی؟ کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پر تو شافعی عمل کریں، حنفیوں پر اس پر عمل کرنا حرام اور دوسری پر حنفی عمل کریں شافعی کو اس پر عمل کرنا حرام۔ اے حنفیو اور اے شافعیو! تم امت رسولؐ ہو کیوں اللہ کے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہو؟ کیوں حدیث کے حصے کرتے ہو؟ کیوں سنت کی تقسیم کرتے ہو؟ کیوں کسی کا کفر کر

کے کسی پر ایمان لاتے ہو؟ کیوں نہیں کہتے یہ بھی سنت ہے اور یہ بھی سنت یوں کرے خواہ یوں کرے۔

عورت مرد کی نماز میں تفریق:

(۱۲۳) اور لطف کی بات سنئے حنفیوں کا فیصلہ ہے ہدایہ شریف کے اسی صفحے میں ہے:

"والمرأة ترفع يديها حذاء منكبيها"

ترجمہ: ''یعنی عورت اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے'' (کیوں)

حنفی بھائیو! تم نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے تو کیا آپ کی سنت عورتوں کے لئے لائق عمل اور مردوں کے لئے قابل ترک؟ پھر ہم کہتے ہیں یہاں تم نے اس حدیث کے خلاف کیا جو مشکوۃ شریف ص ۷۵ جلد اول باب صفۃ الصلوۃ میں بحوالہ بخاری مسلم بروایت سیدنا مالک بن حویرث منقول ہے کہ:

"كان رسول الله ﷺ اذا كبر يرفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه"

ترجمہ: ''یعنی رسول ﷺ رفع الیدین کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے''

کیا اے حنفیو! نبی کریم ﷺ تمہارے نزدیک ایک عورت تھے؟ نعوذ باللہ! نبی کریم ﷺ سے دونوں باتیں مروی دونوں باتیں ثابت دونوں فعل صحیح لیکن تم نے خاصی تقسیم کی۔ گھر بیٹھے حصے بخرے کر لئے۔ ایک مردوں کو دی ایک عورتوں کی، اور بیچ میں وہ حد فاصل کھڑی کر دی کہ یہ اس کی حد میں نہ جائے اور وہ اس کی

حد میں نہ آئے۔ عورت کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائے مرد مونڈھوں تک نہ اٹھائے۔ سنت تو ہے لیکن اس سنت پر عمل فقط وہی کر سکتا ہے جو حنفی ہو کر مرد بھی ہو، اور دوسری چیز بھی سنت تو ہے لیکن اس پر عمل وہی کر سکتی ہے جو حنفن ہو کر عورت بھی ہو۔ تقلید کے شیدائیو! تم اس سنت رسول ﷺ کے پھر یوں ٹکڑے بھی کیجئے کہ حنفی تو کانوں تک رفع الیدین کرے اور شافعی مونڈھوں تک۔ بس کرو شخصی تقلید کی فدائیوں! اللہ کے رسولؐ کو پورا مانو، نہیں تو صاف انکار کر جاؤ۔ کیوں مسلمانوں میں نئی نئی راہیں نکالتے ہو؟ کیوں اللہ کے دین کو تنگ کرتے ہو؟ یوں سنت کا بٹوارہ کرتے ہو؟ کیوں ایک کو مان کر ایک کو دھکے دیتے ہو؟ اللہ سے ڈرو اللہ کے پورے دین کو مان لو۔

عورت مرد کی نماز میں فرق:

(۱۲۴) یہی حال سینے کی حدیث میں بھی کیا ہے کہ حنفیوں نے تو کہا سینے پر ہاتھ نہ باندھے بلکہ ناف تلے ہاتھ باندہے شافعیہ نے کہا سینے پر ہاتھ باندھے۔ لیکن مرد ہے تو ہرگز نہ باندھے۔ اب فرمائیے کہ اگر حدیثیں دونوں ہیں اور دونوں ایک ہی قوت کی ہیں تو پھر شافعیوں اور حنفیوں نے بٹوارہ کیوں کیا؟ اور اگر ایک گری پڑی ضعیف اور ناقابل عمل ہے جیسے ناف تلے کی روایت تو پھر اسے کیوں مانا؟ اور صحیح اور ثابت کو کیوں چھوڑا؟ اور پھر جب چھوڑا ہی تھا تو عورتوں کو ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی ہدایت حنفیوں نے کیوں کی؟ کیا حدیث پر عمل کرنے کے لئے عورت ہونے کی بھی شرط ہے؟ یا کیا ان حضرات نے نبی کریم ﷺ کی نسبت کوئی غلط رائے قائم کر رکھی ہے یا اس تقسیم کی کوئی اور دلیل ہے؟ کہ حنفی مرد ناف تلے ہاتھ رکھے، اور حنفن عورت سینے پر، حدیث میں تو صاف ہے:

"عن وائل بن حجر رضی الله تعالیٰ عنه قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یده الیمنی علی یده الیسر علی صدره"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے وقت اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا کرتے تھے اور ہاتھ سینے پر باندھا کرتے تھے'' (بلوغ المرام)

لیکن حنفی مذہب کہتا ہے: "یعتمد بیده الیمنی علی الیسری تحت السرة" یعنی ہاتھ ناف تلے باندھے۔

ایسا ہی ایک اور فرق:

(۱۲۵) یہی رنگ اس حدیث میں بھی حنفی مذہب نے اختیار کیا ہے جو مشکوۃ شریف کی پہلی جلد کے ص ۵۷ پر بروایت سیدنا ابوحمید ساعدیؓ سے منقول ہے کہ:

"فاذا جلس فی الرکعة الاخره قدم رجله الیسری ونصب الاخری وقعد علی مقدته'

ترجمہ: ''یعنی جس التحیات کے بعد سلام پھیرنا ہوتا اس میں نبی علیہ السلام اس طرح بیٹھتے کہ بایاں پاؤں داہنی طرف نکال دیتے، دوسرا کھڑا کر دیتے اور اپنی بائیں سرین پر بیٹھ جاتے'' (متفق علیہ)

حنفی مذہب اس کا ہے تو منکر لیکن پھر حنفی عورت کو تعلیم دیتا ہے کہ:

"جلست علی الیتها الیسری واخرجت رجلیها من الجانب الایمن"

ترجمہ: ''یعنی عورت التحیات میں اس طرح بیٹھے کہ اپنے دونوں

پاؤں دائیں طرف کو نکال لے اور اپنی بائیں سرین پر بیٹھے''

کیوں دوستو! اس کے کیا معنی؟ کہ عورت ہو تو حدیث پر عمل کر لے اور مرد وہ جو حدیث پر عمل نہ کرے فعل رسول ﷺ عورت مرد دونوں کے لیے ہے۔ ساری امت کو فرمان رسول ہے کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو تم بھی اسی طرح نماز پڑھو۔ پس ان تینوں مسئلوں میں اللہ جانے حنفی مذہب نے حصے بخرے کیسے کئے ہیں؟ قرآن میں جاہلیت کے زمانے کی ایک قوم کا ایک رواج پڑھا کرتے تھے کہ وہ کہتے ہیں:

"ما فی بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا الخ"

ترجمہ: ''یعنی ان مویشیوں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں یہ عورتوں کو حرام ہے''

پس مرد عورت کی تقسیم کی سند کہیں یہ آیت قرآنی تو نہیں؟

تکبیر بھی بدل دی:

(۱۲۶) مشکوۃ شریف جلد اول ص ۷ میں بخاری مسلم کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ باوضو قبلے کی طرف متوجہ ہو کر تکبیر کہے یعنی ''اللہ اکبر'' سے نماز شروع کر لفظ ہیں "فکبر" مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

"كان يستفتح الصلوة بالتكبير"

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ ہمیشہ اپنی نماز لفظ اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے''

متفق علیہ حدیث میں ہے بخاری شریف میں ہے:

"كان اذا دخل فی الصلوة كبر"

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نماز کو اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے''

متفق علیہ حدیث میں ہے "اذا قام الی الصلوۃ یکبر" نبی کریم ﷺ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ ایک حدیث میں ہے "تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم" (ابوداؤد) نماز شروع ہوتی ہے اللہ اکبر سے اور ختم ہوتی ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ان تمام حدیثوں کو حنفی مذہب کی فقہ نہیں مانتی ''ہدایہ ص ۸۴ جلد اول، صفۃ الصلوۃ'' میں ہے "فان قال بدل التکبیر اللہ اجل الخ" یعنی اگر کسی نے اللہ اکبر کے بدلے اللہ اجل کہا یا اللہ اعظم کہا یا الرحمٰن اکبر کہا یا لا الہ الا اللہ کہا یا اور کوئی نام اللہ لیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے پھر آگے چل کر لکھتے ہیں "فان افتتح الصلوۃ بالفارسیة الخ" یعنی باوجودیکہ کسی کو اچھی طرح عربی آتی ہو پھر بھی اگر وہ فارسی سے نماز کو شروع کرے اور فارسی میں ہی قرآن کا ترجمہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

سلام کے بدلے گوز مارنا:

(۱۲۷) مندرجہ بالا حدیث میں آپ نے پڑھا ہے کہ نماز کا آخری رکن جس سے انسان کی نماز فرمان رسول ﷺ مطابق ختم ہوتی ہے ''السلام علیکم الخ'' کہہ کر سلام پھیرنا ہے لیکن حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"وان تعمد الحدث فی هذه الحالة او تکلم او عمل عملا ینا فی الصلوۃ تمت صلوته"

ترجمہ: ''یعنی تشہد کے بعد اگر کسی نے جان بوجھ کر (مثلاً گوز مار کر) اپنا وضو توڑ دیا، یا باتیں کرنی شروع کردیں یا کوئی اور کام ایسا کیا جو نماز کے

خلاف ہے تو اس کی نماز پوری ہوگئی'' (ہدایہ مع فتح القدیر)

سنا آپ نے شروع کرے یہ کہہ کر ''اللہ بزرگ است'' ختم کرے پیچھے کے راستے سے ہوا نکال کر تو بھی نماز ہوگئی۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ نماز شروع صرف اللہ اکبر سے اور ختم صرف سلام پر۔ کہو بھائیو! آپ کو کیا اچھا لگتا ہے، حدیث شریف کا حکم یا فقہ حنفی کا؟

حج بدل کا مسئلہ:

"وعن ابن عباس قال ان رسول اللہ ﷺ سمع رجلا یقول لبیک عن شبرمة قال من شبرمة قال اخ لی او قریب لی قال احججت عن نفسک قال لا قال حج عن نفسک ثم حج عن شبرمة"

ترجمہ: ''یعنی رسول ﷺ نے سنا ایک صحابیؓ ''لبیک عن شبرمة'' کہتے ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا میرے بھائی ہیں یا میرے اور کوئی قریبی رشتہ دار ہیں۔ میں ان کی طرف سے حج کو آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنا بھی حج کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں کیا، آپ نے فرمایا اولاً اپنی طرف سے اپنا حج کرو پھر حج بدل کرنا''

(رواہ الشافعی وابوداؤد وابن ماجہ، مشکوۃ جلد اول ص ۲۲۳، کتاب المناسک)

یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کے لئے شرط ہے کہ اس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ملاحظہ ہو ہدایہ کی سب سے اعلیٰ شرح فتح القدیر جس میں حج بدل والے کے لئے حج کیئے ہوئے ہونا شرط نہیں مانا بلکہ افضل بتایا ہے اور امام شافعی کا چونکہ مذہب اس کے

مطابق ہے اس لئے اسے خوب رد کیا ہے (فتح القدیر باب الحج عن الغیر) درمختار باب الحج عن الغیر ص ۲۶۱ جلد ثانی میں ہے "جاز حج الضرورۃ" یعنی جس نے حج نہ کیا ہو وہ بھی حج بدل کرسکتا ہے۔

زبردستی کی دھینگا مشتی:

مسئلہ نمبر (۱۲۹۔۱۳۰) ''مشکوۃ شریف جلد دوم ص ۲۸۴ باب الخلع والطلاق'' میں ہے:

"عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ لا طلاق ولا عتاق في اغلاق رواه ابو داؤ وابن ماجه قيل معنى الاغلاق الاكراه"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص پر اکراہ زبردستی کی جائے وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، اور جس سے زبردستی غلام آزاد کرایا جائے تو نہ وہ طلاق واقع ہوگی اور نہ یہ غلام آزاد ہوگا''

لیکن حنفی مذہب میں ہے کہ یہ طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور یہ غلام بھی آزاد ہو جائے گا ''ہدایہ جلد ۳ کتاب الاکراہ ص ۳۴۴'' میں ہے:

"وان اكره على طلاق امراته اوعتق عبده ففعل وقع ما اكره عليه"

ترجمہ: ''یعنی کسی پر زبردستی کی گئی اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا اپنے غلام کو آزاد کیا تو یہ طلاق بھی ہو جائے گی اور یہ غلام بھی آزاد ہو جائے گا''

کہو دوستو! فقہ و حدیث کے اس مقابلے میں آپ کسے حق کہیں گے اور کسے ناحق؟

ریشم حلال کر دیا گیا:

(۱۳۱) آپ جانتے ہونگے کہ ہماری شریعت میں ریشم مردوں پر حرام ہے۔ مشہور مسئلہ ہے ''مشکوۃ شریف جلد دوم ص ۳۷۴ کتاب اللباس'' میں ہے:

"عن حذیفة قال نهانا رسول الله ﷺ ......وعن لبس الحرير والديباج وان نجلس عليه"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ریشم پہننے سے اور ریشم پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا دیا''

ابوداؤد ونسائی کے حوالے سے اسی مشکوۃ میں ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں "لا تركبوا الخز" ریشم پر نہ بیٹھو۔ یہ حدیثیں صاف ہیں کہ ریشم پہننا بھی حرام ریشمی فرشوں پر بیٹھنا، لیٹنا اور تکیہ لگانا بھی حرام ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ''ہدایہ جلد ۴ کتاب الکراہیۃ ص ۴۴۰'' میں ہے:

"ولا باس بتوسده والنوم عليه عند ابى حنيفة"

ترجمہ: ''یعنی ریشمی تکیہ لگانے اور ریشمی بستر پر سونے میں کوئی حرج نہیں''

دیکھیں اب ہمارے بھائی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں یا مذہب کو؟

سجدۂ سہو کا وقت بدل دیا:

(۱۳۲) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۹۳ باب السہو'' میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی، پہلی دو رکعتوں کے بعد بھول سے التحیات میں نہ بیٹھے اور سیدھے کھڑے ہو گئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے

جب چار رکعتیں پوری ہوگئیں تو لوگ منتظر تھے کہ اب آپ سلام پھیریں گے کہ:

"کبر وھو جالس فسجد سجدتین قبل ان یسلم ثم سلم"

ترجمہ: ''آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کر کے پھر سلام پھیرا'' (متفق علیہ)

اس سے ایک صفحہ پہلے یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کی رکعتوں کے تین یا چار ہونے میں شک ہو جائے تو جس طرف زیادہ اطمینان ہو اس گنتی کو لے کر شک کو چھوڑ دو پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کر لے۔ یہ حدیثیں صاف ہیں کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کرے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں☆ مانتا ''ہدایہ جلد اول ص ۱۳۶ باب سجود السہو'' میں ہے:

"یسجد للسھو فی الزیادۃ والنقصان سجدتین بعد السلام ثم یتشھد ثم یسلم"

''یعنی سجدہ سہو سلام کے بعد کرے الخ'' کہو حنفی بھائیو! اب عمل حدیث پر ہوگا یا فقہ پر؟

نماز نبیؐ باطل کر دی:

(۱۳۳) ''مشکوۃ ص ۹۲ جلد اول باب السہو'' میں ہے:

"عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ ﷺ صلی الظھر خمسا فقیل لہ ازید فی الصلوۃ فقال وما ذاک قالوا صلیت خمسا فسجد سجدتین"

☆ شاید شیخ رحمہ اللہ کی تردید وتنقید یہاں صرف اس پر ہے کہ حنفیہ نے صرف بعد السلام پر عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم، ناصر

ترجمہ: ''بخاری مسلم کی یہ حدیث ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سہو سے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھا دی جب لوگوں سے معلوم ہوا تو آپ نے دو سجدے سہو کر لئے''

لیکن حنفی مذہب اس کے برخلاف فتویٰ دیتا ہے کہ:

"وان قيد الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا"

ترجمہ: ''یعنی اگر کسی نے بھولے سے پانچویں رکعت مع سجدہ ادا کر لی تو اس کی وہ ساری فرض نماز باطل ہوگئی''

کہو بھائیو! فقہ سچی اور رسول اللہ ﷺ کی نماز باطل؟ یا فقہ باطل اور رسول اللہ ﷺ کی نماز صحیح؟ مسئلہ شریعت کا یہ کہ ایسے وقت صرف دو سجدے سہو کے کر لینے حدیث کے مطابق کافی ہیں یا یہ کہ فقہ کے مطابق ساری نماز نئے سرے سے پڑھے؟ جواب دیتے وقت فقہ و حدیث کا فرق سامنے رہے۔ گور و محشر سوال قہار و جبار بھی سامنے رہے۔

سجدۂ سہو کا مسئلہ:

(۱۳۴) '''' مشکوۃ ص ۹۲ جلد اول باب السہو'' میں ہے:

"عن عطاء بن يسار عن ابی سعيد قال قال رسول الله ﷺ اذا شک احدکم فی صلوته فلم يدر کم صلی ثلثا او اربعا فليطرح الشک وليبن علی ما استيقن ثم ليسجد سجدتين قبل ان يسلم الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی

نماز کی رکعتوں کی گنتی میں شک پیدا ہو جائے کہ نہ معلوم تین پڑھیں یا چار تو چاہیئے کہ شک چھوڑ دے اور یقین پر بنا کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کر لے'' (رواہ مسلم)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ اس کے بالکل برعکس کہتا ہے:

"ومن شک فی صلوته فلم یدر اثلثا صلی ام اربعا وذلک اول ما عرض له استأنف" (ہدایہ ص۱۴۰ ج اول، باب سجود السہو)

ترجمہ: ''یعنی جسے اول اول دفعہ اپنی نماز کی رکعتوں کی گنتی میں شک پیدا ہو جائے کہ نہ معلوم تین پڑھیں یا چار تو اسے چاہیے کہ نئے سرے سے دوسری نماز پڑھے''

کہو میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ کی بات شریعت؟ یا جو آپ کے خلاف کہے اس کی بات شریعت؟ وہ تو گئے جو کر گئے اب تم بتاؤ کیا کرو گے؟

ہمارا مشورہ تو آپ کو یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرو حدیث ہی کو اپنا مذہب سمجھو اور یہی فرمان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرماتے ہیں "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" جو کچھ صحیح حدیث میں ہے وہی میرا مذہب ہے پس تم بھی سچے حنفی اسی وقت بنو گے جب وہ لو جو حدیث میں ہے۔

فطرے کا مسئلہ:

(۱۳۵) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص۱۶۱ صدقۃ الفطر'' میں ہے:

"واما فقیرکم فیرد علیه اکثر مما اعطاء"

ترجمہ: ''یعنی صدقۃ الفطر مسکین بھی ادا کریں اللہ تعالیٰ انہیں اوروں سے اس سے بھی زیادہ دلوائے گا'' (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ فطرہ ادا کرنے کے لئے مالداری شرط نہیں ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ان کی فقہ کی کتاب ''ہدایہ ص ۱۸۸ جلد اول باب صدقۃ الفطر'' میں ہے:

"اذا کان مالکالمقدار النصاب"

ترجمہ: ''یعنی فطرہ اس وقت واجب ہوگا جب زکوٰۃ کے واجب ہونے کے برابر مال کا وہ مالک ہو''

کہو حنفی بھائیو! پیغمبر ﷺ کی مانو گے یا فقہ کی؟

غیر مسلمان کو مسلمان کی جگہ کر دیا:

(۱۳۶) اسی فطرے کی حدیث میں صاف یہ لفظ ہیں "من المسلمین" اور "علی کل مسلم" وغیرہ ملاحظہ ہو'' مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۶۰ باب صدقۃ الفطر'' اس سے ظاہر ہے کہ فطرہ مسلمان کی طرف سے ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ نہایت آزادی سے اس قید کو مہمل قرار دیتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ:

"ویودی المسلم الفطر عن عبده الکافر"

ترجمہ: ''کسی مسلمان کا کوئی کافر غلام ہو تو اس کی طرف سے بھی اسے فطرہ ادا کرنا ضروری ہے''

فطرے کے مسائل میں قلابازیاں:

مسئلہ نمبر (۱۳۷ تا ۱۴۳) حدیث میں موجود ہے کہ فطرہ غلام پر بھی ہے لفظ

ہیں ''علی العبد والحر'' بخاری مسلم کی حدیث ہے مشکوۃ کے باب صدقۃ الفطر ص ۱۶۰ پر موجود ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ہدایہ میں ہے "ولا یخرج عن مکاتبہ ...ولا المکاتب عن نفسہ ...ولا یخرج عن ممالیکہ للتجارۃ ...والعبد بین شریکین ...وکذا العبدبین اثنین" بلکہ ہدایہ کے اسی ص ۱۸۹ باب صدقۃ الفطر میں تو یہاں تک ہے کہ "ولا یودی عن زوجتہ" یعنی جس غلام نے تحریر آزاد لکھوالی ہے اس کی طرف سے فطرہ ادا نہ کرے، خواہ ایسا غلام اپنا فطرہ آپ بھی نہ دے۔ تجارت کے طور پر بھی جو غلام ہوں ان پر بھی فطرہ نہیں، شریکوں کے درمیان جو غلام ہو اس پر بھی فطرہ نہ دیں، دو شخصوں کے درمیان جو غلام ہو اس کا بھی فطرہ نہ ادا کیا جائے۔

برادران! دونوں چیزیں آپ کے سامنے کر دینا اتنا کام تو میرا تھا، آگے کسے مانیں کسے نہ مانیں یہ آپ خود فیصلہ کرلیں آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی قید حدیث میں تھی تو فقہ نے اڑا دی، غلام جب مسلمان ہو تو عام طور پر اس کی طرف سے فطرے کی ادائیگی کا حکم تھا تو فقہ نے اس کی کئی کئی صورتیں بنا کے ان کو فطرے کے حکم سے الگ کر دیا، بلکہ یہ بھی تحریر فرمادیا کہ بیوی کی طرف سے بھی اس کے میاں کے ذمے فطرے کا ادا کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیا "ولا عن اولادہ الکبار وان کانوا فی عیالہ" یعنی بڑی اولاد گو اس کی عیالداری اور پرورش میں ہو ان کی طرف سے بھی اس پر فطرے کا ادا کرنا ضروری نہیں اب آپ سمجھ لیجئے! حدیث مانیں یا فقہ؟ آپ کو اختیار ہے۔

صبح کی نماز کا وقت چھوڑ دیا:

(۱۴۴) مشکوۃ شریف باب المواقیت میں بحوالہ صحیح مسلم بروایت سیدنا

عبداللہ بن عمرو مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"وقت صلوۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس"

ترجمہ: ''یعنی فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک ہے''

اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ نماز کے وقتوں کو جو سائل پوچھنے آیا تھا اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے پہلے دن صبح کی نماز صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی پڑھی لفظ ہیں "فاقام الفجر حین طلع الفجر" اور آخری وقت بتانے کے لئے آپ نے دوسرے دن صبح کی نماز اسفار کر کے پڑھی لفظ ہیں "وصلی الفجر فاسفر بھا" اس کے بعد کی حدیث میں جبرئیل کی امامت صبح کا وقت ان لفظوں سے بیان ہوا ہے:

"وصلی بی الفجر حین حرم الطعام والشرب علی الصائم"

ترجمہ: ''مجھے جبرئیل نے صبح کی نماز اپنی امامت سے اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا، پینا حرام ہو گیا''

یہ اول وقت تھا اور آخری وقت بتانے کے لئے مجھے اسفار کر کے نماز پڑھائی، الفاظ ہیں "وصلی بی الفجر فاسفر" صفحہ ۶۰ پر بخاری مسلم کے حوالے سے روایت ہے اس میں ہے "والصبح بغلس" یعنی رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز غلس میں پڑھتے تھے یعنی اس وقت جب کہ اندھیرا موجود ہوتا تھا۔ اسی صفحہ کے آخر میں حدیث ہے کہ کھانا پینا صبح صادق کے دیکھتے ہی بند کرتے تھے پھر نماز فرض شروع کرتے تھے اس کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ کوئی پچاس

آیتیں پڑھ لے۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے افضل عمل نماز کو اول وقت میں پڑھنا ہے (ترمذی وغیرہ)۔ لیکن ان تمام صحیح اور صریح حدیثوں کے برخلاف ان کی پرواہ نہ کر کے حنفی مذہب کہتا ہے "ویستحب الاسفار بالفجر" یعنی فجر کی نماز اسفار کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ اسفار کرنا صبح کی نماز کا آخری وقت ہے جیسے اوپر کی حدیثوں میں ہے اور غلس میں پڑھنا فعل رسول ﷺ ہے۔ لیکن فقہاء حنفیہ کا کتب فقہ کا فرمان اس کے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ غلس میں نہ پڑھے لیکن اسفار میں پڑھے یہی مستحب ہے۔ اب ہمارے حنفی بھائی بتلائیں کہ صبح کی نماز کو اول وقت غلس میں سنت کے مطابق ادا کرنا وہ پسند کریں گے؟ یا آخری وقت اسفار میں فقہا پر عمل کر کے پڑھنا پسند فرمائیں گے؟

امام کے نوافل اور مقتدی فرض ☆:

(۱۴۵) "عن جابر قال كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي ﷺ ثم ياتي قومه فيصلي بهم"

ترجمہ: ''یعنی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز عشاء ادا کر کے پھر جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو امامت کراتے''

(متفق علیہ، مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۰۳، باب من صلی صلوۃ مرتین)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"ولا يصلي المفترض خلف المتنفل"

ترجمہ: ''یعنی فرض نماز اس شخص کے پیچھے نہیں ہوتی جو نفل پڑھ رہا ہے''

پس حدیث میں تو ہے کہ سیدنا معاذ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے فرض ادا کر کے اپنی قوم کی امامت کراتے تھے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے

☆ اس مسئلہ پر شیخ نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ کی کتاب ادارہ العلوم الاثریہ نے شائع کی ہے بڑی ہی بہترین کتاب ہے مطالعہ کرنا چاہئے۔ ناصر

نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ۔اب دیکھیں ہمارے زمانے کے حنفی حضرات اس حدیث کو مانتے ہیں یا اس مذہب کو؟

آدھا سجدہ:

(۱۴۶) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۷۶ باب صفۃ الصلوۃ'' میں سیدنا ابو حمیدؓ والی حدیث میں ہے کہ:

"ثم سجد فامكن انفه وجبهته الارض الخ"

ترجمہ: ''یعنی سجدے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ناک اور پیشانی دونوں زمین پر ٹکائی'' (رواہ ابوداؤد)

لیکن حنفی مذہب کہا ہے:

"فان اقتصر على احدهما جاز عند ابى حنيفة" یعنی اگر کوئی شخص صرف پیشانی ٹکائے ناک زمین سے نہ لگائے یا صرف ناک ٹکائے پیشانی نہ لگائے تو بھی جائز ہے اب فرمایئے کیا ارادہ ہے؟ نماز محمدی ہوگی؟ یا نماز حنفی؟

سود کا جواز:

(۱۴۷) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۴۴ کتاب البیوع باب الربو'' میں ہے:

"عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول الله ﷺ الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل

سواء بسواء یدا بید الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے، مقدار میں بالکل برابر اور نقد ہونا چاہیئے (ادھار اور کمی بیشی سود ہے) (رواہ مسلم)

یہ حدیث صاف ہے کہ کھجور کو کھجور کے بدلے برابر ہونا چاہیئے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ''ہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع باب الربو'' میں ہے:

"ویجوز ...التمرة بالتمرتین" یعنی ایک کھجور کے بدلے دو کھجوریں لینی جائز ہیں کہیئے حنفی دوستو! اب آپ فقہ مان کر اس تجارت کو جائز قرار دینگے یا حدیث مان کر اس سودی تجارت کو حرام قرار دیں گے؟

بوٹی کے بدلے بکرا:

(۱۴۸) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۴۵ کتاب البیوع باب الربو'' میں ہے"

"عن سعید بن المسیب مرسلا ان رسول اللہ ﷺ نھی عن بیع اللحم بالحیوان الخ"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے گوشت کو جانوروں کے بدلے بیچنا حرام فرمایا ہے'' (رواہ فی شرح السنۃ)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ ''ہدایہ جلد سوم ص ۵۶ کتاب البیوع باب الربو'' میں ہے ''یجوز بیع اللحم بالحیوان'' یعنی گوشت کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔ اب دیکھیں ہمارے زمانے کے احناف اس حرام بیع کو فقہ سے حلال

کرتے ہیں ؟ یا حدیث کے مطابق حرام ہی کہتے ہیں ؟ اس نے تو اس مثل کو اصل کر دکھایا کہ بوٹی دے کر بکرا لے لو۔

سودی بیع :

(۱۴۹) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۴۵ کتاب البیوع باب الربو میں ہے:

"عن سعد بن ابی وقاص قال سمعت رسول الله ﷺ سئل عن شری التمر بالرطب فقال اینقص الرطب اذا یبس فقال نعم فنہاہ عن ذلک"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے بدلے بیچ سکتے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیا تر کھجوریں خشک ہونے کے بعد وزن میں کم ہو جاتی ہیں؟ جواب ملا جی ہاں، تو آپ نے اس سے منع فرما دیا'' (رواہ مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

لیکن حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا ''ہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع باب الربو ص ۶۷ '' میں ہے "یجوز بیع الرطب بالتمر مثلا "یعنی تر کھجوروں سے خشک کھجوروں کی بیع جائز ہے۔ کہو حنفیو! حدیث مانو گے یا فقہ؟ ممنوع تجارت کرو گے یا مشروع؟

کھیت اور باغ کی شرکت :

(۱۵۰۔۱۵۱) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۵۷ کتاب البیوع باب المساقاۃ والمزارعۃ'' میں ہے:

"عن عبد الله بن عمر ان رسول الله دفع

الی یہود خیبر نخل خیبر وارضھا علی ان یعتملوھا من اموالھم ولرسول اللہ ﷺ شطر ثمرھا"

ترجمہ: ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے رہنے والے یہودیوں کو خیبر کی زمین دی یہ ٹھہرا کر کہ وہ اپنا مال لگا کر خود ہی کام کاج کریں اور جو پیداوار کھجور کے باغ کی ہو اس میں آدھا ان کا اور آدھا آپ کا اسی طرح وہاں کی کھیت کی زمین بھی اس بٹوارے پر انہیں دی'' (رواہ مسلم)

یہ حدیث صحیح ہے صریح ہے کہ مزارعہ اور مساقاۃ یعنی اس طرح کی شرکت کی کھیتی اور اس طرح کی شرکت کے باغ شرعاً جائز ہیں لیکن ہدایہ میں ہے:

"قال ابو حنیفۃ المزارعۃ بالثلث و الربع باطلۃ"

ترجمہ: ''یعنی اس طرح کھیت کرنا ناجائز ہے باطل ہے''

(ہدایہ جلد ۴ کتاب المزارعہ ص ۴۱۵ اور کتاب المساقاۃ میں ہے)

"قال ابو حنیفۃ المساقاۃ بجزء من التمر باطلۃ"

ترجمہ: ''یعنی اس طرح کھجوروں کے باغات کی بٹواری بھی ناجائز اور باطل ہے''

کہو دوستو! حنفیت کا اصول تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ۔

فلعنۃ ربنا اعداد رمل
علی من رد قول ابی حنیفۃ

جو امام صاحب کے کسی قول کو بھی رد کر دے اس پر ریت کے ذروں کے مقدار کے برابر لعنتیں نازل ہوں۔ اب ان لعنتوں سے بچنے کے لئے یا تو ان حدیثوں کو رد کر دیں اگر نہ کریں تو فرمایئے کہ کیا پھر کوئی ہے جو اتنی بے شمار لعنتوں کا بوجھ اپنے ذمے لے سکے؟ آؤ میں آپ کو بتلاؤں کہ نہ آپ کو لعنت لینی پڑے نہ

حدیث چھوڑنی پڑے، وہ اس طرح کہ آپ اس تقلید کو چھوڑ دیں بس پھر آپ حدیث پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ سنئے! خود امام صاحب کے شاگردوں نے بھی امام صاحب کے ان دونوں مسئلوں کو نہیں مانا اسی کتاب میں ہے ''وقالا جائزۃ الخ'' یعنی یہ دونوں شاگرد امام صاحب کے اس مسئلے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ مساقاۃ جائز ہے اسی طرح مزارعت بھی۔

برادران جس طرح ان دونوں مسئلوں میں امام صاحب کے قول کے خلاف حدیث پا کر چھوڑ دیا ہے اسی طرح اور جگہ بھی چھوڑ دیا جائے۔ اگر امام صاحب کے دونوں شاگردوں کے خلاف کے وقت امام صاحب کے قول کو چھوڑنے سے آدمی لعنتی نہیں بنتا تو پھر حدیث شریف کے خلاف کے وقت امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینے سے انسان کیسے لعنتی بن جائے گا؟ بھائیو! سنو یہاں تمہارے اگلے پچھلے فقہا غیر فقہا جتنے بھی یہ تمام حضرات آپ کی نگاہوں میں بد نہیں بنے؟ تو آخر ان مٹھی بھر اہلحدیثوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ کہ جہاں انہوں نے امام صاحب کے کسی مسئلے کو چھوڑا اور اس کے خلاف کیا کہ آپ کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور مل جل کر سیاپا ہونے لگتا ہے۔ سچ ایمان یہی ہے اسلام یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے خلاف جب اور جس کا قول ہو چھوڑ دیا جائے اور حدیث رسول ﷺ کو ہرگز کسی حالت میں کسی کے خلاف پر نہ چھوڑا جائے۔

دو اذانوں کو ایک کر دیا:

(۱۵۲) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۲۵ میں رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے قصہ میں مروی ہے کہ جب رسول ﷺ مزدلفہ پہنچے تو:

"فصلى بها المغرب والعشاء بآذان واحد واقامتين"

ترجمہ: ''یعنی وہاں آپ نے مغرب عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی اذان ایک ہی ہوئی اور اقامت یعنی تکبیر دو ہوئیں''

ملاحظہ ہو بخاری مسلم، لیکن حنفی مذہب اس سنت کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے:

"ویصلی الامام بالناس المغرب والعشاء بآذان واقامة واحدة"

ترجمہ: ''یعنی مزدلفہ میں امام مغرب عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھائے''

مسکینوں پر تنگی:

(۱۵۳) ''مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۴۶ کتاب البیوع باب المنہی عنہا الخ میں ہے:

"عن ابی هريرة ان رسول الله ارخص فی بيع العرايا بخرصها من التمر فی مادون خمسة او سق او فی خمسة اوسق ،شک داؤد بن الحسين"

ترجمہ: ''یعنی جو لوگ غرباء کو چند درخت خرما کا پھل ہبہ کر دیں تو اگر وہ اندازاً پانچ وسق (۱۹من) سے کم ہو تو ان کے لئے جائز ہے کہ ان کے اندازاور انکل سے تیار کھجوریں لے لیں'' (متفق علیہ)

لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ان کی ہدایہ کے صفحہ ۳۶ جلد ۳ کتاب البیوع میں اسے منع لکھا ہے بلکہ امام شافعی جو اسے مانتے ہیں ان کی تردیدی کی ہے اب

حنفیوں کو اختیار ہے خواہ وہ پیغمبر ﷺ کی بات کو لیں خواہ بعد والے کی؟

شراب وسود کی تجارت:

مسئلہ نمبر(۱۵۴۔۱۵۵) دنیا جانتی ہے مسلمان بچے بچے کو علم ہے کہ اسلام نے شراب اور شراب کی تجارت حرام کر دی ہے'' مشکوۃ شریف جلد اول ص ۲۴ کتاب البیوع باب الکسب الخ'' میں ہے:

"عن جابر انه سمع رسول الله يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام الخ"

ترجمہ:''یعنی رسول ﷺ نے فتح مکہ والے سال اپنے خطبے میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب کی مردار کی سور کی اور بتوں کی خرید وفرخت حرام فرمادی ہے'' (متفق علیہ)

لیکن حنفی مذہب کو اس حکم کے ٹالنے پر نہ ماننے پر اصرار ہے وہ ذرا گھما کر پیچ دے کر اسے حلال کر لیتا ہے یعنی'' ہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع ص ۱۴ باب البیع الفاسد'' میں ہے:

"واذا امر المسلم نصرانيا ببيع خمر او بشرائها ففعل ذالك جاز عند ابي حنيفة"

ترجمہ:''یعنی اگر کسی مسلمان نے کسی نصرانی کو شراب بیچ ڈالنے یا خرید لینے کا حکم دیدیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے جو حکم شراب کا وہی حکم خنزیر کا بھی ہے''

چنانچہ اس سے آگے ہے "وعلی ھذا الخلاف الخنزیر" یعنی اس طرح خنزیر کی خرید وفرخت نصرانی مسلمان نصرانی وکیل کے ذریعے کر سکتا ہے۔ کہو حنفی دوستو! کیا ارادے ہیں؟ اس جواز کے ماتحت شراب کے میٹھے اور سور کی تجارت بواسطہ عیسائی وکیل شروع ہو جائے گی؟ یا زیر فرمان رسول ﷺ یہ دونوں تجارتیں حرمت کی حالت میں ہی رہ جائیں گی۔ اللہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کا تابعدار بنائے۔

وقف کا مسئلہ:

(۱۵۶) بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی زمین بنام ثمغ صدقہ کرنی چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "تصدق باصلها لاتباع ولا توھب ولا تورث" کہ اسے وقف کر دو اصل تو نہ بک سکے نہ بخشی جا سکے نہ وہ کسی کے ورثے میں آئے ہاں اس کی پیداوار سب اللہ کے راہ کے مستحقین میں جائے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جہاں کسی نے اپنی کوئی چیز وقف کی کہ وہ اللہ کی ملکیت ہو جائے گی، اب اس شخص کی ملکیت اس پر باقی نہ رہے گی، اور یہ کہ وقف کرنا شرعی امر ہے اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے لیکن ''ہدایہ جلد دوم ص ۶۱۶ کتاب الوقف میں ہے:

"قال ابو حنفية لا یزول ملک الوقف عن الوقف الا ان یحکم به الحاکم الخ"

ترجمہ: ''یعنی وقف کرنے والے کے وقف کرنے سے اس کی ملکیت زائل نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم کا حکم نہ ہو جائے''

حنفیوں کی غیر مقلدی:

اس کے معنی صاف یہ ہیں کہ وقف کرنا ہی امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں چنانچہ مبسوط کے الفاظ یہی ہیں کہ "لا یجوز الوقف اصلا عندہ" یعنی امام صاحب کے نزدیک وقف کرنا ہی سرے سے جائز نہیں۔ کہو حنفی بھائیو! یہاں تو ناممکن ہے کہ تمہارے علما امام صاحب کی تقلید نہ کریں کیونکہ اس صورت میں ہزار ہا کا وقف ہاتھوں سے نکل جائے گا اس لئے سب نے مل کر یہاں امام صاحب کی تقلید چھوڑ رکھی ہے۔ فقہ کی کتاب کے تمام مصنفین اس مسئلے میں اپنے امام کی نہیں مانتے۔ اگر یہ اس لئے نہیں مانتے کہ امام صاحب کا یہ فرمان خلاف حدیث ہے تو مہربانی فرما کر اور مسائل بھی جو ایسے ہیں انہیں چھوڑ دیجئے۔ یہی اہلحدیث ہونا ہے یہی اہلحدیث کا مذہب ہے اسی کی طرف وہ تمہیں دعوت دے رہے ہیں اگر واقعی امام صاحب کو ایک امتی مانتے ہیں تو یہی سلوک ان کے ساتھ ہونا بھی چاہیئے کہ جو بات ان کی حدیث کے مطابق ہو سر آنکھوں پر جو خلاف ہو وہ رد۔ یہی امام کو امام ماننا ہے، خلاف حدیث باتوں کو بھی نہ چھوڑنا اور ان کی تمام باتوں کو ان کی باتیں ہونے کی حیثیت سے شرعی مسائل ماننا یہ توانہیں نبی بنانا ہے جو حرام ہے اسی تقلید نے آج ہم مسلمانوں کو جدا کر دیا ہے اللہ کرے جیسے اس مسئلے میں ہمارے بھائیوں نے امام صاحب کی مانی چھوڑی ہے ان تمام مسائل میں بھی چھوڑ دیں جو خلاف حدیث ہیں تو آج یہ تقلید کی سد سکندری ٹوٹ جائے اور ہم سب مسلمان ایک ہو جائیں۔ اللہ توفیق خیر دے

تحقیق وتقلید پر ایک نظر بطور خاتمہ کے

مذہب امام صاحب کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ:

اگر تقلید کا کوئی نقصان بھی اس کے سوا نہ ہوتا کہ انسان قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے لئے اس کے بعد آزاد نہیں رہ سکتا تو یہی نقصان حرمت تقلید کی اعلیٰ تر دلیل بننے کے لئے کافی تھا لیکن ہمیں حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تقلید کی فرضیت مانی جا رہی ہے۔ دوسری طرف صحیح صحیح حدیثوں کو ٹکا سا جواب مل رہا ہے، حدیث و فقہ میں صاف مقابلہ ہونے کی صورت میں بھی حدیث کو چھوڑا جا رہا ہے اور فقہ کو پکڑا جا رہا ہے۔ میرے بھائیوں ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے اسے آپ اگر امام ابو حنیفہؒ کے احکام سمجھ کر مان رہے ہیں تو یاد رکھیئے کہ یہ امام صاحب کے فرمان کا مجموعہ ہرگز نہیں ہے۔ اس میں تو بلا مبالغہ بہت سے بزرگوں کے اقوال مجموعی طور پر درج ہیں۔ اس میں تو یہاں تک ہے کہ امام صاحب کے صریح قول کو چھوڑا گیا ہے اور دوسروں کے قول کو لیا گیا ہے۔ پس یہ سمجھنا تو کسی طرح بھی حق بجانب نہیں کہ اس میں جو تحریر ہے امام صاحب کے مسائل ہیں ہرگز نہیں۔ اب ایک طرف سے دنیا کے کانوں میں ڈالا جا رہا ہے کہ جو حلال حرام ان کتابوں میں لکھا ہے اسے اسی طرح مان لینا حنفی بننا اور مسلمان ہونا ہے لیکن ہماری طرف سے دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ صرف قرآن و حدیث کا ماننا مسلمان ہونا ہے۔ ان کتابوں کے مسائل کو قرآن و حدیث پر پرکھنا چاہیئے مطابق ہوں تو قابل قبول۔ مخالف ہوں تو ہرگز اس درجے کے نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مذہب نہیں جو فقہ کی ان موجودہ کتابوں میں ہے بلکہ آپ کا مذہب وہ ہے جو آپ نے فرمایا

ہے ''اذا صح الحدیث فھو مذہبی'' یعنی صحیح حدیث میں جو ہے وہی میرا مذہب ہے (شامی)۔

دم پھڑک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
دیکھے تو جی ہی بہل جائے نگہ تیر یہ ہے

منکر حدیث منکر امام بھی ہے:

میں نے آپ کو صحیح حدیثیں دکھا دی ہیں اور امام صاحب کا یہ فرمان خود آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ''شامی'' میں موجود ہے۔ پس امام صاحب کا درحقیقت ان مسائل میں وہی مذہب ہوا جو ان صحیح حدیثوں میں ہے، پھر جو ان صحیح حدیثوں کو نہ مانے اور ان کے خلاف مسائل کو مانے اس نے نہ صرف ان احادیث کا ہی خلاف کیا بلکہ خود امام صاحب کا بھی خلاف کیا پس یہ خیال کہ امام صاحب کا مذہب وہ ہے جو ان فقہ کی کتابوں میں ہے، غلط خیال ہے۔ نیز یہ خیال کہ ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے حق ہے اور یہی قرآن و حدیث کا مغز، عطر اور گودا ہے غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت امام صاحب کا مذہب اصولی طور پر وہ ہے جو اہلحدیث کا ہے امام صاحب کا سچا ماننے والا وہ ہے جو ہر صحیح حدیث کو قابل قبول اور واجب العمل مانے۔ جو شخص حدیث وفقہ کے علانیہ خلاف کے وقت حدیث کو چھوڑ کر فقہ کو لے وہ حدیث کا بھی منکر ہے، وہ امام صاحبؒ کے مذہب کا بھی اصولی طور پر منکر ہے۔ پس میں اپنے موجودہ سمجھ دار حنفی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کھلے بندوں حدیث کے ماننے والے بن جائیں۔ ساری فقہ گو چھوٹ جائے کوئی غم نہیں لیکن اگر ایک صحیح حدیث چھوٹی تو یاد رکھو اللہ کے ہاں کوئی جواب نہ ہو سکے گا۔

درہَ فاروقی:

ایک ثقفی شخص دربار خلافت فاروقی میں حاضر ہوکر کہتا ہے کہ جناب عالی حج کرنے والی ایک عورت نے بقرہ عید والے دن طواف زیارت تو کرلیا ہے۔اب وہ حائضہ ہو گئی ہے تو کیا وہ طواف وداع جو آخر میں گھر جانے کی واپسی کے وقت کیا جاتا ہے اسے کیئے بغیر وطن کو واپس ہوسکتی ہے یا اس کے لئے ضروری ہے کہ مکہ میں ہی ٹھہری رہے اور حیض سے پاک صاف ہوکر طواف ودع کر کے ہی مکہ چھوڑے؟ آپ نے فرمایا وہ اس حالت میں ہرگز نہیں جا سکتی ،طواف وداع کے لئے اسے ٹھہرنا پڑے گا، پاک ہوکر طواف کر کے پھر لوٹے۔ یہ سن کر سائل کہتا ہے کہ اے امیر المومنین میں نے یہی مسئلہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عورت بغیر طواف وداع کے جاسکتی ہے اس پر آپ سخت غضب ناک ہوئے اور ہنٹر لے کر اسے ادھیڑ دیا کہ جب تیرے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث تھی تو پھر تو نے مجھ سے یہ مسئلہ کیوں پوچھا؟

آہ! آج فاروق اعظم کو کہاں سے لائیں؟ آج درہ فاروقی کہاں پائیں؟ آج تو ایک ایک مقلد ایک چھوڑ کئی کئی حدیثیں سن کر نہایت بے پرواہی سے کہہ دیتا ہے کہ میں تو حنفی مذہب سے ہوں میرے مذہب میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں۔آج اگر ہوتے فاروق اعظم ؓ یا ہوتا درہ فاروقی تو پھر دیکھتے کہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف فقہ کی کتاب کوئی کیسے پیش کرتا ہے؟

تقلید کا شرک ہونا:

برادران! مندرجہ بالا ایک واقعہ ہی ہمیں اس نتیجے پر پہنچانے کے لئے کافی

ہے کہ حدیث رسول ﷺ مل جانے کے بعد پھر ادھر ادھر کے اقوال لینا صریح حرام ہے۔ رائے، قیاس، اجتہاد، استنباط سب تابع ہیں سردار حدیث ہے۔ اماموں اور بزرگوں کے اقوال سب ماتحت ہیں اور قول رسول ﷺ حدیث نبویؐ سب کے اوپر ہے حدیث کے خلاف کسی اور کی بات ماننا پھر اسے تقلید کہنا وہ تقلید ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے جسے شرک کہا جاتا ہے جس سے بچنا مسلمان پر اتنا ہی فرض ہے جتنا کالی اور بھوانی کو نہ ماننا۔ یہ اصل اسلام ہے۔ میں نے آپ کو صاف صاف بتادیا ہے کہ جس مذہب پر آپ مطمئن ہوکر بیٹھے ہیں اس نے بہت سی صحیح صریح حدیثوں کو ترک کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ ان حدیثوں کو سن کر ان کے خلاف جو مسائل آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہیں ان سے دست بردار ہو جایئے اور اسے مانیئے جو حدیث میں ہے۔

پھر محبت میں مزا آتا ہے
کیوں نہ کھائیں ہمیں غم بھاتا ہے

مذہب اہلحدیث:

اگر آپ ک کان میں کسی شیطان نے یہ صور پھونک دیا ہو کہ اہلحدیث اماموں اور مجتہدوں بزرگوں اور نیکوں کے منکر ہیں تو ہم آپ سے کہیں گے کہ اس نے غلط کہا۔ ہم اہلحدیث اماموں کی، بزرگوں کی، مجتہدوں کی، محدثوں کی سب کی عزت کرنے والے ہیں، ان سب کی بزرگی ماننے والے ہیں انہیں اپنا سردار اور پیشوا مانتے ہیں لیکن اسے کیا کریں کہ خود انہیں ائمہ کرام نے ہمیں یہ فرمادیا کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں ہماری نہ مانو اور نہ کسی اور کی مانو۔ پس ان کا ماننا اور ان

کی ماننا بھی یہی ہے کہ جو حدیث میں ہے مانیں جو اس کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیں۔ اماموں کا جو دشمن ہو جو چاروں اماموں سے بغض و بیر رکھتا ہو ہم تو اسے ملعون مطرود اور شیطان کا چھوٹا بھائی جانتے ہیں۔ ہاں بے شک حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کے قول کو ماننا یہ خود ان چاروں اماموں کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم چاروں مذہب کی فقہ کی کتابوں کے جس مسئلے کو خلاف حدیث پاتے ہیں اسے چھوڑ دیتے ہیں، یہ نہیں کرتے کہ اس کے مقابلے میں حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ اللہ کے رسول ﷺ کی صریح توہین حدیث کی اعلیٰ بے ادبی اور دین اسلام کا صریح خلاف ہے۔

یہ ہیں مندرجہ بالا ڈیڑھ سو حدیثیں، جو صریح ہیں صحیح ہیں، جن کے خلاف حنفی مذہب فقہ کی کتابیں ہیں۔ کہیئے! ہم کیسے حدیثوں کو چھوڑ دیں؟ اور کیسے ان فقہ کی کتابوں کو لے لیں؟ انصاف ایمان اسلام تعلیم بزرگان اقوال ائمہ کا خلاصہ تو یہ ہے کہ ہم حدیث کو لیں اور فقہ کو چھوڑ دیں۔ پس یہی ہم چاہتے ہیں۔ واللہ الہادی۔

دل کہیں کھینچے لے جاتا ہے

ولولہ ناک میں دم لاتا ہے

خلاف مذہب حدیث کو چھوڑنا نفاق ہے:

قرآن کریم نے سورۃ نور میں ایک گروہ کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان کا دعویٰ تو یہ تھا کہ اللہ رسول پر ہمارا ایمان ہے اور ہم قرآن و حدیث کو ماننے والے ہیں، لیکن یہ دعویٰ صرف زبانی ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی سچائی کا ثبوت عملی طور پر دے نہیں سکتے وہ اللہ رسول کے بہت سے احکام سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ہاں گر ان

کی حسب منشا کوئی حکم ہو تو سر جھکائے خاموشی سے بلکہ بطلدق شوق اسے مان لیتے ہیں۔لیکن جہاں خلاف ہو یہ ایسے ہو گئے کہ گویا ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا۔یہ بیمار دل ہیں یہ مغرور ہیں انہیں اللہ رسول کی باتیں عدل وانصاف حقانیت واطمینان والی نظر ہی نہیں آتیں۔سچ تو یہ ہے کہ یہ بدترین ظالم گروہ ہے۔ملاحظہ ہو آیت "ویقولون امنا" سے ختم رکوع تک۔

اپیل:

ہمارے زمانے کی وہ جماعت جو فقہ کی موجودہ کتابوں پر آنکھیں بند کر کے جھک پڑی ہیں جس نے ایک امام کی تقلید کا پٹا اپنے گلے میں مضبوط ڈال لیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ تقلید نے ان حضرات کو اسی وصف پر لا کھڑا کر دیا ہے کہ ان آیتوں کا صحیح مصداق یہ ہو گئے ہیں۔انہوں نے بھی حدیث وقرآن کے دو حصے کر لئے ہیں۔ایک وہ کے مطابق مذہب ہے ایک وہ جو خلاف مذہب ہے جو مطابق ہے اسے تو مان لیں گے لیکن جو مخالف ہے اسے ہرگز نہ مانیں گے۔پس یہ نہایت برا وصف ہے ہم اپنے موجودہ بھائیوں سے پرزور اپیل کریں گے کہ للہ وہ اس مہلک روش سے الگ ہو جائیں۔

رشک سے کیوں نہ جلے عیش کا خرمن اپنے
محفل غیر ہو جب شمع سے روشن اپنے

تقلید کے معنی:

تقلید اور تحقیق آپس میں دو متضاد اور ایک دوسرے کے برخلاف دو جدا گانہ

حقیقتیں ہیں۔تقلید کے معنی ہی بلا دلیل مان لینے کے ہیں، اور تحقیق کے معنی اس کے برخلاف دلائل سے ماننے کے ہیں۔آج جو حضرات مقلد ہونے کے اقرار کے ساتھ دلائل پر نظر ڈالنے کی زحمت گوارہ کرتے ہیں۔وہ دراصل اپنے منصب سے تجاوز کر جاتے ہیں۔اصول فقہ کی کتابوں میں بھی جو ان کے لئے تقلید کی چاردیواری قائم کی گئی ہے اس میں تحقیق کی ہوا کے آنے کا کوئی سوراخ بھی نہیں رکھا گیا۔یہاں تک کہ ''مسلم الثبوت'' میں لکھا ہے کہ مقلد کو نہ خود دلیل لانے کا اختیار ہے نہ اس کے امام کی دلیل اس کے لئے دلیل ہے بلکہ توضیح وتلویح میں ہے کہ اس کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے بلکہ صراحت سے لکھا ہے کہ قرآن و حدیث اجماع قیاس مقلد کی دلیل نہیں ہے۔

تحقیق وتقلید:

دنیا کا کوئی فرقہ آپ ایسا نہ دیکھیں گے کہ وہ اپنے تئیں دلیل پر نہ سمجھتا ہو گو واقعہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو،لیکن مقلدین کی جماعت اور صرف مقلدین ہی کی جماعت وہ جماعت ہے جو علی الاعلان اپنا دلیل پر نہ ہونا ظاہر کرتی رہتی ہے بلکہ دلیل پر نگاہ ڈالنا اپنی جماعت کے لئے اتنا ہی خطرناک سمجھتی ہے جتنا خطرناک فعل روئی کے گالوں میں جلتی ہوئی دیا سلائی کا پھینک دینا ہے۔اگر آپ آج کل کسی مقلد مولوی صاحب کو تحقیق کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے دیکھیں تو یہ خیال نہ کرنا کہ یہ تحقیق کرتے ہیں،نہیں نہیں نہ تحقیق ان کا منصب نہ تحقیق ان کے لئے مفید،نہ تحقیق سے انہیں کوئی واسطہ یہ تو صرف دفع الوقتی اور اپنے والوں کی تسکین کی خاطر کے لئے ایک بیرونی جھلک ہوتی ہے ورنہ کیا مجال کہ دلیل کی طرف آنکھ بھی اٹھائیں۔کسی مسئلہ میں آپ ایک چھوڑ کئی حدیثیں بھی ان کے سامنے رکھ دیں تو یہ تو

وہ کریں گے کہ ان سب کو توڑ مروڑ کر کچل کر دبوچ کر اپنے مذہب کے سانچے میں ڈھالیں۔ لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ تقلید کی رسیاں توڑ کر تحقیق کی پر فضا وسیع میدان میں اطمینان کا ایک بھی سانس لیں۔

خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے
آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے

مقلدین سے ایک کٹھن سوال:

اے مقلد بھائیو! میں ایک اور صرف ایک ہی چیز آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ خود بھی اسے سمجھیں اور پھر مجھے بھی سمجھا دیں؟ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ مقلد ہیں، یہ بھی ظاہر ہے کہ اجتہاد کو ختم ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں۔ اماموں کے زمانے کے بعد اجتہاد کی قوت اور شان کسی میں ظاہر نہیں ہوئی اور آپ نے اپنے ''علم غیب'' سے خبر پا کر اپنی کتابوں میں یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ آئندہ بھی کوئی مجتہد نہ ہوگا۔ تو کیا کرم فرما کر جناب یہ بتلائیں گے کہ ان چاروں مذہبوں میں سے ایک معین مذہب جناب نے کیسے اختیار کر لیا؟ حنفیو! آپ مجتہد نہیں ہیں بلکہ آپ میں کوئی مجتہد نہیں ہے، اماموں کے علم سے زیادہ علم آپ کو نہیں، پھر کیسے آپ نے معلوم کر لیا کہ باقی تینوں اماموں کے مسئلے غلط ہیں؟ اور میرے اس ایک امام کے مسئلے سچے ہیں؟ آپ ہیں مقلد قرآن و حدیث کو آپ نہیں سمجھ سکتے، جب تحقیق سے آپ کو لگاؤ نہیں تو آپ نے اتنے بڑے بڑے مجتہد مطلق چار اماموں کا امتحان کیسے لے لیا؟ کیوں جی مجتہدوں میں حلال حرام کا اختلاف تھا یہ جناب نے کیسے باور کر لیا کہ حق امام ابو حنیفہؒ کے ہاتھ میں ہے اور تینوں امام باطل پر اور ناحق پر ہیں؟ جناب کی عدالت سے ایک امام کو سچ اور تین اور اماموں کو جھوٹ کی ڈگری کیسے مل گئی؟

مقلدوں کی توہین امام:

حالت تو جناب کی یہ کہ ایک ایک پیسے کو محتاج لیکن پھر شیخی یہ کہ فلاں بادشاہ کو تاج وتخت میرا دیا ہوا ہے۔ یوں تو جناب فرمائیں کہ ہم مقلد ہیں، قرآن وحدیث سے مسائل لینا مجتہدوں کا کام ہے، لیکن پھر جناب یہ فرمائیں کہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ سچا ہے کہ رفع الیدین نہ کرو۔ تینوں اور امام جھوٹے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کیا کرو؟ کیوں جناب یہ اماموں کے درمیان سچ جھوٹ کے تمیز کرنے کی قابلیت جناب کو کیسے حاصل ہوگئی؟ اور اگر اتنی قابلیت واقعی آپ میں ہے کہ مجتہد اماموں کے مسائل کو لے کر ان کے دلائل معلوم کر کے ان میں محاکمہ کر کے ان میں فیصلہ کر دیں کہ فلاں ایک امام سچا اس کا مذہب اچھا، فلاں تین امام باطل ان کا مذہب باطل۔ تو یہی قابلیت وذہانت جناب نے براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل کے لینے پر صرف کیوں نہ کی؟ اور مذمت تقلید کا کلنگ کا مصنوعی ٹیکہ اپنی قدرتی پیشانی پر کیوں لگا لیا؟

مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس ذراسی تحریر کے رمز کو پالیں گے اور وہ غور وخوض کر کے تقلید کی موجودہ دلدل سے نکل بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ تقلید شخصی کے تو صاف معنی یہ ہیں کہ تین اماموں کی تمام باتوں کے ہم منکر بن جائیں سارے دین میں صرف ایک امام کو حق پر مانیں تب تقلید شخصی ہو سکتی ہے ورنہ تقلید بن نہیں سکتی۔

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
جس سرزمیں کے یہ ہیں وہاں آسماں نہیں

اس خرابی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر اس خرابی پر نظر ڈال جایئے جو مسلسل

طور پر آپ نے ابھی پڑھی ہے کہ تقلیدِ شخصی کے پھیرے میں پھنس کر آپ نے سینکڑوں صحیح حدیثوں کو جواب دے دیا ہے۔

تقلید کی خوبصورت بلا کی ایجاد:

اخباری محمدی کے ٹائٹل پر جو آیت قرآن کریم "فلا وربک الخ" لکھی رہتی ہے اسی کے مطابق صحابہؓ کرام عمل رہا۔ ان کے پاس سوائے قرآن وحدیث کے کوئی تیسری چیز عمل کے لئے نہ تھی۔ یہی پاک روش صحابہ کرامؓ کی رہی اسی طریقے پر تابعین عظام رہے، اور یہی تعلیم ائمہ اسلام نے دی۔ لیکن ان سب کے خلاف چار سو سال کے بعد مسلمانوں میں ایک نئی بدعت نے سر نکالا اور اپنے خوبصورت چہرے پر مسلمانوں کو کچھ اس طرح مفتوح کر لیا کہ ایک ایک دو دو ہو کر بجز ایک جماعت کے سب کے سب اس کی طرف جھک گئے اور یہ خوبصورت بلا انکے گلے کا ہار بن گئی۔ جوں جوں اس بد بلا کے جراثیم ان کے جسم میں اثر کرتے گئے، قرآن وحدیث کی روح پرور پاک صحت ان کی بگڑتی گئی۔ بالآخر بعض بزرگوں سے رائے قیاس کے مانگے ہوئے ٹکڑوں پر انہوں نے قناعت کر لی، اور زبانی دسترخوان کا من وسلویٰ ان سے چھین لیا گیا۔ گھر گھر تقلیدی بھیک کے خشک ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آنے لگا اور روحانی لذیذ غذا دیکھنے کو بھی باقی نہ رہی۔

صحابہؓ کا اختلاف اور اس کا فیصلہ:

مندرجہ بالا آیت کے حکم ماتحت صحابہ کرامؓ کے آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ صرف قرآن وحدیث سے ہوتا تھا۔ نمونے کے طور پر سنئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ میں اس عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف ہوتا ہے جو حمل سے ہو اور اس کے خاوند کا انتقال ہو جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ تو فرماتے ہیں کہ چار ماہ دس اور اس بچے کا ہونا ان میں سے جو آخر میں ہو وہی عدت ہے، سیدنا ابو سلمہؓ نے فرمایا بچہ تو ہوتے ہی عدت پوری ہو جاتی ہے خواہ عدت کی مدت سے پہلے ہو جائے، یہاں تک کہ انتقال کے ایک دن یا ایک گھنٹے بعد بھی ہو تو اس کی عدت پوری ہو گئی اور اگر چار ماہ دس گزر جائیں اور پھر بھی بچہ نہ ہوا ہو تو جب تک بچہ نہ ہو تو وہ عدت میں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے بھی یہی فرمایا کہ میں اپنے اس بھتیجے کے فتویٰ سے متفق ہوں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل پیش کیئے اور با قاعدہ مذاکرہ علمیہ ہوا، محبت کے ساتھ مناظرانہ گفتگو ہوتی رہی مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ مجلس نے طول کھینچا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر یہ ٹھہرا کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ کے پاس اس کا صحیح علم ہے۔ قاصد بھیج کر ان سے دریافت کیا جائے اگر کوئی حدیث رسول ﷺ مل جائے تو اس سے اس اختلافی مسئلے کا حل ہو۔ قاصد دوڑا ہوا گیا اور مائی صاحبہ سے عرض کی کہ صحابہؓ اس امر پر باہم مناظرہ کر رہے ہیں اور آپ کے پاس سب کے اتفاق سے میں بھیجا گیا ہوں، کیا اس بارے میں کوئی حدیث آپ کو یاد ہے؟ ام المومنینؓ نے فرمایا آؤ میں تمہیں حدیث سناؤں! سبیعۃ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا انتقال ہوا اس وقت یہ دو جیا تھیں، تھوڑے دن ہی گزرے تھے جو ان کے ہاں بچہ تولد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اگر وہ چاہیں تو دوسرا نکاح کر لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ قاصد خوشی خوشی واپس آیا اور صحابہ کرامؓ کے مجمع میں یہ حدیث بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ابن عباسؓ پر اپنی رضامندی کی

بارشیں برسائے آپ نے اسی وقت اپنے پہلے مسئلے سے رجوع فرمالیا اور صاف کہا کہ پہلے میں جو کہتا تھا غلط تھا میں اس سے اب رجوع کرتا ہوں غرض حدیث شریف کے پیش ہوتے ہی سارا اختلاف مٹ گیا۔ سب ایک ہوگئے، کل گردنیں حدیثیں رسول ﷺ کے سامنے جھک گئیں۔ سارے ہم خیال ہوگئے اور فرمان رسول ﷺ کو سرآنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ تھی روش صحابہ کرامؓ کی اور یہی حکم ہے آیت مندرجہ بالا "فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم الخ" بالفرض اس قسم کے واقعات نہ بھی ملیں تاہم آیت کے الفاظ روز روشن کی طرح صاف بتلا رہے ہیں کہ ایمان نام ہی اس کا ہے کہ ہر اختلاف کا ہر پیش آمدہ مسئلے کا فیصلہ قرآن و حدیث سے ہی ہونا چاہیے۔ جب ایمان و اسلام ہی کا نام ہے تو ہم کھلے لفظوں میں کیوں نہ کہیں کہ اس خلاف کا نام کفر و شرک ہے جو لوگ اختلافی مسئلہ کا فیصلہ تجھ مجھ سے لیں جو لوگ شرعی مسائل کسی امام کے فرمان پر موقوف رکھیں بالیقین یہ وہ ہیں جو قرآنی اصطلاح کے مطابق ایمان سے کالے کوسوں دور ہیں۔ تقلید شخصی میں اگر اس کے سوائے اور کوئی برائی نہ بھی ہوتی تاہم یہی ایک برائی اس کی بدعت اور حرمت کے لئے کافی بلکہ کافی سے زائد تھی۔ چہ جائیکہ اس میں اس کے سوائے اور بھی بیسیوں عیب و نقصان ہیں۔

مجھ کو بھی کچھ حضور کے معلوم حال ہیں
میں سن چکا ہوں آپ بھی اہل کمال ہیں

حنفیوں کے نزدیک اور سب مسلمان ملعون ہیں:

کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ کہ ہر مذہب کا مقلد اپنے امام کے سوا اور ائمہ کے

فرمان کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ بلکہ فرمان رسول ﷺ کو بھی دلک دیتا ہے۔ آیت قرآن کو توڑنے مروڑنے بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ذمے سب سے بڑا فرض یہی سمجھتا ہے کہ جو اس کے امام نے کہا اسے حق سمجھے اسی کو مانے اور اسی پر عمل رکھے۔ یہاں تک کہ مقلدین امام ابوحنیفہؒ نے کہا۔

فلعنة ربنا اعداد رمل

علی من رد قول ابی حنیفة

یعنی ریت کے ذروں کے برابر لعنتیں نازل ہوں اس پر جو امام ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کر دے۔ قارئین کرام! مضمون آیت کو اور مضمون شعر کو ملالیں تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ اللہ کے نزدیک مومن وہ ہے جو ہر مسئلے میں قرآن و حدیث کو لے اور ان کے نزدیک مومن وہ ہے جو ہر ایک مسئلے میں قول امام ابوحنیفہ کو لے۔ پس قرانی فیصلے کے مطابق وہ ایمان سے خالی ہے جو اختلافات کا فیصلہ امام ابوحنیفہ کے قول سے لے اور ان مقلدین حنفیہ کے نزدیک جو اختلافات کا فیصلہ امام ابوحنیفہ کے قول سے نہ لے وہ ملعون ہے۔ اب قارئین کرام بتلائیں کہ ہم کیا کریں؟ سنو! ہم نے یہ کیا کہ شعر شعر والے منہ پر دے مارا اور حکم ربی کو مضبوطی سے تھام لیا، اور جو کہا تھا وہ کیا تھا یعنی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد مصطفی ﷺ کے سوا کوئی اطاعت کے لائق نہیں اسی کی دعوت ہم اہلحدیث محمدی آپ حضرات کو دیتے ہیں کہ جو مسئلہ پیش آئے قرآن و حدیث سے اسے لو اور لعنت کرنے والوں پر ان کی لعنت رکھو۔ اللہ کے حکم پر چلنے والا مرحوم ہوتا ہے نہ کہ ملعون، ملعون وہ ہے جو ابوالقاسم ﷺ کے قول کو رد کر دے نہ وہ جو ابوحنیفہؒ کے قول رد کر دے۔

آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح صحابہ کرامؓ مقابل حدیث رد ہو گئے تو کیا اے اسلامیو! مندرجہ بالا ۱۵۶ حدیثیں جو آپ کے سامنے ہیں ان کے بالمقابل جو اقوال فقہا ہیں کیا آپ انہیں رد نہ کریں گے؟ اگر آپ کا فیصلہ رد نہ کرنے کا ہے تو فیصلہ ربانی جو رد ایمان کا ہے وہ بھی سامنے رہے۔ آیئے! اب میں آپ کو دو چار واقعات اور بھی اسی قسم کے سناؤں:

حدیث پر فیصلہ فاروقی:

بنو زہرہ کے ایک شخص کو بلوا کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کے بارے میں جو جاہلیت میں کا پیدا شدہ تھا اور نسب خلط ملط ہے تمہارا کیا علم ہے؟ اس نے کہا فراش تو فلاں کا تھا اور نطفہ فلاں کا۔ بات کی تحقیق ہو گئی لیکن سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بچہ نطفے والے کا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا فراش ہے اسی کی اولاد ہے۔

خلافت کا فیصلہ خلاف حدیث اگر ہو مردود ہے:

مخلد بن خفافؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خرید کیا کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کے ایک عیب کی اطلاع ہوئی تو میں نے جا کر دربار خلافت میں شکایت کی مجھے حکم ملا کہ میں اس غلام کو اسے لوٹا دوں جس سے خرید کیا ہے اور اس سے جو غلہ میں نے حاصل کیا ہے وہ بھی واپس کر دوں۔ میں یہ حکم سن کر چلا آیا جناب عروہ سے ملا اور جناب خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیزؒ کا یہ فیصلہ ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا سبحان اللہ شام کو میں ضرور جاؤنگا اور کہوں گا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ ایسے مقدمے کے فیصلے میں رسول اللہ ﷺ نے غلہ اسے دلوایا ہے

جس کی ضمانت ہو میں الٹے پاؤں دربار خلافت میں پھر پہنچا اور خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث نقل کر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نفع اس کا ہے جس کی ضمانت ہے اسی وقت جناب عمرؒ نے سر جھکا دیا اور خوش ہو کر فرمانے لگے واہ کتنا صحیح اچھا اور آسان اور عمدہ فیصلہ ہے۔ اے اللہ تجھے بخوبی علم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے تو وہ حق سمجھ کر فیصلہ کیا تھا لیکن اب مجھے حدیث رسول ﷺ پہنچ گئی اس لئے میں اپنے فیصلے کو توڑتا ہوں اور تیرے رسول ﷺ کے فیصلے کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں۔ فرحمہ اللہ و رضی عنہ یہ ہے اسلام نہ یہ کہ حدیث کو چھوڑ فقہ کو لے خوش ہو گئے۔

جس گل سے کچھ مزاج ذرا بھی بدل گیا
اک شوخ اور پھانس لیا جی بہل گیا

قاضی صاحب کا خلاف حدیث فیصلہ کوئی چیز نہیں:

قاضی اسلام سیدنا سعد بن ابرہیمؒ کے پاس ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا آپ نے اس میں سیدنا ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کی رائے سے فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا ابن ابی ذئبؒ نے قاضی صاحب سے ایک حدیث بیان کی جو اس فیصلے کے خلاف تھی، یہ سن کر سیدنا سعدؒ نے ربیعہ سے فرمایا کہ دیکھو ابن ابی ذئبؒ جو ثقہ ہیں یہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور حدیث میں فیصلہ سراسر اس کے خلاف ہے جو میں نے کیا ہے، ربیعہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ نے تو اجتہاد کر کے فتویٰ دیدیا آپ کا حکم نکل ہی چکا بس وہ جاری رہے۔ سیدنا سعد اس جواب سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے واہ واہ! سعد کی ماں کے لڑکے سعد کا فیصلہ تو جاری ہے اور رسول ﷺ کا فیصلہ رد ہو جائے؟ استغفر اللہ! نہیں نہیں بلکہ سعد کا فیصلہ غلط اور نبی علیہ السلام کا فرمان سر آنکھوں پر جاؤ وہ کاغذات لاؤ جن پر میں نے ججمنٹ لکھی ہے جب

وہ کاغذات لائے گئے تو آپ نے اس فیصلے کو چاک کر دیا اور اس کے خلاف فیصلہ حدیث کے مطابق لکھ دیا۔ اللہ ان پر رحم کرے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ مقلدو! اللہ سے ڈرو تم ان آیتوں ان حدیثوں سلف کے ان روشن فیصلوں کے خلاف ہمیں لیجانا چاہتے ہو؟

بردایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

امام شافعیؒ کے فرامین:

جناب امام شافعیؒ فرماتے ہیں لوگوں کا اجماع ہے کہ سنت رسول ﷺ حدیث نبویؐ جس کے سامنے آجائے وہ کسی کے قول پر اسے ترک نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں جب میں کوئی حدیث روایت کروں اور خود اسے نہ لوں تو یقین کر لینا میری عقل جاتی رہی۔ فرماتے ہیں سنت رسول ﷺ کے بعد کسی کا قول کوئی چیز نہیں، تواتر سے آپ کا یہ فرمان منقول ہے کہ اگر صحیح حدیث کے خلاف میرا کوئی قول پاؤ تو اسے دیوار سے دے مارو۔ اللہ اکبر! یہ فیصلے امام صاحب کے اور پھر بھی شافعیہ کا اس فقہ پر اڑے رہنا جو سراسر حدیث کے خلاف بہت سے مسائل بیان کرتی ہے کیا یہ تقلید ہے؟

سیدنا عبداللہؓ بن مسعود کا رجوع:

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے اپنا نکاح کیا لیکن پھر وہ اس کی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس لئے اسے طلاق دے دیتا ہے تو کیا اس کی ماں سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں

اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ اس شخص نے اس فتویٰ کے مطابق اس عورت سے نکاح کرلیا اور چونکہ آپ بیت المال کے افسر تھے تو چاندی کے ردی ٹکڑے لے کر انہیں صاف کھری چاندی کے بدلے بدلے لیا کرتے زیادہ دیتے اور کم لیتے ۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے اور اصحاب رسول ﷺ سے ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلے شخص کے لئے اپنی ساس سے نکاح حدیث کی رو سے جائز نہیں اگرچہ اس کی لڑکی کو مجامعت سے پہلے ہی طلاق دے چکا ہے ۔ اور جب چاندی کا چاندی سے تبادلہ ہو تو دونوں طرف برابر ہونا مطابق حدیث شرط ہے یہ سن کر آپ واپس پلٹے اور اپنے پہلے مسئلے کی غلطی بتلانے کے لئے اس شخص کو تلاش کر کے اس کے ہاں پہنچے لیکن وہ نہ ملا تو آپ نے اس کی قوم والوں سے فرمایا کہ میرا پہلا فتویٰ غلط تھا ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا ، پھر آپ صرافے کے بازار میں پہنچے اور وہاں اعلان کیا کہ پہلے جو میں کرتا رہا وہ خلاف شرع تھا چاندی چاندی کے بدلے برابر ہونی چاہیئے وزن اگر یکساں نہ ہو تو تبادلہ حلال نہیں ۔

نصیحت :

میں نے نہایت نیک نیتی سے اپنی مسلمان بھائیوں کے سامنے بطور مثال یہ مسائل پیش کر دیئے ہیں حدیثیں نقل کر دیں ہیں جو اپنے معنی اور مطلب میں بالکل واضح ہیں ۔ اور ان کے بالمقابل فقہ کی عبارتیں بھی نقل کر دیں ہیں جو اپنے مطلب میں بہت واضح ہیں جو حدیث میں ہے اس کے بالکل برخلاف فقہ میں ہے اس فرق کی وضاحت کے بعد میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ للہ غور کرو ۔ فرمان رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی اور کی نہ مانو ۔ مسلمان ہونے کے معنی میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ کے سوال کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور

محمد (ﷺ) کے سوا کوئی اطاعت کے لائق نہیں۔ یقیناً ہر مسلمان کا فرض اولین ہے کہ جس کسی کا قول خلاف قول پیغمبر ہو اسے ترک کر دے۔ نہ کہ کسی امام کے قول کے خلاف قول پیغمبر کو ترک کر دے۔

حدیث کو مقدم رکھنا ہی امام صاحب کا مذہب ہے:

اگر آپ میری یہ بات کڑوی لگتی ہو تو آؤ میں آپ کو آپ اور اپنے امام کے مذہب کی معتبر کتاب اور آپ کے فقہاء کرام کا صحیح فیصلہ بھی اس بارے میں سنا دوں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"ان توجه لکم دلیل فقولو به"

ترجمہ: ''یعنی جب تمہیں دلیل (یعنی قرآن و حدیث) مل جائے تو وہی کہو جو اس میں پاؤ'' (درمختار)

یہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں موجود ہے اور شروع مقدمے میں ہے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ردالمختار شرح درمختار کا فیصلہ سنیئے اس میں لکھتے ہیں:

"اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذالک مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح عنه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی"

ترجمہ: ''یعنی جب کوئی مسئلہ صحیح حدیث میں آجائے اور ہو وہ حنفی مذہب کی کتابوں کے خلاف تو ایسی صورت میں عمل حدیث پر کرنا چاہیئے اور اسی کو اپنا مذہب سمجھنا چاہیئے ایسا کرنے سے انسان حنفیوں سے نکل نہیں جائے

گا، کیونکہ خود امام ابو حنیفہؒ نے فرما دیا ہے کہ جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے''

حنفی، محمدی اتفاق:

حنفی بھائیو! کاش کہ آپ اس روایت پر عمل کر لیں بخدا یہ سارے جھگڑے مٹ جائیں گے اور مسلمانوں میں سے یہ تفریق کی سد سکندری بالکل دور ہو جائے۔ اللہ کی قسم اہلحدیثوں کو امام سے عداوت و بغض نہیں، یہ تو وہی کہتے ہیں جو اماموں نے ان کو سبق دیا ہے کہ جب کسی کی بات خلاف اللہ و رسول ﷺ ہو تو اسے چھوڑ دو، مطابق اور موافق ہو تو اسے مان لو۔ اماموں کی تعلیم بھی یہی ہے بزرگوں کا فیصلہ بھی ہے اور اہلحدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ اہلحدیث جس تقلید کو حرام کہتے ہیں جس تقلید کو حرام بتلاتے ہیں وہ یہی تقلید ہے کہ انسان حدیث کے مقابلے میں کسی امام کی بات کو نہ چھوڑے۔ جب آپ ان جیسے اور خلاف حدیث مسائل کو جو فقہ کی ان کتابوں میں بکثرت سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں چھوڑ دیں گے اور امام ابو حنیفہ کی سچی ماتحتی میں ان کے خلاف جو حدیثیں ہیں ان پر عمل اور ایمان رکھیں گے تو یہی اہلحدیث ہونا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی حنفی ہونا بھی ہے، اللہ تمہیں اور ہمیں سمجھ دے اور اگر باوجود ان صحیح حدیثوں کے دستیاب ہونے کے پھر بھی آپ تقلید ائمہ کے پیچھے پڑ کر ان حدیثوں کا گلا گھوٹیں گے اور نہ ان پر ایمان لائیں گے نہ ان پر عمل کریں گے آپ خود سمجھ لیں کہ کس منہ سے اللہ کے رسول ﷺ سے شفاعت کی آرزو کریں گے؟ اور کس زبان سے میدان محشر میں آپ کے حوض کوثر کا پانی آپ سے طلب کریں گے؟ ایسا کرنے والوں کو حق ہی کب ہے؟ جو آپ کی امت کہلوائیں؟ دوستو! ذرا سے غور پر فیصلہ ہو سکتا ہے، حق نتھر سکتا ہے، سچ جھوٹ میں

تمیز ہوسکتی ہے۔ بھائیو! دو پیسے کی ہنڈ یا ٹھوک بجا کر لیتے ہو، پھر دینی معاملات میں باپ دادا کی روش، قوم کی چال، اگلوں کی تقلید اور بے تحقیق باتوں پر عمل کو کیسے روا رکھتے ہو؟ اٹھو، سوچو، اور سمجھو اور حق کی قبولیت میں عار نہ کرو کل اللہ کے سامنے جانا ہے اسی کا کام پڑتا ہے۔

سنو چاہے دنیا بدل جائے چاہے ماں باپ بدل جائیں، چاہے کنبہ قبیلہ ترک ہو جائے، چاہے برادری نکال دے، چاہے شہر بدر ہونا پڑے، چاہے مکمل بائیکاٹ ہو جائے، چاہے دنیا بھر کی مصیبتیں آ جائیں، چاہے مقدمات اور کیس لگ جائیں، چاہے دنیا برا بھلا کہنے لگے سب منظور کر لو، لیکن حبیب خدا شافع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کی حدیث آپ کے فرمان کو ترک نہ کرو۔

گلستاں میں جا کر ہر ایک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی رغبت یہی آرزو ہے

امام ابو حنیفہؒ کے فرامین:

میرے محترم بھائیو! مندرجہ بالا حدیثیں اور ان کے برخلاف فقہ کے فتوے بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں میں اپنا مطلب واضح کر چکا ہوں کے آپ اپنے سچے عقیدے کے مطابق ان حدیثوں پر عمل وعقیدہ رکھیں، اور ان کے خلاف جو فقہ کے مسائل ہیں ان سے دست برداری کر لیں۔ اس سے جہاں ایک طرف اللہ کے رسولؐ رسولوں کے سردار امت کے شافع ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش

ہونگے وہاں دوسری جانب خود امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"اذا رأیتم کلامنا یخالف ظاهر الکتاب والسنة فاعملوا بالکتاب والسنة واضربوا بکلامنا الحائط"

ترجمہ: ''یعنی جب تم دیکھو کہ ہمارا کوئی کلام ظاہری طور پر قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو تم عمل قرآن و حدیث پر ہی کرنا ہمارے اس کلام کو دیوار سے دے مارنا'' (میزان شعرانی)

آپ فرماتے ہیں:

"ایاکم والقول فی دین الله بالرأی وعلیکم باتباع السنة فمن خرج عنها ضل"

ترجمہ: ''لوگو! اللہ کے دین میں رائے قیاس کی پیروی سے بچو۔ لوگو! سنت و حدیث رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو لازم پکڑ لو۔ لوگو! سن رکھو جو سنت و حدیث کی تابعداری سے جدا ہوا وہ گمراہ ہو گیا بہک گیا وہ بھٹک گیا۔ اللہ تعالیٰ امام صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان پر اپنی رحمت کی جھومتی ہوئی بدلیاں برسائے''

اس سے زیادہ آپ کیا کر سکتے تھے کہ کھلے لفظوں میں اپنی تقلید حرام فرما دی چنانچہ فرماتے ہیں:

"حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی"

ترجمہ: ''یعنی جسے میرے قول کی دلیل کی معرفت نہ ہو اس پر حرام ہے کہ میرے قول پر فتویٰ دے'' (میزان شعرانی)

دوستو! جس تقلید کو اہلحدیث آج حرام کہتے ہیں اور تم لٹھ لے کر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہو اسے خود امام ابوحنیفہؒ بھی حرام بتلاتے ہیں۔ پس للہ غور کرو، بھیڑ چال چھوڑ دو، صحیح راہ اختیار کرو، تم حنفی بھی اسی وقت بن سکتے ہو جب حدیث کے خلاف ان کے اقوال کو دیوار سے دے مارو، اور اسی وقت محمدی بھی ہو جاؤ گے کیونکہ یہی مذہب محمدی ہے اہلحدیث جماعت کا۔ پس للہ تفرقوں کو چھوڑو رسول ﷺ کے تابعدار بن جاؤ، اتفاق سے رہو سہو، ایک ہاتھ میں کلام اللہ دوسرے ہاتھ میں سنت رسول اللہ ﷺ لے لو۔ یہی اماموں کی راہ ہے اسی میں دین کا دنیا کا یہاں کا وہاں کا غرض دونوں جہاں کا بھلا ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

براءت امام:

برادران! میرا تو ایمان ہے کہ اگر آج امام ابوحنیفہؒ زندہ ہوتے تو یہ فقہ کے مسائل کو دیکھتے تو ان مسائل کو جو خلاف حدیث ہیں قطعاً نکال دیتے اور ان کی اصلاح کر کے مطابق حدیث لکھ دیتے اس لئے کہ آپ کا فرمان ہے:

"ما جآء عن رسول اللہ ﷺ فبالرأس والعین"

ترجمہ: ''یعنی رسول ﷺ کی حدیث سر آنکھوں پر ہے'' (ظفر الامانی)

آپ فرماتے ہیں:

"ضعیف الحدیث احب الی من آراء الرجال"

ترجمہ: ''مجھے تو ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ساری دنیا کے لوگوں کی

رائے سے زیادہ پسند اور محبوب ہے'' (عقود الجواہر)

آپ سے سوال ہوتا ہے کہ جناب یہ جو آپ ہمیں رائے اور قیاس سے مسائل بتلا دیا کرتے ہیں کیا یہ سب آپ کے نزدیک برحق ہی ہوتے ہیں؟ آپ جواب دیتے ہیں:

"الباطل الذی لا شک فیه"

ترجمہ: ''یعنی بہت ممکن ہے کہ یہ سب بالکل ہی غلط ہوں'' (جزء تاریخ خطیب)

میرے بھائیو! ہمارے امام صاحب ابو حنیفہؒ کا اللہ انہیں غریق رحمت کرے ہرگز یہ مذہب نہ تھا کہ حدیث کے خلاف کسی کی مانی جائے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے آج یہ کہاں سے اور کیوں اور کس کی تقلید میں مان لیا؟ کہ ان کتابوں میں جو ہے ہم تو اسی کو مانیں گے؟ گو آپ کو صحیح اور صریح حدیثیں اس کے خلاف دکھا دی جائیں، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف حدیث کی بے حرمتی ہے بلکہ خود امام صاحب کی بھی بے ادبی ہے اور پھر اسے امام صاحب کا مذہب بتلانا، یہ تو ان پر تہمت دھرنا ہے۔

امام صاحب سردار اہلحدیث ہیں:

سنئے امام ابو حنیفہؒ خود اپنا مذہب بیان کرتے ہیں ایسا کہ اگر آج وہ ہوتے اور یہ فرماتے تو شاید کثر لوگ انہیں بھی غیر مقلد غیر مقلد کہتے کہہ کر زمین آسمان پر اٹھا لیتے سنئے فرماتے ہیں:

"أخذ بكتاب الله فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم اجد فی کتاب الله ولا سنة رسوله

ﷺ اخذت بقول اصحابه"

ترجمہ: ''یعنی میں ہر مسئلے میں قرآن شریف کو لیتا ہوں اس میں ہو مسئلہ نہ پاؤں تو حدیث رسول اللہ کو لیتا ہوں اس میں بھی نہ ملے تو اقوال صحابہ پر عمل کرتا ہوں، پس ظاہر ہے کہ جناب الامام عالی مقام علیہ الرحمۃ والسلام عامل حدیث وقرآن تھے''

بھائیو! سچ ماننا، واللہ یہی میرا مذہب اور میری کل جماعت اہلحدیث کا مذہب ہے۔ پس صحیح معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ یہی تعلیم امام صاحب کی ہے اور یہی مذہب آپ کا ہے پس ہم تمہیں امام صاحب کے اسی صحیح مذہب کی دعوت دیتے ہیں آؤ اختلافات کے پردے چاک کر دو اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ماننے میں ہم سب متفق ہیں آؤ مل کر آپ کی حدیث کے عمل پر بھی متفق ہو جائیں۔

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابی دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

والدہ امام صاحب:

برادران! صرف میں ہی نہیں دنیا کے مسلمان مانتے ہیں کہ حدیث اور قیاس ہم پلہ چیزیں نہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قیاس جو حدیث کے خلاف ہو قطعاً چھوڑ دیا جائے گا مگر حدیث جو قیاس کے خلاف ہو ہرگز نہ چھوڑی جائے گی۔ پس آپ سے عرض ہے کہ مندرجہ بالا نقشہ پر دوبارہ نظر ڈال جائیے اور جو مسائلِ قیاسیہ خلاف احادیثِ صحیحہ ہیں ان سے دست بردار ہو جائیے۔ رائے کوئی وقعت کی چیز نہیں، خود امام ابو حنیفہؒ کی والدہ صاحبہ کو ایک مسئلے کے فتوے کی ضرورت پڑی

"فافتاها ابو حنیفة فلم تقبل" امام صاحبؒ نے بتلایا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ ملاحظہ ہو جز تاریخ خطیب بغدادی ص۴۷۔

وصیت پیران پیر:

پیران پیر جناب شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب مقالہ ۳۶ میں لکھتے ہیں:

واجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيها بتامل وتفكر ولا تغتر بالقيل والقال والهوس واعمل بهما فليس لنا كتاب غيره فنعمل به وليس لنا نبي غيره فنتبعه ولا تخرج عنهما فيضلك هواك والشيطن وبهما يرتقي العبد الى درجة الولاية والبدلية"

ترجمہ: ''یعنی قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالے اور غور وفکر سے ان کا مطالعہ کیا کر اور ادھر ادھر کی باتوں اور ہوس میں نہ پھنس صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتا رہ۔ ایسے سمجھ لے کہ قرآن کریم کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں۔ اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم تابعداری کریں۔ خبردار کبھی بھی قرآن وحدیث سے باہر نہ ہونا ورنہ خواہش نفسانی اور شیطان لعین تجھے سیدھی راہ سے بھٹکا دیں گے، یاد رکھ کہ انسان اولیاء اللہ اور ابدال کے درجے کو قرآن حدیث کی تابعداری سے ہی پا سکتا ہے۔

بارگاہ ایزدی میں ہے وہی برتر عزیز
جس کے دل کو ہے حدیث ساقی کوثر عزیز

ایک عجیب لطیفہ:

حنفی حدیث کے اور امام کے دونوں کے منکر ہیں:

ایک عجیب لطیفہ بھی سنتے جایئے! اہلحدیث اگر امام ابوحنیفہؒ کا کوئی مسئلہ چھوڑ دیں تو غضب ہو جاتا ہے۔ ستم ٹوٹ پڑتا ہے۔ ہائی دہائی مچنے لگتی ہے، کائیں کائیں ہونے لگتی ہے کفر کے فتوے ڈھلنے لگتے ہیں۔ برادریوں سے خارج کر دیئے جاتے ہیں، بائیکاٹ ہونے لگتے ہیں۔، غیر مقلد غیر مقلد کے ڈھول پیٹے جاتے ہیں اور اس مسکین کے خلاف قیامت قائم کر دی جاتی ہے۔ لیکن یہی جرم جب مقلد کریں، اگلے پچھلے سب مل کر امام صاحب کا مسئلہ چھوڑ دیں اس کی طرف التفات تک نہ کریں اس کے صریح خلاف مسئلہ جوڑ لیں۔ تو کہیں سے چوں کی بھی آواز نہ آئے، اور لطف یہ ہے کہ خاصے مقلد کے مقلد بنے رہیں، آپ خیال فرمائیں کہ نمبر ۸۹ اور ۹۰ کے مسئلے میں خود امام ابوحنیفہؒ کا فرمان حنفی مذہب کی اسی معتبر کتاب ہدایہ میں یہ ہے۔

"عن ابی حنیفۃؒ انہ یقوم من الرجل بحذآء رأسہ ومن المرأۃ بحذآء وسطھا لان انسا فعل کذالک وقال ھو السنۃ"

ترجمہ: ''یعنی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ امام مرد میت کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے اس کے سر کے مقابل کھڑے رہے، اور عورت کے جنازے کی نماز کے وقت اس کے درمیان کھڑا رہے۔ اس لئے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی سنت طریقہ ہے''

آپ نے دیکھا؟ کہ امام صاحبؒ کا صاف فرمان ہے اس پر آپ نے سیدنا انسؓ کے فعل کو اور پھر اس فعل کے سنت رسول اللہ ﷺ ہونے کو دلیل میں پیش کیا ہے۔لیکن حنفیوں نے اجماع کر کے امام صاحبؒ کے اس حق اور بادلیل مسئلے کا بالکل انکار کر دیا ہے۔آج تمام حنفیوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔تمام حنفی مولویوں کا فتویٰ اس کے برخلاف ہے اور کتب فقہ کی تمام مصنفین نے بھی اس کے خلاف کیا ہے۔

الزام:

حنفی دوستو! اگر آپ اس طرح کسی مسئلہ کو چھوڑ دیں تو نہ دشمن امام ٹھہریں نہ تقلید کی حد سے نکلیں تو پھر اسی فعل پر اہلحدیث کے خلاف کیوں کانٹے بونے لگتے ہیں؟ اور ان پر کیوں برس پڑتے ہو؟ برادران! اب میری منشا اس پوری بحث سے اور ساری کتاب سے یہی اور صرف یہی ہے کہ جس طرح آپ نے آزادی کے ساتھ آپ نے اس ایک مسئلے میں امام صاحب کی تقلید کا پٹہ اتار پھینکا اسی طرح اور مسائل جو صریح حدیث کے خلاف ہیں ان میں بھی یہی چال کیوں نہیں چلتے؟ اگر آج تم یہ روش چلو تو پھر حنفی اہلحدیث کے تفرقے کی سد سکندری بالکل ہی اٹھ جائے اور آپس میں ہم سچ مچ ویسے ہی بھائی بھائی بن جائیں جیسے اسلام کے شروع میں تھے اور جیسے منشاء شریعت ہے۔

ریمارک بر کتب فقہ:

ہاں دوستو! واللہ! ابھی تک ہماری سمجھ میں یہ اندھیرا تو نہیں آیا کہ آخر فقہاء کرام نے ایسا کیوں کیا؟ کہ امام صاحب نے جو حق مسئلہ بتایا اور اس کی دلیل صحابیؓ کے فعل سے پھر سنت رسول ﷺ سے دی۔اسے تو پرے پھینک دیا،اور حنفی

مذہب میں ان کے بتلائے ہوئے صریح اور صحیح مسئلے کے خلاف مسئلہ گھڑ لیا، اور آج تمہیں تمہارے علماء نے یہ سبق دیا کہ فقہ کی ان کتابوں میں جو ہے وہ امام صاحبؒ کا بتلایا ہوا ہے اور ان کا مذہب اور یہی قرآن و حدیث ہے۔

دوستو! اللہ کی قسم جس طرح یہاں پردے اٹھ گئے ہیں اور حقیقت ظاہر ہو گئی ہے۔ اسی طرح میرا تو ایمان ہے کہ اکثر و بیشتر مسائل میں ہوا ہو گا، بلکہ ہوا ہے نہ ان کتابوں میں صرف امام صاحب ہی کے مسائل ہیں نہ یہ کتابیں امام صاحب کی ہیں نہ ان کے مسائل حقیقی معنی میں حنفی مذہب کہوانے کے مستحق ہیں۔ واللہ ان میں تو وہ شرمناک مسائل بھی ہیں کہ ایک بھلا انسان کبھی بھی ان مسائل کو امام صاحبؒ کے مسائل نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ ان کو سن کر بھی شرمانا اور جھینپنا پڑتا ہے۔ وہ مسائل تہذیب انسانیت کے بھی خلاف معلوم ہوتے ہیں، طبیعت پر بوجھ پڑنے لگتا ہے پس ہمارا مسلک جو ہے اور جس پر آپ کو بھی ہم لانا چاہتے ہیں یہی کہ ان کتابوں پر اندھا دھن عمل چھوڑ دو عمل کے لائق کلام اللہ اور کلام الرسول ہے۔

امام صاحبؒ کا صحابہؓ کا اور حدیث کا خلاف:

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائیو نے ترک تقلید کی مثال پیش کر دی لیکن واللہ نہایت ہی بھونڈی مثال پیش کی ہے۔ وہاں امام صاحب کو چھوڑا ہے جہاں نہ چھوڑنا چاہیئے۔ امام صاحبؒ مسئلہ بیان کرتے ہیں صحابیؓ کا عمل پیش کرتے ہیں پھر سنت رسول ﷺ ہونا بیان کرتے ہیں مگر واہ رے حنفی مذہب کے فقیہو! اور اپنے تئیں حنفی کہلوانے والوں! تقلید کو فرض بتلانے والو! نہ حدیث رسول ﷺ مانی، نہ فعل صحابیؓ کو وقعت دی، نہ قول امام کی پیروی کی۔ سب کو آنکھوں کے سامنے

دیکھتے ہوئے بڑی بے دردی سے پامال کرتے ہوئے اپنی طرف سے غلط مسئلہ گھڑ لیا اور بے چارے تمام ناواقف حنفیوں کو اسی پر لگا دیا۔

برادران دیکھو تو سہی! تم نہ محمدی رہے نہ حنفی رہے نہ سنی رہے نہ فقہی رہے۔ اللہ جانے کہاں سے کہاں یہ رو تمہیں بہا لے گئی؟ یہ تو الٹی چال تم چلے۔ تم نے الٹی گنگا بہائی، تم نے دریا پہاڑوں پر چڑھا دیئے۔ پس للہ غور کرو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو، اہلحدیث تمہارے حقیقی خیرخواہ ہیں اہلحدیث ہی اماموں کے ماننے والے ہیں وہی ان کی سچی قدر کرنے والے ہیں وہی ان کے سچے اور صحیح اصول پر قائم ہیں۔ یہ تقلید جو آج تم میں پھیلائی گئی ہے اس سے اماموں کو روحانی صدمہ ہوا ہے ہم تمہیں ان شاء اللہ بروز قیامت دکھا دیں گے کہ اس اندھی تقلید سے امامان دین کس طرح بیزاری ظاہر کرتے ہیں؟ اور ساتھ ہی آپ دیکھ لیں گے کہ اللہ کے نزدیک اماموں کے سچے تابعدار کون ثابت ہوتے ہیں؟

دعا

الٰہ العالمین تیرے ایک غلام سے یہ کام تو تو نے کرا دیا کہ اس نے تیرے بندوں کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیا جس میں وہ دونوں راہیں الگ الگ دیکھ لیں اور دونوں دریاؤں کا درمیانی حجاب اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما لیں، اب التجا ہے کہ اسے قبول فرما اور اس سے اپنے بندوں کو فیض پہنچا

آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله واهل طاعته اجمعین فقط

محمد عفی عنہ (میمن جونا گڑھی)

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

شیدائیان قرآن وسنت اور حق کے متلاشیوں کے لئے

خوشخبری

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث کا علمی خدمت میں ایک اور قدم خطیب الہند، عالم شہیر، محقق ونقاد بے مثل

علامہ محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

کی کتب کی اشاعت خاص

- سیف محمدی : قرآن وحدیث کے خلاف مروّجہ فقہ کے چھ سو مسائل کی نشاندہی
- شمع محمدی : قرآن وحدیث اور مروّجہ فقہ کا تقابلی مطالعہ
- درایت محمدی : مروّجہ فقہ کی اہم کتاب ''ہدایہ'' تحقیق ودرایت کی کسوٹی پر